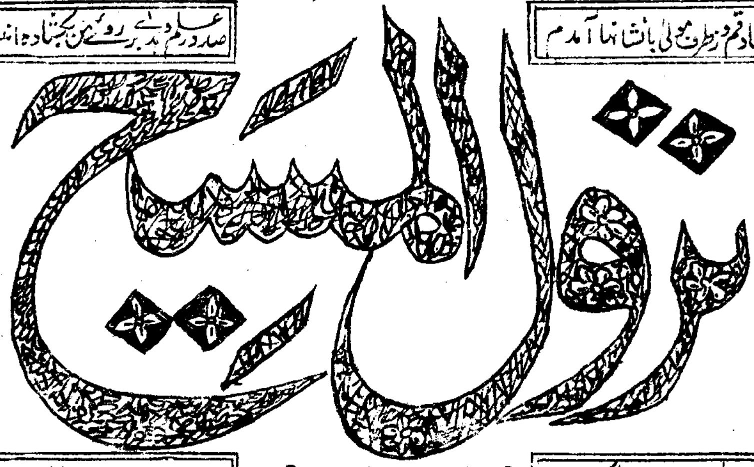
کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم

خدائے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے
کہ کتاب مستطاب منبع ایقان و عرفان مسمّٰی بہ

صادقم و ز طرف مولیٰ با نشانہا آمدم	صد در علم ہدیٰ بروئے من بکشادہ اند



نزول المسیح

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں	فی اخر الزمان	ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولو الالباب و اولو الابصار نے برأی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی ٹائٹل پیج مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیار ہوا

ماہ اگست ۱۹۰۹ء	بار اول۔ تعداد اشاعت ۲۹۰۰ قیمت ۴ر	شعبان المعظم ۱۳۲۷ ہجری

بار دوم — ۱۹۵۱ء / ۱۳۳۰ ش — تعداد ایک ہزار

عام بشارت

من استوی یوماہ فھو مغبون

بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ براہین احمدیہ حصہ پنجم جس کی اشاعت کا مدت مدید سے وعدہ چلا آتا تھا ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہو کر نور افزائے چشم مشتاقاں ہو چکی ہے قیمت نسبت بحقیقۃ الوحی گویا کچھ بھی نہیں یعنی ۱۲؍ فی نسخہ خرچ سے بھی کم ہے وجہ یہ کہ یہ کتب خانہ تجارتی نہیں یہ وہی کتاب ہے جس کی قیمت مع دوسرے حصوں کے سابق میں پانچ روپیہ سے لیکر سو روپیہ تک تھی بہت سی روحیں اسکی شوق دید میں صرف دل کی تمنا ہی لیکر اگلے جہان میں پہنچ گئیں جو زندہ ہیں اور انکو اس آسمانی خزانہ کے کھلنے کی اطلاع نہیں انہیں جاگنا چاہیئے اور دوڑ کر ان موتیوں کو جو نہایت ارزاں ملتے ہیں خریدنا چاہیئے مضامین کے متعلق کسی فہرست دینے کی ضرورت نہیں پہلی حصص کی عام قبولیت کے علاوہ اسقدر لکھ دینا کافی ہے کہ حضرت اقدسؑ کی تمام تصنیفات کا لب لباب اس میں موجود ہے۔ ایام زیر طبع میں بعض دوستوں نے بہت الحاح سے چند ورق کا مجھ سے لیکر کتب خانہ کے اندر ہی مطالعہ کیا تو انہوں نے شرح صدر سے بیان کیا کہ ہم جو کل تھے آج وہ نہیں ہیں یعنی ہماری معرفت میں بیحد ترقی ہوئی ہے۔ چونکہ تقطیع کتاب کی سابقہ حصص سے متبائن ہے اسلئے صفحات بھی پہلے حصوں سے منطبق نہیں ضمیمہ کا صفحہ ۳۲ لغایت ۸۳ ایسے معارف سے مملو ہے کہ نہ بجز مسیح الزمان کے کوئی انکو بیان کر سکتا ہے اور نہ یہ معارف کسی کو سوجھ سکتے ہیں بس یہ حضرت اقدسؑ کا قلب مطہر نہایت ہی مصفا اور منور اور ایک شیشہ عطر کیطرح معطر و معنبر معلوم ہوتا ہے اگر کوئی اور نشان نہ بھی ظاہر ہوا ہوتا تو صرف یہی تفسیر بحکم لا یمسہ الا المطہرون آپکے صدق نبوی پر گواہ ناطق اور شاہد عادل کافی تھی ہم کہاں تک ناظرین کے منہ میں ایسے پر از صدق الفاظ سے پانی بھرتے جاویں۔ صرف تبرک کے دو تین شعر لکھکر اس اشتہار کو ختم کرتے ہیں جو خود مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام نے اس کے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔ یہ دیکھیے

آنانکہ بہ ہاوی احمد ہا کنند ÷ وز راہ جہل عربدہ بر ملا کنند ÷ گر یک نظر کنند دریں نسخۂ کتاب ÷ ہست ایں یقین کہ ترک عناد و ابا کنند

باور نمی کنم کہ بیابند عذر خواہ ÷ ویں امر دیگر است کہ ترک حیا کنند

المشتہر

خاک نعلین نبوی مہدی حسین خادم المسیح مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس از قادیان ۲؍ اگست ۱۹۰۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ

یہ لوگ ارادہ کر رہے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے

بُجھا دیں اور خدا تو باز نہیں رہے گا جب تک کہ اپنے

نور کو پورا نہ کرے اگرچہ کافر لوگ

کراہت ہی کریں

ہم نے طاعون کے بارے میں جو رسالہ **دافع البلا** لکھا تھا اُس سے یہ غرض تھی کہ تا لوگ متنبہ ہوں اور اپنے سینوں کو پاک کریں اور اپنی زبانوں اور آنکھوں اور کانوں اور ہاتھوں کو ناگفتنی اور نادیدنی اور ناشنیدنی اور ناکردنی سے روکیں اور خدا سے خوف کریں تا خدا تعالےٰ اُن پر رحم کرے اور وہ خوفناک وبا جو اُن کے ملک میں داخل ہوگئی ہے دُور فرماوے۔ مگر افسوس کہ شوخیاں اور بھی زیادہ ہوگئیں اور زبانیں اور بھی دراز ہو گئیں۔ اُنہوں نے ہمارے مقابل پر اپنے اشتہاروں میں کوئی بھی دقیقہ ایذا اور سبّ و شتم کا اٹھا نہیں رکھا اور کسی قسم کی ایذا سے دستکش نہیں ہوئے مگر اُسی سے جس تک ہاتھ نہیں پہنچ سکا۔ لعنت اور سبّ و شتم میں وہ ترقی کی کہ شیعہ مذہب کے لوگوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کیونکہ شیعہ نے تو اپنے خیال میں لعنت بازی کے فن کو حرف الف سے

شروع کر کے حرف یا تک پہنچا دیا تھا یعنی ابو بکر سے یزید تک۔ مگر یہ لوگ جو اہل حدیث اور حنفی کہلاتے ہیں انہوں نے اس کارروائی کو ناکامل سمجھ کر لعنت بازی کے دائرے کو اِس طرح پر پورا کیا کہ جس شخص کو خدا نے آدم سے لیکر یسوع مسیح تک مظہر جمیع انبیاء قرار دیا تھا یعنی الف سے حرف یا تک اور پھر تکمیل دائرہ کی غرض سے الف آدم سے لیکر الف احمد تک صفت مظہریت کا خاتم بنایا تھا اُسی پر لعنتوں کی مشق کی۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

لیکن یاد رکھیں کہ یہ گالیاں جو اُن کے منہ سے نکلتی ہیں اور یہ تحقیر اور یہ توہین کی باتیں جو اُن کے ہونٹوں پر چڑھ رہی ہیں اور یہ گندے کاغذ جو حق کے مقابل پر وہ شائع کر رہے ہیں یہ اُن کے لئے ایک روحانی عذاب کا سامان ہے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے طیار کیا ہے دروغگوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے یا دنیا کو دھوکہ دیکر اس کام کو معرض التوا میں ڈال دیں گے جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے۔ اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے تو وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اُس کے ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو ہمیشہ ذلّت اور شکست اٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رسوائی درپیش ہے خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائیگا۔ وہ فرماتا ہے:۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ

یعنی خدا نے ابتدا سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دیدیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء

کا نام* پاکر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے ۔ کہ

---

*حاشیہ۔ یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنیوالا مہدی اور مسیح موعود **میرا اسم** پائے گا اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا یعنی اسکی طرف سے **کوئی نیا دعوے** نبوت اور رسالت کا نہیں ہوگا بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پاچکا ہے وہ **محمدی نبوت** کی چادر کو ہی **ظلی** طور پر اپنے پر لے گا اور اپنی زندگی اسی کے نام پر ظاہر کریگا اور مر کر بھی اُسی کی قبر میں جائے گا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر **وہی آیا جو خاتم الانبیاء** تھا۔ مگر ظلی طور پر اسی راز کے لئے کہا گیا کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائے گا کیونکہ رنگ دوئی اس میں نہیں آیا پھر کیونکر علیحدہ قبر میں تصور کیا جائے دنیا اس نکتہ کو نہیں پہچانتی۔ اگر اہل دنیا اس بات کو جانتے کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ **اسمہٗ کاسمی و یدفن معی فی قبری**۔ تو وہ شوخیاں نہ کرتے اور ایمان لاتے اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی **نہیں ہوں** یعنے باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور میں **رسول اور نبی** ہوں یعنے باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا **کامل انعکاس** ہے اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعوے کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفےٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا بلکہ میں کسی علیحدہ نام سے آتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہانتک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ **ظل** اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا اور ایسا کیوں کہا گیا اس میں راز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے **خاتم الانبیاء**

جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اِس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے

بقیہ حاشیہ: ٹھہرایا ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی تا ایک معنے سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختمِ نبوت محفوظ رہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ خدائے حکیم علیم نے وضع دنیا دوری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر با ایں ہمہ یہ امر مخفی ہوتا ہے اور زور شور سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ اُمت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم ابراہیم نوح موسیٰ داؤد سلیمان یوسف یحییٰ عیسیٰ وغیرہ ... تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے اُن کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسی کیطرف اشارہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس اُمت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گذشتہ کفار کے عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی تند و مد سے

قریب بیعت کرنیوالوں کا شمار پہنچ گیا ہے کہ جو نہ میری کوشش سے بلکہ اُس ہوا کی تحریک سے جو آسمان سے چلی ہے میری طرف دوڑے ہیں اب یہ لوگ خود سوچ لیں کہ اس سلسلہ کے برباد کرنے کے لئے کس قدر انھوں نے زور لگائے اور کیا کچھ ہزار جان کا ہی

بقیہ حاشیہ آئندہ نسلوں کی گذشتہ لوگوں سے مشابہتیں ظاہر ہو جائیں گی۔ چنانچہ بعینہٖ یہودیوں کی طرح یہودی پیدا ہو جائیں گے اور ایسا ہی نبیوں کا کامل نمونہ بھی ظاہر ہوگا اسی کی طرف سورۃ الانبیاء جزو ۱۷ میں اشارہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔ حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ۔ بیان آیات کا یہ منشاء ہے کہ جو لوگ ہلاک کئے گئے اور دنیا سے اُٹھائے گئے اُن پر حرام ہے کہ پھر دنیا میں آویں بلکہ جو گئے سو گئے۔ ہاں یاجوج و ماجوج کے وقت میں ایک طور سے رجعت ہوگی یعنی گذشتہ لوگ جو مر چکے ہیں اُن کے ساتھ اس زمانہ کے لوگ ایسی اتم اور اکمل مشابہت پیدا کرلیں گے کہ گویا وہی آگئے۔ اسی بناء پر اس زمانہ کے علماء کا نام یہود رکھا گیا اور محمدی مسیح کا نام **ابن مریم** رکھا گیا اور پھر اُسی خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور تین صفات محمدیہ کے **محمد** اور **احمد** رکھا گیا اور استعارہ کے طور پر **رسول** اور نبی کہا گیا اور اُسی کو **آدم** سے لیکر اخیر تک تمام انبیاء کے نام دیئے گئے تا وعدہ رجعت پورا ہو جائے۔ یہ ایک باریک **دقیقہ معرفت** ہے اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ سورۃ فاتحہ سے بھی التزامی طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمانوں میں سے منعم علیہم بھی انبیاء گذشتہ کی طرح ہوں گے اور نیز مغضوب علیہم بھی یعنی یہودی ہونگے غرض تمام نبیوں کے نزدیک زمانہ یاجوج و ماجوج زمان الرجعت کہلاتا ہے یعنی رجعت بروزی نہ رجعت حقیقی۔ اگر رجعت حقیقی ہو تو پھر سب میں حقیقی چاہیئے نہ صرف حضرت عیسیٰ میں۔ کیا وجہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رجعت تو بروزی طور پر مہدی کے لباس میں ہو اور عیسیٰ کی رجعت واقعی طور پر۔ شیعہ کو یہ دھوکا لگا ہے کہ انھوں نے اس زمانہ کو رجعت حقیقی کا زمانہ

کے ساتھ ہر ایک قسم کے مکر کئے یہاں تک کہ تمام تر جھوٹی مخبریاں بھی کیں خون کے جھوٹے مقدموں کے گواہ بن کر عدالتوں میں گئے اور تمام مسلمانوں کو میرے پر ایک عام جوش دلایا اور ہزارہا اشتہار اور رسالے لکھے اور کفر اور قتل کے فتوے میری نسبت دئے۔ اور مخالفانہ منصوبوں کے لئے کمیٹیاں کیں۔ مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ بجز نامرادی کے اور کیا ہوا۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ضرور اُن کی جان توڑ کوششوں سے یہ تمام سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ کیا کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اسقدر کوششیں کسی جھوٹے کی نسبت کی گئیں اور پھر وہ تباہ نہ ہوا بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا۔ پس کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحۂ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دُور دُور چلی گئیں اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزارہا پرند اس پر آرام کر رہے ہیں۔ اور اس نشان کے ساتھ ایک عظیم الشان نشان یہ ہے کہ آج سے تیئیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے کہ لوگ کوشش کریں گے کہ اس سلسلہ کو مٹا دیں اور ہر ایک مکر کام میں لائینگے مگر میں اس سلسلہ کو بڑھاؤں گا اور کامل

بقیہ حاشیہ۔ خیال کر لیا۔ مگر یہ انکی غلطی ہے۔ حدیثوں سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں ظاہر ہونگے اور حضرت مسیح بھی۔ مگر دونوں بروزی طور پر آئیں گے نہ حقیقی طور پر۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح کے مقابل پر یہودی بھی جوش و خروش کرینگے مگر وہ یہودی بھی بروزی ہیں نہ حقیقی۔ قدیم سے حدیثوں میں یہ تشریح ہے کہ انہی مولویوں کا نام اُسوقت یہودی رکھا جائیگا۔ اور درحقیقت سورۃ فاتحہ نے بکمال صفائی یہ پیشگوئی کر دی ہے کیونکہ سورۃ فاتحہ میں یہ دعا سکھلائی گئی کہ ایسا نہ ہو کہ ہم وہ یہودی بن جائیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن تھے پس مسلمان لوگ ایسے یہودی کیونکر بن سکتے ہیں جبتک اُنمیں بروزی طور پر مسیح موعود پیدا نہ ہو اور اسکی مخالفت نہ کریں۔ منہ

کروں گا اور وہ ایک فوج ہو جائے گی۔ اور قیامت تک اُن کا غلبہ رہے گا اور میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک شہرت دوں گا اور جوق در جوق لوگ دور سے آئینگے اور ہر ایک طرف سے **مالی مدد** آئے گی۔ مکانوں کو وسیع کرو کہ یہ طیاری آسمان پر ہو رہی ہے۔ اب دیکھو کس زمانہ کی یہ پیشگوئی ہے **جو آج پوری ہوئی**۔ یہ خدا کے نشان ہیں جو آنکھوں والے انکو دیکھتے ہیں مگر جو اندھے ہیں اُن کے نزدیک ابھی تک کوئی **نشان ظاہر** نہیں ہُوا۔

اس صدی میں سے بیسواں سال بھی شروع ہو گیا مگر اُن کا **مجدد اب تک** نہ آیا۔ آسمان نے رمضان کے **کسوف خسوف** سے گواہی دی اور یہ گواہی نہ صرف سُنّیوں کی کتاب دار قطنی میں درج ہے بلکہ شیعوں کی کتاب اکمال الدین نے بھی جو نہایت معتبر سمجھی جاتی ہے یہی حدیث کسوف وخسوف کی مہدی موعود کی **علامت** لکھی ہے مگر پھر بھی ان لوگوں نے صریح بے ایمانی سے اس حدیث کو بھی **ردّ کر دیا**۔ کیا باوجود اتفاق دو فرقوں کے پھر بھی یہ حدیث صحیح نہیں؟ ایسا ہی **طاعون** کی حدیث کتاب اکمال الدین میں بھی موجود ہے اور سنّیوں کی کتابوں میں بھی کہ مسیح کے زمانہ میں طاعون پھیلے گی۔ مگر افسوس کہ ان لوگوں کے نزدیک یہ **نشان** بھی کچھ نشان نہیں۔ صلیبی جوش کی حالت موجودہ نے بھی تقاضا کیا کہ آسمان سے **کوئی ایسا پیدا ہو** کہ جو اس فتنہ کو فرو کرے مگر اُن کے نزدیک ابھی کچھ **حرج نہیں**

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اس اپنے بندہ کی تائید میں **ڈیڑھ سو کے قریب نشانات** دکھلائے جس کے ملک میں لاکھوں انسان **گواہ ہیں** جو عنقریب ایک نقشہ کی صورت میں **شائع** کئے جائیں گے۔ مگر ان لوگوں کے نزدیک اب تک کوئی **نشان** ظاہر نہیں ہوا اب نہ معلوم یہ نشان کس کو کہتے ہیں؟ اس کا جواب خدائے قادر خود ہی دے گا کیونکہ اگر وہ ارادہ کرے تو بڑے سے بڑے کج طبع کو قائل کر سکتا ہے۔ چونکہ اس رسالہ میں اختصار منظور ہے اس لئے ہم اس سے زیادہ لکھنا نہیں چاہتے ہمارا اور ان لوگوں کا آسمان پر مقدمہ دائر ہے۔ وہ حقیقی بادشاہ جو آسمان اور زمین کا مالک ہے وہ ایک دن اس مقدمہ کو فیصلہ

کر دے گا۔ یہ بات ہر ایک راستباز کے نزدیک مسلّم ہے کہ دو گروہ خدا تعالےٰ کے نزدیک ضرور لعنتی زندگی رکھتے ہیں (۱) اول وہ شخص اور اس کی جماعت جو خدا تعالےٰ پر افترا کرتے ہیں اور جھوٹھ اور دجالی طریق سے دنیا میں فساد اور پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔ (۲) دوسرے وہ گروہ جو ایک سچے منجانب اللہ کی تکذیب اور تحقیر کرتے ہیں۔ اس کو زمانہ پاتے ہیں اُس کے نشان دیکھتے ہیں اور اُس کی حجت کو اپنے پر سے اُٹھا نہیں سکتے مگر پھر بھی اس کو ایذا دینے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اُس کو نابود کر دیں۔ اب اس بات کا خدا سے بڑھکر کس کو علم ہے کہ یہ دو گروہ جو اس وقت موجود ہیں یعنے میں اور میرے وہ مخالف جو مجھے گالیاں دیتے اور ہر ایک طور سے دُکھ پہنچاتے ہیں اور میری موت چاہتے ہیں۔ ان دونوں گروہوں میں سے وہ گروہ کون ہے جس کی لعنتی زندگی ہے اور وہ گروہ کون ہے جس کو بہت برکتیں دی جائیں گی۔ اس راز کو بجز خدا کوئی نجومی نہیں جانتا نہ رمّال اور نہ کوئی قیافہ سے کام لینے والا۔ یہ راز میرے خدائے قادر کا ایک سربستہ راز ہے۔ اسی راز کے انکشاف پر سب فیصلے ہو جائیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ پر اگر وہ خدا کی طرف سے ہے تو کیا خدا اُس کو چھوڑ دیگا نہیں بلکہ وہ دن نزدیک ہیں جو خدا اپنے زبردست حملوں سے اُس کی سچائی ثابت کر دے گا۔ جہنم کے عذابوں میں سے کوئی عذاب حسرت جیسا نہیں وہ حسرت جو سچے کے ردّ کرنے میں ہوتی ہے اور وقت گذر جاتا ہے۔ لیکن اب جس امر کے لکھنے کے لئے ہم نے ارادہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا رسالہ **دافع البلاء** جو طاعون کے بارے میں شائع ہوا تھا اس کے مقابل پر ہمارے ظالم طبع مخالفوں نے طرح طرح کے افتراؤں سے کام لیا ہے اور اس قدر جھوٹ کی نجاست کھائی ہے کہ کوئی نجاست خور جانور اس کا مقابلہ نہیں کر سکیگا ہمیں تعجب ہے کہ کہاں تک ان لوگوں کی نوبت پہنچ گئی کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سُنتے ہوئے

نہیں سنتے اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ اُن میں سے جھوٹ بولنے کا سرغنہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ہے۔ جو بارہا دروغگوئی کی رسوائی اُٹھا چکا ہے اور پھر باز نہیں آتا۔ وہ میری نسبت آپ ہی اقرار کرتا ہے کہ انہوں نے قادیان کے بارے میں صرف اس قدر الہام شائع کیا ہے کہ اس میں تباہی ڈالنے والی طاعون نہیں آئیگی ہاں اگر کچھ کیس ہو جائیں جو موجب افراتفری نہ ہوں تو یہ ہو سکتا ہے اور پھر اپنے دوسرے پرچوں میں فریاد پر فریاد کر رہا ہے کہ قادیان میں طاعون آگئی۔ اگر اسکی فطرت کو ایمانداری اور انصاف اور شرم میں سے کچھ حصہ ہوتا تو اس فضول بحث کا نام ہی نہ لیتا کیونکہ اگر قادیان میں بباعث عام بخار کے جو موسمی تھا دو تین آدمی مر بھی گئے تو کس ڈاکٹر نے تصدیق کی تھی کہ وہ طاعون ہے۔ کیا قادیان کے احمق اور جاہل اور کمینہ طبع بعض آریہ یا اور کوئی اُن کا ہم مادہ جو حق اور سچائی سے دلی کینہ رکھتے ہیں اور انکی کھوپری میں یہ عقل ہی نہیں جو طاعون کس کو کہتے ہیں اُن کی شرارت آمیز کسی تحریر سے یہ ثابت ہو گیا جو قادیان میں طاعون پھوٹ پڑی اُن کے ایمان اور دیانت پر خود طاعون کا پھوڑا نکلا ہوا ہے جس سے جانبری مشکل ہے۔ ماسوا اس کے اگر اڈیٹر پیسہ اخبار کو دیانت اور سچائی سے کچھ غرض ہوتی تو اسکو ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ کس اشتہار یا رسالہ میں ہم نے یہ بھی لکھا ہے کہ قادیان میں کبھی طاعون نہیں آئیگی اور کبھی ایک کیس بھی نہ ہوگا بلکہ رسالہ دافع البلاء جو پانچہزار شائع کیا گیا ہے اسکے صفحہ ۵ کے حاشیہ میں بتصریح تمام یہ عبارتیں لکھی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں :-

طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام **طاعون جارف** ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کتوں کیطرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے (اور کم سے کم آبادی کا ایک عشر لیتی ہے ورنہ نصف تک یا تین حصے پانچ حصوں میں سے کھا جاتی ہے) پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی۔ اسی کی تشریح دوسرا الہام کرتا ہے لولا الاکرام لھلک المقام یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں (۱) اول یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب

فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (۲) دوسرے یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں اُن کے شہروں اور دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی (اگر توبہ نہ کریں) اور ایسا خطرناک ہوگا کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے اور ہم دعویٰ سے لکھتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑیگی جو گاؤں کو ویران کرنیوالی اور کھا جانے والی ہوتی ہے مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہونگی (اگر توبہ نہ کریں) تمام دنیا میں ایک قادیان ہی ہے جس کیلئے اب یہ وعدہ ہوا گو پہلے سے حرم رسول کے لئے بھی ایک وعدہ ہے"۔ یہ عبارت ہے جو صفحہ مذکور میں درج ہے جسکو ہم نے لفظاً بلفظ اِس جگہ نقل کر دیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارا ہرگز یہ دعویٰ نہ تھا کہ قادیان طاعون سے بالکل محفوظ رہیگی ہم نے عام لوگوں کے سامنے یہ عبارت جو دافع البلاء میں شائع ہو چکی ہے رکھ دی ہے تا خود لوگ پڑھ لیں۔ اور پھر انصافاً بتلاویں کہ ہمارے پر یہ اِلزام کہ گویا ہم نے اس رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ قادیان کے نزدیک طاعون نہیں آئیگی اور ایک بھی کیس نہیں ہوگا کیا یہ ایمانداری ہے یا بے ایمانی؟ ہم خود منتظر ہیں کہ اس وحی اللہ کے مطابق قادیان میں صاف اور صریح طور پر بعض کیس طاعون ہوں لیکن ابتک جو کچھ پیسہ اخبار اور بعض دوسرے جلد باز اڈیٹروں نے لکھا ہے کہ قادیان میں ثابت کیس ہو چکے ہیں وہ تحریریں صرف تین قسم کے واقعات کا مجموعہ ہیں (۱) اوّل ایسی تحریریں جو محض جھوٹ اور افترا ہیں یعنی ایسے لوگوں کی نسبت نخواہ نخواہ جھوٹی خبریں موت کی شائع کی گئی ہیں جو اب تک زندہ موجود ہیں۔ نہ وہ بیمار ہوئے نہ اُن کو طاعون ہوئی۔ یہ اول درجہ کا جھوٹ ہے جس کے ارتکاب سے پیسہ اخبار نے بے ایمانی کا بڑا حصہ لیا ہے اور ناحق شریف اور عزیز لوگوں کا دل دُکھایا ہے اُسکو سوچنا چاہیئے کہ اگر یہ خلاف واقعہ خبر اُس کے عزیزوں تک پہنچائی جائے کہ محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار طاعون سے مر گیا تو کیا انکو کچھ صدمہ پہنچے گا یا نہیں تو پھر وہ جواب دے کہ ایسا جھوٹ اُس نے کیوں بولا اور کس غرض سے بولا اور کیوں خلاف گوئی کی نجاست کھا کر شریف اور معزز لوگوں کو دکھ دیا۔ کیا یہ لعنتی زندگی نہیں کہ ناحق

کینہ وری کی راہ سے جھوٹ بولا جائے؟ جن کو وہ کمال بیحیائی سے مُردوں میں داخل کرتا ہے وہ تو ایک دن کے لئے بھی بیمار نہ ہوئے اور نہ گاؤں سے باہر نکالے گئے۔ مثلاً جیسا کہ پیسہ اخبار نے اخویم مکرم مولوی حکیم نور دین صاحب کی نسبت شائع کیا کہ انکی کوئی رشتہ دار عورت طاعون سے مرگئی اور بعض نے یہ مشہور کیا کہ وہ مولوی صاحب کی ساس تھی اور بعض خبیثوں نے یہ شہرت دی کہ وہ آپ کی بیوی تھی حالانکہ نہ ساس نہ بیوی نہ کوئی اور رشتہ دار مولوی صاحب موصوف کا طاعون سے فوت ہوا اور نہ گاؤں سے باہر نکالا گیا۔ یہ کس قدر خباثت اور بے ایمانی ہے کہ ایسے صریح جھوٹ جن کی کچھ بھی اصلیت نہیں ایسے اخبار میں درج کئے جائیں جس کے کئی ہزار پرچے ہفتہ وار شائع ہوتے ہیں۔ افسوس کہ اس شخص نے ناحق مولوی صاحب موصوف کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو رنج پہنچایا اور بے وجہ دلوں کو صدمہ پہنچا کر سخت دلآزاری کا موجب ہوا۔ اسکو کیا خبر نہیں تھی کہ قادیان میں اکثر آریہ وغیرہ مذہب اسلام سے اور بالخصوص اس جماعت سے سخت عداوت رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک جھوٹ بولنا شیر مادر ہے شیاطین ہیں نہ انسان۔ پھر کیوں اور کس وجہ سے انکی ایسی جھوٹی خبروں کو اخبار میں درج کر کے شائع کیا گیا اب جواب کا کون ذمہ وار ہے کہ اس قدر گندے جھوٹ سے ایک جماعت کا دل دُکھایا گیا۔ ایسا شخص جو ملک میں بے امنی پھیلانا چاہتا اور زندوں کو مار رہا ہے اور اپنے اندرونی کینوں کی وجہ سے امن عامہ کا دشمن ہے بیشک وہ اس لائق ہے کہ قانون کی حد تک اس سے مواخذہ ہو کہ اس نے ایسا گندہ اور دلآزار جھوٹ ملک میں پھیلایا۔ اور اخویم مکرم مولوی نور دین صاحب کے اقارب کی نسبت ایک بے اصل صدمہ پہنچانے والی بات کو شہرت دی اور بہت سے دلوں کو صدمہ پہنچایا۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ پہلے فرضی طور پر زندہ کو مارا اور پھر اُس فرضی میّت کی تذلیل کی۔

کیا اخبار کا یہی **فرض** ہوتا ہے کہ ہر ایک **روایت** بغیر تفتیش اور تنقید کے شائع کر دی جائے ہمیں تو کچھ انگریزی قانون کا حال معلوم نہیں اگر گورنمنٹ نے **اپنے قانون** میں اخبار نویسوں کو یہ **اجازت** دے رکھی ہو کہ ایسے بے اصل جھوٹ جن سے دلوں کو آزار اور رنج پہنچتا ہے بیدھڑک شائع کر دیا کریں تب تو کوئی چون و چرا کی جگہ نہیں ورنہ گورنمنٹ **پبلک** پر احسان کریگی اگر ایسے گندے

اور ناپاک اور دلآزار جھوٹوں کے شائع کرنے کیوجہ سے پیسہ اخبار سے بازپرس کرے اور ایسی جھوٹی موتوں کا اُس سے ثبوت طلب کرے اور قانون کی حد تک اسکو پوری سزا کا مزہ چکھاوے۔

غور کا مقام ہے کہ ایک تو واقعی طور پر ملک میں طاعون نے تشویش پھیلا رکھی ہے اور دوسرے اس جھوٹی طاعون کے شائع کرنے کا پیسہ اخبار نے ٹھیکہ لے لیا ہے۔ پھر اگر ایسی صورت میں یہ گورنمنٹ جو رعایا کی ہمدرد ہے ایسے کھلے کھلے جھوٹ کے وقت میں جس کا نہایت دلیری سے ارتکاب کیا گیا ہے ایسے مُنہ پھٹے انسان سے مواخذہ نہ کرے تو نہ معلوم دروغگوئی میں کس حد تک اس شخص کا حال پہنچ جائیگا اور کن کن دلوں کو بے وجہ دُکھائیگا۔ ہنوز ابتدائی حالت کے تھوڑی سزا اسی بھی متنبہ ہو سکتا ہے پس کم سے کم دروغگوئی کی یہ سزا ہے کہ بلا توقف اسکی یہ اخبار بند کر دی جاوے یا علاوہ اسکے اور کوئی مناسب سزا دی جاوے اور اگر گورنمنٹ کو اس ہماری تحریر میں شبہ ہو تو اپنے کسی افسر کو قادیان میں بھیجکر تحقیق اور تفتیش کر لیں کہ کیا یہ تحریر واقعی ہے یا غیر واقعی۔ بدقسمت اڈیٹر نے اس گندے جھوٹ سے خود اپنے تئیں پبلک کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے ایک دروغگو اور مفتری ثابت کر دیا ہے اور افسوس تو یہ ہے کہ اس جھوٹ سے اسکو کچھ فائدہ نہیں ہوا کیونکہ اصل مطلب اس دروغگوئی سے اس کا یہ تھا کہ تا اس بات کو ثابت کرے کہ گویا ہم نے اپنے رسالہ دافع البلاء میں یہ لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون ہرگز نہیں آئیگی اور طاعون آگئی۔ کاش اگر وہ رسالہ دافع البلاء کو ذرہ غور سے پڑھ لیتا اور اس کے صفحہ پانچ کے حاشیہ کو دیکھ لیتا جس کو ہم نے اس رسالہ میں نقل کر دیا ہے تو اس دروغگوئی کی لعنت سے بچ جاتا۔ اس کا یہ عذر صحیح نہیں ہوگا کہ بدبخت شریروں اور جھوٹوں نے قادیان سے مجھے خبر دی اس لئے میں نے جھوٹ کو شائع کر دیا کیونکہ شائع کرنیکا ذمہ وار وہ ہے نہ کوئی اور شخص بلکہ اس نے تو ساتھ ہی دوسرے چند اخباروں کو بھی آلودہ کیا۔ اس کو خوب معلوم تھا کہ قادیان کے آریہ اُس وقت سے جبکہ لیکھرام کے حق میں پیشگوئی پوری ہوئی دل سے اس سلسلہ کے ساتھ عناد رکھتے ہیں اور بعض دوسرے مذہب بھی انکے ہمرنگ ہیں پھر وہ کیونکر ایسے امین ٹھیر سکتے ہیں کہ اُن کے بیان کی تفتیش ضروری نہیں اور بایں ہمہ پیسہ اخبار اس بات کو بھی مخفی نہیں رکھ سکتا کہ وہ آدم کے سانپ کیطرح

اس سلسلہ کا پورا نا دشمن اور معاند ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ اسی عناد کی وجہ سے یہ اخبار جھوٹ کا اُس نے اپنے اخبار میں درج کر دیا ہے۔

پھر اسی پرچہ میں وہ لکھتا ہے کہ مولا چوکیدار کی بیوی بھی طاعون سے فوت ہوگئی حالانکہ وہ اس وقت تک قادیان میں زندہ موجود ہے۔ ہر ایک شخص سوچ لے کہ اس شخص نے کیا وتیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ زندوں کو مار رہا ہے کیا ایک ایڈیٹر اخبار کی قلم سے ایسے خطرناک جھوٹ شائع ہونا اور دلوں کو آزار پہنچانا موجب نقصِ امن نہیں ہے جس شخص کے اخبار کے ہر ہفتہ میں ہزارہا پرچے شائع ہوتے ہیں قیاس کرنے کی جگہ ہے کہ وہ کسقدر خلاف واقعہ ماتم کی خبروں سے بے گناہ دلوں کو دُکھ دے رہا ہے اور دنیا میں بے امنی پھیلا رہا ہے۔ ایک تو آسمان سے انسانوں پر واقعی مصیبت ہے اب دوسری مصیبت یہ پیدا ہو گئی ہے جو پیسہ اخبار کے ذریعہ سے ملک میں پھیلتی جاتی ہے نہ معلوم اس ملک کے لوگ ایسے گندے اخبار سے کیا فائدہ اٹھاتے ہیں اور کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں گورنمنٹ عالیہ اس موذی اخبار کے بند کرنے میں توقف کر رہی ہے کیونکہ ایک گندے اخبار کا بند ہونا لاکھوں دلوں کو آزار پہنچنے سے بہتر ہے ؛

(۲) دوسرا طریق **افترا** کا جو پیسہ اخبار نے **اختیار** کیا ہے وہ یہ ہے کہ صرف **فرضی نام** لکھ کر ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ قادیان میں طاعون سے مرے ہیں حالانکہ ان ناموں کا کوئی انسان قادیان میں نہیں مرا۔ مثلاً وہ لکھتا ہے کہ مسمی مولا کی لڑکی طاعون سے مری ہے حالانکہ مولا مذکور کے گھر میں کوئی لڑکی پیدا ہی نہیں ہوئی۔ ایسا ہی وہ لکھتا ہے کہ ایک صدرو باقندہ طاعون سے مرا ہے حالانکہ اس گاؤں میں صدرو نام کوئی باقندہ ہی نہیں جو کہ طاعون سے مر گیا ہو۔ نہ معلوم اسکو یہ کیا سوجھی کہ فرضی طور پر نام لکھ کر انکو طاعونی اموات میں داخل کر دیا۔ شاید اس لئے ایسا کیا گیا کہ تا کچھ پتہ نہ چل سکے اور جاہل لوگ سمجھ لیں کہ ضرور ان ناموں کے کوئی لوگ ہوں گے جو مرے ہونگے ؛

(۳) تیسرا طریق **افترا** کا جو پیسہ اخبار نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ بعض آدمی فی الحقیقت مرے تو ہیں مگر وہ کسی اور حادثہ سے مرے ہیں نہ طاعون سے اور اس نے محض چالاکی اور شرارت سے طاعون کی اموات میں داخل کر دیا ہے مثلاً وہ اپنے اخبار میں بڈھا تیلی کے لڑکے کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ طاعون سے مرا ہے

حالانکہ تمام گاؤں جانتا ہے کہ وہ دیوانہ کتے کے کاٹنے سے مرا تھا اور جیسا کہ معمول ہے سرکاری طور پر اسکی موت کا نقشہ طیار کیا گیا اور کتے کے کاٹنے کی تاریخ وغیرہ اسمیں لکھی گئی پھر یہ کیسی پیسہ اخبار کی ایمانداری ہے کہ ایسے جھوٹوں کو جن سے گورنمنٹ پر بھی حملہ ہے اپنے اخبار میں شائع کیا گویا گورنمنٹ نے اپنے ملازموں کے ذریعہ سے عمداً طاعون کے **کیس کو چھپایا** اور اپنے نقشوں میں دیوانہ کتے سے مرنا درج کیا۔ مگر پیسہ اخبار نے گورنمنٹ کا یہ جھوٹ پکڑ لیا۔ پس جبکہ پیسہ اخبار کی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ وہ بلا دھڑک گورنمنٹ کے تحقیق کردہ امور کے برخلاف جھوٹ بولتا ہے تو کس قدر وجود اس کا خطرناک ہے۔ اڈیٹروں کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ سچائی کو دنیا میں پھیلاویں نہ جھوٹ کو۔ اس لئے ہم بار بار کہتے ہیں کہ ایسے گندے اور ناپاک اخبار دنیا کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور جھوٹ جو ایک نہایت پلید اور ناپاک چیز ہے اسکو دنیا میں رائج کرتے ہیں۔ ابھی ہمیں معلوم نہیں کہ ہماری مخالفت کے جوش میں کہاں تک یہ شخص جھوٹ سے کام لیگا اور کس قدر فرضی طور پر نامردہ لوگوں کو طاعون سے مار یگا۔ اسی افترا کی قسم میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ نتھو چوکیدار کی موت کو بھی طاعون سے لکھتا ہے حالانکہ ایک عرصہ ہوا کہ وہ غریب کچھ مدت تپ سے بیمار رہ کر بقضائے الٰہی فوت ہوا ہے چنانچہ سرکاری کتاب میں اسکی موت اور مولا چوکیدار کی موت کا باعث بخار ہی لکھا ہے۔ پھر کیا ممکن ہے کہ سرکار میں جھوٹی خبر دیگئی۔ ہاں اسمیں شک نہیں کہ جیسا کہ ہمیشہ گرمی کی شدت کی وجہ سے بخار ہوتا ہے قادیان میں بھی بخار رہا ہے اور اندازہ کیا گیا ہے کہ ایک سو سے زیادہ لوگوں کو بخار ہوا ہوگا اور خود ایک دو دن مجھے اور ہمارے بچوں کو بھی بخار ہوا۔ مدرسہ کے بعض لوگوں کو بھی بخار ہوا اور عام طور پر گاؤں میں بہتوں کو بخار ہوا۔ اسی کثرت بخار کے سلسلہ میں چند آدمی بخار سے فوت بھی ہو گئے جن میں سے بعض چند ماہ کے بیمار تھے اور بعض تپ محرقہ سے فوت ہوئے اور جہاں تک ہمیں علم ہے ایسے آدمی دو یا تین سے زیادہ نہیں جو قریباً سو آدمی میں سے جو مبتلائے بخار تھے جانبر نہ ہو سکے۔ اب کیا اسکو **طاعون کہنا چاہیئے**؟ جائے شرم ہے کیا گرمی کے موسم میں اس سے پہلے کبھی بخار نہیں ہوئے بلکہ بعض برسوں میں جبکہ طاعون کا دنیا میں نام ونشان نہ تھا اسی موسم میں اسی گاؤں قادیان میں بعض لوگ تپ محرقہ سے تیس تیس کے قریب مر گئے تھے اب تو خدا کا

فضل سے بھی موت بہت کم ہے۔ غرض یہ معمولی وبائیں ہیں جو اس موسم میں آتی ہیں۔ اور جاہل لوگ جن کو فن طبابت کی کچھ بھی خبر نہیں ہر ایک بیماری کو ناحق طاعون بنا دیتے ہیں اور ایسے اڈیٹر جو اجہل الجہلاء ہیں وہ جاہلوں کی باتوں کو ایسا قبول کر لیتے ہیں کہ گویا ایک بڑے اور تجربہ کار ڈاکٹر نے انکو خبر دی ہے حالانکہ طاعون کی مرض ایسی ہے کہ اسکی تشخیص کرنے میں بڑے بڑے ڈاکٹروں کی عقل بھی چکر کھا جاتی ہے۔ عجیب تر یہ ہے کہ بعض وقت بیماروں کو پھوڑے نکلتے ہیں پھر بھی وہ طاعون نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ امر بڑا مشکل امر ہے۔ گذشتہ دنوں میں مشہور ہوا تھا کہ دہلی میں طاعون پھوٹ پڑی لیکن تحقیقات کے بعد یہی ثابت ہوا کہ وہ ایک قسم کے محرقہ تپ ہیں نہ طاعون۔ اور خود طاعونیں بھی دو قسم کی ہوتی ہیں ایک وبائی اور ایک غیر وبائی۔ وبائی وہ ہوتی ہیں جو جلد جلد پھیلتی ہیں اور متعدی ہوتی ہیں اور موتیں تیز قدم کے ساتھ بڑھتی جاتی ہیں اور غیر وبائی طاعونیں خوفناک طور پر نہیں پھیلتیں وہ زہرناک پھنسیاں ہیں جو کبھی کان میں نکلتی ہیں اور کبھی ہتھیلی میں اور کبھی چھاتی پر اور کبھی ناک پر اور کبھی کان کے پیچھے اور کبھی لب پر اور کبھی کسی انگلی پر اور کبھی کسی اور حصہ بدن پر۔ یہ سب طاعونیں ہیں اگر یہ انسانوں میں زور کے ساتھ نہ پھیلیں اور کثرت موت کا موجب نہ ہوں تو اُس وقت تک یہ وبائی طاعون نہیں کہلاتیں غرض اس مرض کی تشخیص بہت مشکل ہے۔ اور خود بڑے بڑے طبیب اس میں غلطیاں کھا سکتے ہیں چہ جائیکہ جاہل بازاری جو اس کوچہ سے محض ناواقف اور انسانیت سے بہت ہی تھوڑا حصہ رکھتے ہیں اس مرض میں ایک اور خاصیت ہے کہ تیزی کے زمانہ میں جبکہ موتوں کا گرم بازار ہوتا ہے ہولناک حملے اس کے ہوتے ہیں اور پھر جب موسم کی تبدیلی سے اور یا اندرونی اسباب سے جن کا انسانوں کو پورا علم نہیں اسکی تیزی کم ہوتی جاتی ہے تو بعض انسانوں پر اس کا ایسا اثر خفیف ہوتا ہے کہ اس کا پھوڑا ایک معمولی پھوڑا اور اس کا تپ ایک معمولی تپ ہوتا ہے اور درحقیقت اس حالت کا نام طاعون نہیں بلکہ وہ زہریلی مرض ایک معمولی مرض کیطرف منتقل ہو جاتی ہے ؛

اب ہم نصیحتاً کہتے ہیں کہ آئندہ پیسہ اخبار ایسے افتراؤں اور قابل شرم جھوٹوں سے باز آ جائے ورنہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ جھوٹ ہمیشہ اس کو ہضم ہو سکیں اور افسوس کہ بعض امرتسر کے سفلہ طبع بھی اپنے

اشتہاروں میں پیسہ اخبار کے نقش قدم پر چلے ہیں بعض نے یہانتک جھوٹ بولا ہے کہ گویا ہماری جماعت میں ہی طاعون پھوٹ پڑی ہے اور گویا قادیان میں وہ طاعون پیدا ہوگئی ہے جو طاعون جارف کہلاتی ہے۔ انکے جواب میں بجز اسکے ہم کیا کہیں کہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کی یہی قدیم سنت ہے کہ جس گاؤں یا شہر میں خدا کی طرف سے کوئی مرسل آتا ہے وہ جگہ نسبتی طور پر دارالامن ہو جاتی ہے اور اس میں وہ بیحواس اور دیوانہ کرنیوالی تباہی نہیں پڑتی جسمیں لوگ پروانوں کی طرح مرتے ہیں ہاں موت کا دروازہ بھی بند نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دارالامان ہونے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور قرآن کریم نے بھی اس کی تصدیق کی ہے مگر پھر بھی بعض اوقات انسانی برداشت تک مکہ معظمہ میں ہیضہ پھوٹ پڑتا ہے اور ایسا ہی مدینہ منورہ میں بھی کئی وارداتیں ہو جاتی ہیں مگران وارداتوں سے ان دونوں حرمین شریفین کے دارالامن ہونے میں فرق نہیں آتا یہاسی طرح ہمیں اس سے انکار نہیں کہ قادیان میں بھی کبھی وبا پڑے یا کسی معمولی حد تک طاعون سے جانوں کا نقصان ہو لیکن یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ جیسا کہ قادیان کے اردگرد تباہی ہوئی یہاں تک کہ بعض گاؤں موت کیوجہ سے خالی ہوگئے یہی حالت قادیان پر بھی آوے کیونکہ وہ خدا جو قادر خدا ہے اپنے پاک کلام میں وعدہ کر چکا ہے جو قادیان میں تباہ کرنیوالی طاعون نہیں پڑے گی جیسا کہ اُس نے فرمایا لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَہَلَکَ الْمَقَامُ یعنی اگر مجھے تمہاری عزت ظاہر کرنا ملحوظ نہ ہوتا تو میں اس مقام کو یعنی قادیان کو طاعون سے فنا کر دیتا یعنی اس گاؤں میں بھی بڑے بڑے خبیث اور شریر اور ناپاک طبع اور کذاب اور مفتری رہتے ہیں وہ اس لائق تھے کہ قہر الٰہی سب کو ہلاک کر دیوے مگر میں ایسا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ درمیان میں تمہارا وجود بطور شفیع کے ہے اور تمہارا اکرام مجھے منظور ہے اس لئے میں اس مرتبہ سزا سے درگذر کرتا ہوں کہ ایک خوفناک تباہی اور موت ان لوگوں پر ڈالدوں تاہم بکلی بے سزا نہیں چھوڑونگا اور کسی حد تک وہ بھی عذاب طاعون میں سے حصہ لیں گے تا شریروں کی آنکھیں کھلیں۔ ماسوا اس کے اگر قادیان میں ایسی طاعون آوے جیسا کہ گردونواح میں بعض جگہ یہ صورتیں پیدا ہوئیں کہ دیہات میں صدہا لوگ مرے اور کئی دیہات تباہ ہوگئے اور بہت سے گھر ایسے ہوگئے کہ بجز شیرخوار بچوں کے ان میں کوئی بھی نہ رہا۔

تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ جماعت جو قادیان میں بیٹھی ہے وہ سب مع اِن کے امام کے تباہ ہوں گے اور سب طاعون سے مریں گے اور یہ خدا کو منظور نہیں کیونکہ یہ اسکی قوم ہے جو اس نے طیار کی ہے اور یہ جو بیجا گیا ہے یہ اس کے ہاتھ کا پودہ لگایا ہوا ہے پس کیونکر وہ اپنے باغ کو خود کاٹ دیوے جو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ پس اس لئے اور اسی غرض سے تمام گاؤں کو تخفیف عذاب کی رعایت دی گئی ہے یہ ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً ایک جہاز میں ایک خدا کا برگزیدہ سوار ہو تا وہ کسی ملک میں جا کر تبلیغ کرے اور اس حالت میں سمندر میں طوفان آوے۔ پس سنت اللہ کے موافق یہ ضروری امر ہے کہ اس جہاز میں بہت سے ایسے لوگ سوار ہوں کہ جو غرق کرنے کے لائق ہوں مگر وہ اس شخص کیلئے غرق نہیں کئے جاوینگے کیونکہ اُن کے غرق ہونے سے اس برگزیدہ پر بھی صدمہ آتا ہے اور یہ خدا کو منظور نہیں۔ یاد رہے کہ معمولی حد تک موتیں ایک محفوظ جہاز میں بھی ہو جاتی ہیں مگر وہ جہاز کے مسافروں کی بے امنی کو اس حد تک نہیں پہنچاتیں کہ وہ بے حواس ہو کر جہاز پر سے کُود پڑیں اور سب ایک زبان سے ہائے وائے کے نعرے نکالیں۔ مگر یہ خوفناک موتیں جو جہاز کسی ٹھوکر سے یکدفعہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اسمیں بیٹھنے والے یکبارگی پانی میں بہ جائیں اور سمندر کی لہریں انکو ڈھانک لیں یہ عظیم حادثہ ہے اور ایسا ہلاک حادثہ کبھی اس حالت میں نہیں ہوتا جبکہ ایسے جہاز میں خدا کا کوئی نبی اور رسول اور برگزیدہ بیٹھا ہو بلکہ اس کے طفیل اور اس کی شفاعت سے دوسرے لوگ بھی کنارہ پر سلامت پہنچائے جاتے ہیں تا خدا کا ایک کامل بندہ جو خدا کے جلال کیلئے سفر کر رہا ہے اس تشویش اور تباہی میں شریک نہ ہو اور تا وہ کام معطل نہ رہ جائے جس کام کے لئے اس نے سفر کیا ہے۔ اسی سنت اللہ کے موافق قادیان کے لئے انّہ اوی القریۃ کا الہام صادر ہوا تا خدا کے کاموں میں حرج نہ ہو ورنہ قادیان سب سے پہلے فنا کرنیکے لائق تھی کیونکہ یہ لوگ نزدیک ہو کر پھر دور ہیں اور بتوں کا خدا پر ایمان نہیں اور نہ چاہتے ہیں کہ اپنا ناپاک چولہ اتار کر حق کو قبول کریں۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ جس گاؤں یا شہر میں خدا کا کوئی فرستادہ نازل ہو تو وہ گاؤں یا شہر نہ تو طاعون سے تباہ اور ہلاک ہوتا ہے اور نہ کسی اور وبا سے اور نہ کسی آتش فشاں پہاڑ سے ہلاک کیا جاتا ہے۔ ہاں معمولی موتیں خواہ طاعون سے ہوں خواہ ہیضہ

سے خواہ کسی اور سبب سے وہ سب انسانی برداشت کی حد تک نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ اس مامور کی کارروائی کی حارج نہیں ہیں۔ پس جس الہام کو ہم نے قادیان کے بارے میں شائع کیا ہے اس کا یہی مطلب ہے اس سے زیادہ نہیں۔

بعض آدمی یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں امن اور آسائش کا زمانہ ہونا چاہیئے تھا نہ کہ طاعون ملک میں پھیلے اور قحط پڑے اور طرح طرح کے اسباب سے کثرت موت ہو۔ ان اوہام باطلہ کا یہ جواب ہے کہ انسان کا اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے حکم چلاوے کہ یوں ہونا چاہیئے تھا اور اس طرح ہونا چاہیئے تھا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں بہت تصریح سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ضرور طاعون پڑے گی اور اس مری کا انجیل میں بھی ذکر ہے اور قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اِلَّا نَحۡنُ مُہۡلِکُوۡہَا قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡہَا الخ یعنے کوئی بستی ایسی نہیں ہوگی جس کو ہم کچھ مدت پہلے قیامت سے یعنی آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہے ہلاک نہ کر دیں یا عذاب میں مبتلا نہ کریں ٭

یاد رہے کہ اہلسنت کی صحیح مسلم اور دوسری کتابوں اور شیعہ کی کتاب اکمال الدین میں تصریح لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی بلکہ اکمال الدین جو شیعہ کی بہت معتبر کتاب ہے اس کے صفحہ ۳۴۸ میں اول چار حدیثیں کسوف خسوف کے بارہ میں لایا ہے اور امام باقر سے روایت کرتا ہے کہ مہدی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ قبل اس کے کہ وہ قائم ہو یعنی عام طور پر قبول کیا جاوے رمضان میں کسوف خسوف ہوگا

+ حاشیہ۔ حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے تھے جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی تکلیف اٹھا کر بیہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو یکدفعہ سخت آندھی اٹھی اور اس سے سورج اور چاند دونوں کی روشنی جاتی رہی اور تاریکی ہو گئی وہ دسویں محرم تھی اور اس دن یہود کو روزہ تھا اور دوسرے دن انکی عید فسح تھی ان بزرگوں نے عین روزہ کی حالت میں اپنی دانست میں یہ ثواب کا کام کیا مطلب یہ تھا کہ حضرت مسیح کو کسی طرح لعنتی ثابت کریں۔ ایسا ہی مسیح موعود پر جب کفر اور قتل کا فتویٰ لگایا گیا تو اسکے بعد رمضان میں کسوف خسوف ہوا تا دونوں واقعات میں مشابہت ہو کیونکہ جس طرح عیسیٰ مسیح استعارہ کے رنگ میں مُردوں میں سے جی اٹھا اسی طرح اس مسیح کو تکفیر کی ذو نسو حہ سے اپنی دانست میں ہلاک کر دیا گیا تھا مگر پھر وہ جی اٹھا اور کھڑا ہو گیا۔ اس لئے امام قائم کہلایا۔ منہ

اور پھر بعد اس کے لکھا ہے کہ یہ بھی اسکے ظہور کی ایک نشانی ہے کہ قبل اسکے کہ قائم ہو یعنی عام طور پر قبول کیا جائے دنیا میں سخت طاعون پڑیگی یہاں تک کہ ایک گھر میں جو سات آدمی ہوں گے ان میں سے صرف دو رہ جائیں گے اور پانچ مرجائیں گے پس اس کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں نشان اس وقت ظہور میں آئیں گے جبکہ اس کی دنیا میں **تکذیب** ہوگی۔ کیونکہ مسیح کے بھی یہ دونوں **نشان** تھے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب ہوکر اُن کیلئے صلیب تیار کیا گیا تھا تب آفتاب و ماہتاب دونوں تاریک ہوگئے تھے اور طاعون بھی پڑی تھی۔ غرض اس کتاب میں لکھا ہے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہونا اور ملک میں طاعون پھیلنا **مہدی معہود** کا ایک **معجزہ** ہوگا پس بلاشبہ یہ امر تواتر کے درجہ پر پہنچ چکا ہے کہ مسیح موعود کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کیوقت میں اور اس کی توجہ اور دعا سے ملک میں طاعون پھیلے گی **آسمان** اس کے لئے چاند اور سورج کو **رمضان** میں تاریک کریگا اور زمین اس کے لئے طاعون کی تاریکی اور مصیبت پھیلائے گی کیونکہ وہ ابتدا میں قبول نہیں کیا جائیگا اس لئے اس **انذاری** نشان اس کے لئے ظاہر ہونگے اور اس کے نفس سے یعنی توجہ اور دعا اور **اتمام حجت** سے کافر مرینگے* اور وہ مرنا دو قسم کا ہوگا (۱) ایک تو **روحانی** طور پر کہ اس کے وقت میں تمام مذاہب بجز اسلام مردہ ہوجائیں گے (۲) دوسرے **جسمانی** طور پر۔ چونکہ وہ ستایا جائیگا اور دُکھ دیا جائیگا اس لئے خدا کا غضب مخلوق پر بھڑکے گا۔ تب وہ ایسی موتوں کا سلسلہ جاری کردیگا کہ نمونہ قیامت ہوجائیں گی۔ تب انجام کار لوگ سوچیں گے کہ کیوں یہ آفتیں ہم پر پڑ گئیں اور سعیدوں کا راہ دکھلایا جائیگا۔ غرض عام موتوں کا پڑنا **مسیح موعود** کی علامات **خاصہ** میں سے ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام گواہی دیتے آئے ہیں۔

* حاشیہ۔ یہ عجیب مشابہت ہے کہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں بھی بباعث سخت آندھی کے سورج اور چاند کی روشنی روزہ کے دن میں یک دفعہ جاتی رہی تھی اور پھر زمین پر طاعون بھی پڑی یہ دونوں باتیں اب بھی ظہور میں آگئیں یعنی بذریعہ خسوف کسوف رمضان میں تاریکی بھی ہوگئی جیسا کہ یہود کے روزہ کے دن تاریکی ہوگئی تھی اور پھر طاعون سے بھی دنیا تباہ ہوگئی۔ منہ

اور اگر کہو کہ اگر تم ہی مسیح موعود ہو اور تمہارے لئے ہی یہ طاعون بطور نشان ظاہر کی گئی ہے تو چاہیئے تھا کہ قبل اس سے جو ملک میں طاعون پھیلتی پہلے ہی خدا تعالےٰ تمہیں خبر دے دیتا کہ طاعون آئے گی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت خدا نے طاعون کی پہلے ہی سے مجھے خبر دی ہے اور یہ ایسی یقینی خبر ہے جس سے کسی کو مسلمانوں عیسائیوں ہندوؤں میں سے انکار نہیں ہو سکتا بلکہ اُس نے نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ خبر دی ہے اور اسکی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) اول خدائے عزوجل نے آج سے تیئیس برس پہلے عام موت کے نشان کی براہین احمدیہ میں مجھے خبر دی جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ پانچ سو اٹھارہ میں یہ خدائے عزوجل کا کلام بطور پیشگوئی ہے وقالوا انی لک ھذا ان ھذا الا سحر یوثر۔ لن نؤمن لک حتّٰی نری اللہ جھرۃ۔ لا یصدق السفیہ الا سیفۃ الھلاک۔ عدو لی و عدو لک۔ قل اتٰی امر اللہ فلا تستعجلوہ۔ اذا جآء نصر اللہ الست بربکم قالوا بلٰی **ترجمہ** اور کہیں گے کہ یہ مرتبہ تجھے کیسے مل سکتا ہے یہ تو ایک مکر ہے جو اختیار کیا جاتا ہے۔ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو آشکارا طور پر نہ دیکھ لیں۔ سفیہ آدمی بجز موت کے نشان کے کسی نشان کو نہ مانیں گے کیونکہ وہ میرے دشمن اور تمہارے بھی دشمن ہیں انہیں کہہ کہ موت کا نشان بھی آنے والا ہے یعنی طاعون مگر کچھ دیر سے سو تم جلدی مت کرو پھر اس کے ساتھ ہی صفحہ ۵۱۹ میں یہ الہام درج ہے امراض الناس و برکاتہ یعنی لوگوں میں مرض پھیلے گی اور اس کے ساتھ ہی خدا کی برکتیں نازل ہونگی اور وہ اس طرح پر کہ وہ ایک نشان کے طور پر اس بلا سے محفوظ رکھیگا اور دوسرے یہ کہ یہ بیماریاں جو آئینگی یہ دینی برکات کا موجب ہو جائیں گی اور بہتیرے لوگ اُن خوفناک دنوں میں دینی برکات سے حصہ لیں گے اور سلسلہ حقہ میں داخل ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور طاعون کا خوفناک نظارہ دیکھکر بڑے بڑے متعصب اس سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں اور اس وقت تک بذریعہ طاعون دو ہزار سے

بھی زیادہ مخالف ہمارے سلسلہ میں داخل ہو چکا ہے سو یہی وہ برکتیں ہیں جن کی بموجب پیشگوئی کے بذریعہ طاعون لوگوں نے حصہ لیا ہے ۔

اور پھر صفحہ ۵۵۷ میں خدائے عزوجل کا یہ کلام ہے جو ایک عام عذاب کے نازل ہونے کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ دیکھو صفحہ ۵۷۷ براہین احمدیہ۔ اس وحی مقدس میں خدائے ذوالجلال نے میرا نام نذیر رکھا جو اصطلاح قرآنی میں اسکو کہتے ہیں جس کے ساتھ عذاب بھی آوے اور فرمایا کہ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا یعنی ایک خاص قہری تجلی ظاہر کروں گا۔ خدا کی کتابوں میں چمکار دکھلانے سے مراد ہمیشہ عذاب ہوا کرتا ہے اور پھر فرمایا کہ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ اس فقرے کے معنی کی نسبت واضح ہو کہ یوں تو خدا کی قدرتیں ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی ہیں کونسا وقت ہے کہ کوئی قدرت ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر اس جگہ قدرت نمائی سے وہ قدرتیں مراد ہیں جو خارق عادت ہیں یعنی عام طور پر وقوع اُن کا نہیں خاص خاص وقتوں میں نشان کے طور پر ان کا ظہور ہوتا ہے۔ اس سے بھی یہی اشارہ نکلتا ہے کہ وہ ایک قہری قدرت ہوگی۔ اور یہ جو فرمایا کہ تجھ کو اٹھاؤں گا اس سے یہ مراد نہیں کہ زندہ بجسم عنصری آسمان پر اٹھا لونگا بلکہ گذشتہ لوگوں کی غلطیاں ہیں کہ بعض انسانوں کی نسبت ایسے لفظوں سے یہ معنی نکالتے رہے خدا اُن کے قصور معاف کرے بلکہ مراد یہ ہے کہ تیرے مخالف بہت شور ہوگا اور چاہیں گے کہ تحت الثریٰ میں تیری جگہ ہو مگر میں آخر کار ثابت کر دونگا کہ تیرا مقام بلند ہے اور تو آسمانی لوگوں میں سے ہے نہ زمینی کیڑوں میں سے۔ اور پھر فرمایا کہ دنیا نے اسکو قبول نہ کیا یعنی رد کر دیا اور کافر اور دجال اس کا نام رکھا اور جو چاہا اس کے حق میں کہا مگر میں ہرگز مخالف ہو جاؤں گا۔ وہ تیری ذلت تلاش کریں گے اور میں عزت دونگا اور وہ تجھے گمنام کرنا چاہیںنگے اور میں زمین کے کناروں تک تیری شہرت پھیلا دوں گا اور وہ تجھے جاہل کہیں گے اور میں تیرا علم ثابت کروں گا اور وہ

تجھ پر لعنت کریں گے اور میں تجھ پر برکتیں نازل کروں گا اور وہ تجھ پر باب معیشت تنگ کرنا
چاہیں گے اور میں تیرے پر تمام نعمتوں کے دروازے کھول دونگا اور پھر فرمایا کہ بڑے زور آور
حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا سو خدا کے زور آور حملوں میں سے یہ طاعون ہے جو ملک میں
پھیل گئی اور نہ معلوم کہ کب تک اس کا دورہ ہے۔ غرض براہین احمدیہ میں آج سے تیئیس برس
پہلے اس عذاب کی خبر دی گئی ہے بلکہ صفحہ ۵۱۰ براہین احمدیہ میں یہ بھی وحی الٰہی ہے۔ ولا
تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ یعنی جب عذاب کا وقت آوے تو ظالموں
کی میری جناب میں شفاعت مت کر کہ میں ان کو غرق کرونگا۔ اس الہام کا دوسرا حصہ یہ ہے
وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا یعنی ہمارے حکم اور ہماری آنکھوں کے سامنے کشتی طیار کر
کشتی سے مراد سلسلہ بیعت ہے جو خاص وحی الٰہی اور امر الٰہی سے قائم کیا گیا۔ اور پھر صفحہ ۵۰۶
براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہے لم یکن الذین کفروا من
اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البیّنۃ وکان کیدھم عظیما۔
اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اس وحی الٰہی سے بھی ثابت ہے کہ دنیا کو شرک
اور کفر اور مخلوق پرستی کی عادت ہو گئی تھی اور وہ کسی آسمانی گوشمالی کی محتاج تھی اور اسی وحی
کے ساتھ صفحہ ۵۰۷ میں یہ خدا کا کلام ہے تلطف بالناس وترحم علیھم انت
فیھم بمنزلۃ موسٰی واصبر علٰی مایقولون۔ یعنی لوگوں کے ساتھ رفق اور نرمی کر اور
ان پر رحم کر تو ان میں بمنزلہ موسٰی کے ہے اور ان کی باتوں پر صبر کر۔ پس اگرچہ حضرت موسٰی بردباری
اور حلم اور تہذیب اخلاق میں تمام بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے اول درجہ پر تھے اور توریت
خود ان کے اخلاق فاضلہ کی تعریف کرتی ہے اور ان کو اسرائیلی نبیوں میں سے بے نظیر ٹھہراتی
ہے لیکن ان کے کمال حلم کا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ جب قوم اسرائیل کے مفسد کسی طرح درست نہ ہوئے
تو آخر خدا نے موسٰی اپنے بندہ کی حیات میں ہی انکو طاعون سے ہلاک کیا جیسا کہ توریت میں یہ
قصہ موجود ہے سو اسی کی طرف یہ اشارہ ہے کہ تو موسٰی کی طرح صبر کر اور آخر ہماری طرف سے

تنبیہ نازل ہوگی۔

اور پھر براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے المہ نجعل لک سھولۃ فی کل امر[+] بیت الفکر وبیت الذکر ومن دخلہ کان اٰمنًا یعنی ہم نے تیرے لئے بیت الفکر اور بیت الذکر بنایا ہے اور جو ان میں داخل ہوگا وہ امن میں آجائے گا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ملک میں عام طاعون پڑے گی اور کسی کم مقدار کی حد تک قادیان بھی اس سے محفوظ نہیں رہیگی اس لئے اس نے آج کے دنوں سے تیئیس برس پہلے فرمادیا کہ جو شخص اس مسجد اور اس گھر میں داخل ہوگا یعنی اخلاص اور اعتقاد سے وہ طاعون سے بچایا جائیگا۔ اسی کے مطابق ان دنوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا انی احافظ کل من فی الدار۔ الا الذین علوا من استکبار واحافظک خاصۃ سلام قولا من رب رحیم یعنی میں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبر سے اپنے تئیں اونچا کریں۔ اور میں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔

جاننا چاہیئے کہ خدا کی وحی نے اِس ارادہ کو جو قادیان کے متعلق ہے دو حصوں پر تقسیم کر دیا ہے (۱) ایک وہ ارادہ جو عام طور پر گاؤں کے متعلق ہے اور وہ ارادہ یہ ہے کہ یہ گاؤں اس شدت طاعون سے جو افراتفری اور تباہی ڈالنے والی اور ویران کرنیوالی اور تمام گاؤں کو

[+] حاشیہ۔ درحقیقت ہمارے اس زمانہ نے دنیا کے ہر ایک پہلو میں سہولت کا ایک نیا رنگ ظاہر کر دیا ہے ہر ایک کام کیلئے مشینیں تیار ہوگئی ہیں جس قدر جلدی سے اب ہم کتابیں چھاپ سکتے ہیں اور پھر ہم اُن کو دُور دُور مقامات تک شائع کرسکتے ہیں اور شائع شدہ کتابوں کو دیکھ سکتے ہیں اور ہزارہا اغراض دینی میں صنائع جدیدہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور تمام دنیا کا سیر کرسکتے ہیں یہ سہولت کامل پہلے کسی نبی یا رسول کو ہرگز نہیں ہوئی۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے باہر ہیں کیونکہ جو کچھ مجھے دیا گیا وہ انہیں کا ہے۔ منہ

منتشر کرنے والی ہو محفوظ رہے گا (۲) دوسرے یہ ارادہ کہ خدائے کریم خاص طور پر اس گھر کی حفاظت کرے گا اور اس تمام عذاب سے بچائے گا جو گاؤں کے دوسرے لوگوں کو پہنچے گا اور اس وحی اللہ کا اخیر فقرہ ان لوگوں کے لئے منذر ہے جن کے دلوں میں بے جا تکبر ہے۔

اس لئے میں اپنی **جماعت** کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔کیا خدا قادر نہیں کہ اُسکو دیوانہ کر دے اور اس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اسکو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزا سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سُناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اُس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اُس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل

ہوں کیونکر وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پہ بھروسہ کر کے دُعا مانگنے میں سُست ہے وہ بھی **متکبر** ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سُننا نہیں چاہتا اور مُنہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی **تکبر سے حصہ لیا ہے**۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک شخص جو دُعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے **مامور اور مرسل** کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو **غور سے نہیں سُنتا** اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر **رحم** ہو؀

اب ہم پھر اپنے پہلے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ طاعون کے بارے میں پیشگوئی صرف براہین احمدیہ میں ہی نہیں بلکہ براہین کے زمانہ سے جس کو بیس برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ اس زمانہ تک جس قدر کتابیں تالیف ہوئی ہیں یا اشتہار شائع ہوئے ہیں اکثر میں یہ پیشگوئی موجود ہے چنانچہ آج سے آٹھ برس پہلے یہی پیشگوئی

رسالہ **نورالحق** میں جو عربی رسالہ ہے اس کے صفحہ ۳۵-۳۶-۳۷-۳۸ میں کی گئی ہے اور پھر آج سے پانچ برس پہلے یہی پیشگوئی رسالہ **سراج منیر** کے صفحہ ۵۹ و ۶۰ میں کی گئی اور پھر آج سے چار برس چھ ماہ پہلے اشتہار طاعون مورخہ ۶- فروری ۱۸۹۸ء میں یہ پیشگوئی کی گئی جس کے یہ الفاظ تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالےٰ کے ملائک **ملک پنجاب** کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور **خوفناک** اور چھوٹے قد کے ہیں بعض درخت لگانے والوں سے میں نے پوچھا کہ یہ **کیسے درخت** ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو **عنقریب ملک میں** پھیلنے والی ہے۔ **دیکھو اشتہار طاعون** مورخہ ۶- فروری ۱۸۹۸ء۔ اور یہ رسائل اور یہ اشتہار لاکھوں انسانوں میں مشتہر ہو چکے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس قدر عظیم الشان پیشگوئی کہ ایک مدت دراز طاعون کے وجود سے **پہلے** کی گئی یہ انسان کا کام نہیں اور اس سے یہ ثابت ہے کہ یہ طاعون محض اس لئے ملک پنجاب میں سب ملکوں سے زیادہ حملہ آور ہے کہ اسی ملک نے سب سے زیادہ **خدا کی باتوں پر حملہ کیا** اور اسی ملک نے خدا کے مامور اور مرسل کے مقابل پر طریقہ رہزنی اختیار کیا۔ نہ آپ سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے نہ ہندوستان کے لوگوں کو داخل ہونے دیا۔ پس چونکہ خدا تعالےٰ کی نظر میں اول درجہ کا مخالف یہی ملک تھا اس لئے اول درجہ کے طاعون سے اسی ملک نے حصہ لیا اور اسی ملک کے لئے وہ دُعا تھی جو طاعون کے لئے آج سے ایک مدت دراز پہلے میں نے مانگی تھی جو قبول کی گئی جس کے صدہا پرچے ملک میں شائع کئے گئے تھے مگر افسوس کہ اس ملک کے لوگوں نے بڑی سنگدلی ظاہر کی۔ خدا کے کھلے کھلے نشان دیکھے اور انکار کیا وہ نشان جو ملک میں ظاہر ہوئے جن کے ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان گواہ ہیں جن میں سے کسی قدر بطور نمونہ اسی کتاب میں لکھے جائیں گے وہ ڈیڑھ سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن اس ملک

کے لوگ ابھی تک کہے جاتے ہیں کہ کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ تو اب بتلاؤ کہ کیا اب بھی طاعون ملک میں ظاہر نہ ہو۔ **نشانوں کو دیکھنا اور پھر تکذیب کرنا** کیا اس سے زیادہ کوئی اور **شرارت** ہوگی۔ کیا خسوف کسوف رمضان میں نہیں ہوا؟ کیا شیعہ اور سُنّی دونوں فریق کی کتابوں میں یہ **حدیثیں موجود نہیں**! کیا بجز میرے کسی اور **مدعی کے وقت** ہوا؟ اور کون ہے جس نے کہا کہ یہ **میرے لئے** ہوا؟ اور یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں یہ دوسرا ظلم ہے۔ اے نادانو جبکہ یہ حدیث سُنّیوں اور شیعوں دونوں فریق کی کتابوں میں موجود ہے اور پھر علاوہ اس کے خدا نے حدیث کے مضمون کو واقع کر کے اس کی صحت ثابت کر دی تو یہ حدیث تو اور تمام حدیثوں کی نسبت اول درجہ کی قوی ہو گئی کیونکہ نہ صرف یہ کہ دو فریق اس کے محافظ چلے آئے ہیں بلکہ خدا نے اس حدیث کی پیشگوئی کو پورا کر کے اس کی سچائی پر مہر کر دی اور اس سے علاوہ یہ کہ پہلی کتابوں میں بھی مسیح موعود کی علامت خسوف و کسوف لکھا ہے اور یہ حدیث کتاب دار قطنی اور اکمال الدین میں ہے جس پر انہوں نے کوئی جرح نہیں کی۔ اور یہ امر کہ خسوف کسوف مہدی موعود کی علامت کیوں ٹھہرایا گیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا انکار جو زمین پر ہو رہا ہے یہ موجب **غضب الٰہی** ہے چنانچہ بعد اس کے زمین پر وہ غضب بذریعہ طاعون ظاہر ہو گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لوگوں کی تنبیہ اور یاددہانی کے لئے **یہ نمونہ آسمان پر قائم کرے اور نمونہ کیلئے کسوف خسوف دونوں کو** اختیار کیا گیا ہے کیونکہ آفتاب کی سلطنت دن پر ہے اور ماہتاب کی سلطنت رات پر **اسی طرح یہ امام موعود دونوں سلطنتوں کا مالک کیا گیا ہے** یعنی دین اسلام جو بطور دن کے ہے اور دوسرے ادیان جو بطور رات کے ہیں۔ **ان سب پر حکمرانی کرنے کے لئے یہ موعود آیا ہے** پس ایسے

وقت میں کہ اس کے دن کی سلطنت میں بھی روکیں اور حجاب ہیں اور نیز رات کی سلطنت میں بھی روکیں ہیں حکمت الٰہی نے چاہا کہ آسمان پر کسوف خسوف کا انذاری نمونہ پیش کرے اور اس نشان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جیسا کہ کسوف خسوف کچھ تھوڑی مدت کے بعد رفع اور دور ہو جاتا ہے اور یہ دونوں نیّر اپنی اپنی سلطنت پر قائم ہو جاتے ہیں ایسا ہی اس جگہ بھی ہوگا۔ سُنّی اور شیعہ دونوں گروہ اس کسوف خسوف کے تیرہ سو برس سے منتظر تھے مگر جب وہ ظاہر ہوا تو اس کی تکذیب کی۔ کیا یہودیت کے کچھ اور بھی معنے ہیں۔ پھر دیکھو کہ قرآن اور حدیث دونوں بتلا رہے ہیں کہ مسیح کے زمانہ میں اونٹ بیکار ہو جائینگے یعنی اُن کے قائم مقام کوئی اور سواری پیدا ہو جائے گی یہ حدیث مسلم میں موجود ہے اس کے الفاظ یہ ہیں ویترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا اور قرآن کے الفاظ یہ ہیں۔ واذا العشار عُطّلت شیعوں کی کتابوں میں بھی یہ حدیث موجود ہے مگر کیا کسی نے اس نشان کی کچھ بھی پروا کی۔ ابھی عنقریب اس پیشگوئی کا دلکش نظارہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نمایاں ہونیوالا ہے جبکہ اونٹوں کی ایک لمبی قطار کی جگہ ریل کی گاڑیاں نظر آئیں گی۔ اور تیرہ سو برس کی سواریوں میں انقلاب ہو کر ایک نئی سواری پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت ان مسافروں کے سر پر جب یہ آیت واذا العشار عطلت اور یہ حدیث ویترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا پڑھی جائیگی تو کیسے انشراح صدر سے ان کو ماننا پڑے گا کہ یہ درحقیقت آج کے دن کے لئے ایک نشان تھا اور ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو ہمارے نبی کریمؐ کے مبارک لبوں سے نکلی اور آج پوری ہوئی مگر افسوس اے تکذیب کرنے والو تم کب باز آؤ گے وہ کب دن آئے گا جو تمہاری بھی آنکھیں کھلیں گی۔ خدا کے نشان یوں برسے جیسے برسات میں مینہ برستا ہے مگر تمہاری خشکی دور نہ ہوئی۔ دیکھتے دیکھتے صدی کا پانچواں حصہ بھی گذر گیا مگر تمہارا

کوئی مجدد ظاہر نہ ہوا۔ خدا نے نشانوں کے دکھلانے میں کمی نہ رکھی۔ کسوف خسوف رمضان میں بھی ہوا اور بموجب حدیث کے ستارہ ذوالسنین بھی مدت ہوئی کہ نکل چکا۔ اور قرآن اور پہلی کتابوں اور سنیوں اور شیعوں کی حدیثوں کے موافق طاعون بھی ملک میں ظاہر ہوگئی۔ اور حج بھی روکا گیا۔ اور بجائے اونٹوں کے نئی سواریاں بھی پیدا ہوگئیں اور کسر صلیب کی ضرورت بھی سخت محسوس ہونے لگی کیونکہ انتیس لاکھ نو مرتد عیسائی پنجاب اور ہندوستان میں ظاہر ہوگیا اور آدم سے چھ ہزار برس بھی گذر گیا مگر اب تک تمہارا مسیح نہ آیا۔ کیا خدا نے نشان نمائی میں کچھ کسر رکھی۔ کیا اس نے پیشگوئی کی شرطوں کے موافق آتھم کی زندگی کا خاتمہ نہ کیا۔ کیا اس نے قطعی مدت اور میعاد کے موافق لیکھرام کے فتنہ سے زمین کو پاک نہ کیا۔ کیا اُس وقت جبکہ اعتراض کیا گیا کہ اخویم مولوی نور دین صاحب کا لڑکا فوت ہوگیا ہے خدا نے یہ خبر نہ دی کہ ایک اور لڑکا اُن کے گھر میں پیدا ہوگا اور دیکھو نشان یہ ہے کہ اس کے بدن پر خوفناک پھوڑے ہوں گے۔ پس کس قدر کھلا کھلا نشان تھا کہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالحی ہے اور اُسکے بدن پر خوفناک پھوڑے تھے جن کے نشان اب تک موجود ہیں۔ اور یہ پیشگوئی صدہا اشتہاروں کے ذریعہ سے ملک میں شائع کی گئی۔ اور نیز یہ پیشگوئی کہ اس عاجز کے گھر میں چار لڑکے پیدا ہوں گے اور عبدالحق غزنوی ابھی زندہ ہوگا کہ چوتھا لڑکا پیدا ہو جائے گا کس زور سے بذریعہ اشتہارات شائع کی گئی تھی اور کیسی صفائی سے پوری ہوئی مگر کون اس پر ایمان لایا اور یہ سب نشان صرف دو چار نہیں بلکہ ڈیڑھ سو سے بھی زیادہ نشان ہیں۔ اگر ان نشانوں کے گواہ جنہوں نے یہ نشان دیکھے جو اب تک زندہ موجود ہیں صف باندھ کر کھڑے کئے جائیں تو ایک بھاری گورنمنٹ کے لشکر کے موافق اُن کی تعداد ہوگی

اب کس قدر ظلم ہے کہ اس قدر نشانوں کو دیکھ کر پھر کہے جاتے ہیں کہ کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا اور مولویوں کے لئے تو خود اُن کی بے علمی کا نشان اُن کے لئے کافی تھا۔ کیونکہ **ہزارہا روپے کے انعامی اشتہار دئے گئے** کہ اگر وہ بالمقابل بیٹھ کر کسی سورۃ قرآنی کی **تفسیر** عربی فصیح بلیغ میں میرے مقابل پر لکھ سکیں تو وہ انعام پاویں۔ مگر وہ مقابلہ نہ کر سکے تو کیا یہ **نشان نہیں تھا کہ خدا نے اُنکی ساری علمی طاقت** سلب کر دی۔ باوجود اس کے کہ وہ ہزاروں تھے تب بھی کسی کو حوصلہ نہ پڑا کہ سیدھی نیّت سے میرے مقابل پر آوے اور دیکھے کہ خدا تعالےٰ اس مقابلہ میں کس کی تائید کرتا ہے پھر ایک اور نشان اُن کے لئے تھا کہ انہوں نے میرے تباہ کرنے کے لئے جان توڑ کر کوششیں کیں اور کوئی مکر اور فریب اُٹھا نہ رکھا جو اس کو استعمال نہ کیا اور مخالفت کے اظہار میں **تمام زور اپنا انواع اقسام** کے وسائل سے خرچ کر دیا اور ناخنوں تک زور لگایا اور جائز ناجائز طریق سب اختیار کئے اور سبّ و شتم اور تحقیر اور توہین سے پورا کام لیا۔ حکّام تک مقدمات پہنچائے۔ خون کے الزام لگائے۔ لیکن آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جو جماعت پہلے دنوں میں چالیس آدمیوں سے بھی کم تھے آج ستّر ہزار کے قریب پہنچ گئے اور باوجود سخت مخالفانہ مزاحمتوں کے براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو آج سے بیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ لوگ مزاحمتیں کرینگے اور اس سلسلہ کو نابود کرنا چاہیں گے لیکن خدا ان کے ارادوں کے مخالف کرے گا اور اس سلسلہ کو ایک بڑی جماعت بنا دے گا یہانتک کہ یہ سلسلہ بہت ہی جلد دنیا میں پھیل جائیگا اور اُن لوگوں کے ارادوں پر لعنت کا داغ ظاہر ہو جائے گا جنھوں نے روکنا چاہا تھا **اب بتلاؤ کہ کیا اب تک خدا کی معجزانہ تائید ثابت نہ ہوئی**۔ اگر یہ کاروبار کسی مکّار کا ہوتا تو کیا اس کا نتیجہ یہی ہونا چاہیئے تھا۔ اُٹھو اور دنیا میں اس بات کی تلاش کرو کہ کونسا **مکّار** تاریخ کے صفحہ سے تم بتلا سکتے ہو جس کے ہلاک کرنیکے

لئے یہ کوششیں کی گئیں اور پھر وہ تباہ نہ ہُوا۔ اے سخت دل قوم تمہیں کس نے چاند پر تُھوکنا سکھلایا۔ کیا تم اُس سے لڑوگے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اپنے دلوں میں غور کرو کہ کبھی خدا نے کسی جھوٹے کے ساتھ ایسی رفاقت کی کہ تو نوں کے ارادوں اور کوششوں کو اس کے مقابل پر ہر ایک میدان میں نابود کر دیا اور اُن کو ہر ایک کو اس کے حملہ میں نامراد رکھا۔ باز آجاؤ اور اس کے قہر سے ڈرو اور یقیناً سمجھو کہ تم اپنی مفسدانہ حرکات پر مُہر لگا چکے۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ ہوتی۔ تم میں سے صرف ایک شخص کی دُعا ہی مجھے نابود کر دیتی۔ مگر تم میں سے کسی کی دعا بھی آسمان پر نہ چڑھ سکی بلکہ دعاؤں کا اثر یہ ہُوا کہ دن بہ دن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے۔ تم نے میرا نام مسیلمہ کذّاب رکھا۔ لیکن مسیلمہ تو وہ تھا جس کا ایک ہی جنگ میں خاتمہ ہوگیا مگر تم تو بیس برس تک جنگ کئے گئے اور ہر جنگ میں نامراد رہے کیا سچوں اور مومنوں کے یہی نشان ہُوا کرتے ہیں؟ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے اور ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا تو کیا اس مقابلہ میں تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ کس نے تم میں سے مباہلہ کیا کہ آخر اُس نے ذلّت یا موت کا مزہ نہ چکھا۔

اوّل تم میں سے مولوی اسمٰعیل علیگڈھ نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائیگا۔ سو تم جانتے ہو کہ شاید دس سال کے قریب ہو چکے کہ وہ مر گیا۔ اور اب خاک میں اس کی ہڈیاں بھی نہیں مل سکتیں۔ پھر پنجاب میں مولوی غلام دستگیر قصوری اُٹھا اور اپنے تئیں کچھ سمجھا اور اس نے اپنی کتاب میں میرے مقابلہ میں یہ لکھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائیگا سو کئی سال ہوگئے کہ غلام دستگیر بھی مر گیا۔ وہ کتاب چھپی ہوئی موجود ہے۔ اسی طرح

مولوی رشید احمد گنگوہی اُٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا اور جھوٹے پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں کے بعد اندھا ہو گیا۔ دیکھو اور عبرت پکڑو۔ پھر بعد اس کے مولوی غلام محی الدین لکھو کے والا اُٹھا۔ اس نے بھی ایسے ہی الہام شائع کئے آخر وہ بھی جلد دنیا سے رخصت ہو گیا۔ پھر عبد الحق غزنوی اٹھا اور بالمقابل مباہلہ کر کے دعائیں کیں کہ جو جھوٹا ہے خدا کی اس پر لعنت ہو برکتوں سے محروم ہو دنیا میں اُس کی قبولیت کا نام و نشان نہ رہے۔ سو تم خود دیکھ لو کہ ان دعاؤں کا کیا انجام ہوا اور اب وہ کس حالت میں اور ہم کس حالت میں ہیں۔ دیکھو اس مباہلہ کے بعد ہر ایک بات میں خدا نے ہماری ترقی کی اور بڑے بڑے نشان ظاہر کئے آسمان سے بھی اور زمین سے بھی اور ایک دنیا کو میری طرف رجوع دیدیا اور جب مباہلہ ہوا تو شاید چالیس آدمی میرے دوست تھے + اور آج ستر ہزار کے قریب اُن کی تعداد ہے اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ اور ایک دنیا کو غلام کی طرح ارادت مند کر دیا اور زمین کے کناروں تک مجھے شہرت دے دی۔ لطف تب ہو کہ اول قادیان میں آؤ اور دیکھو کہ ارادت مندوں کا لشکر کس قدر اس جگہ خیمہ زن ہے اور پھر امرتسر میں عبد الحق غزنوی کو کسی دوکان پر یا بازار میں چلتا ہوا دیکھو کہ کس حالت میں

+ حاشیہ۔ عبد الحق کا یہ مباہلہ بھی اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ اس کو خدا اور رسول کی کچھ بھی پروا نہیں کیونکہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ عیسیٰ فوت ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دے دی کہ میں اُسکو مردہ روحوں میں دیکھ آیا ہوں اور صحابہ نے اجماع کر لیا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں اور ابن عباس نے بخاری میں توفی کے معنی بھی موت کر دئے تو اس صورت میں مباہلہ کے معنی بجز اس کے کیا تھے کہ میں خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ منہ

چل رہا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ خدا کی طاقت کھلے کھلے طور پر میری تائید میں آسمان سے نازل ہو رہی ہے مگر یہ لوگ شناخت نہیں کرتے۔ ٹرنسوال اور دولت برطانیہ کی صلح ہو گئی۔ مگر ان لوگوں کا اب تک جنگ باقی ہے ٹرنسوال نے عقلمندی کر کے انگریزی گورنمنٹ کو طاقتور پایا اور اطاعت قبول کر لی مگر یہ لوگ ابتک آسمانی گورنمنٹ کے باغی ہیں۔ خدا کے **نشانوں کو نہیں دیکھتے**۔ اُمت ضعیفہ کی ضرورت پر نظر نہیں ڈالتے۔ صلیبی غلبہ کا مشاہدہ نہیں کرتے اور ہر روزہ ارتداد کا گرم بازار دیکھ کر اُن کے دل نہیں کانپتے۔ اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ **عین** ضرورت کے وقت میں **عین** صدی کے سر پر **عین** غلبہ صلیب کے ایام میں یہ **مجدد آیا** جس کا نام ان معنوں سے **مسیح موعود** ہے کہ جو اسی صلیبی فتنہ کے وقت میں ظاہر ہوا تو کہتے ہیں کہ حدیثوں میں ہے کہ اِس اُمت میں تیس۳۰ دجال آویں گے کہ تا اُمت کا اچھی طرح خاتمہ کر دیں۔ **کیا خوب عقیدہ ہے**!!!۔ اے نادانوں کیا اس اُمت کی ایسی ہی پھوٹی ہوئی قسمت اور ایسے ہی بدطالع ہیں کہ اُن کے حصہ میں **تیس دجال** ہی رہ گئے۔ دجال تو تیس مگر طوفان صلیب کے فرو کرنے کے لئے ایک بھی **مجدد** نہ آسکا۔ **زہے قسمت**۔ خدا نے پہلی اُمتوں کے لئے تو پے در پے نبی اور رسول بھیجے لیکن جب اِس اُمت کی **نوبت آئی تو اس کو تیس دجال کی خوشخبری سُنائی گئی**۔ اور پھر یہ بھی ثابت شدہ پیشگوئی ہے کہ آخر کار اس اُمت کے علماء بھی یہودی بن جائیں گے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اب تک لاکھوں آدمی مرتد ہو چکے جنہوں نے **دین اسلام کو ترک کر دیا**۔ پس کیا اس درجہ کی ضلالت تک ابھی خدا خوش نہ ہوا اور اس کے دل کو سیری نہ ہوئی جب تک اُس نے خود اسی اُمت میں سے صدی کے سر پر ایک دجال بھیج نہ دیا۔ **خوب اُمت مرحومہ ہے** جس کے حق میں یہ عنایات ہیں اور پھر یہ کہ باوجودیکہ اس دجال کے مارنے کے لئے مومنوں کے سجدات میں ناک گِھس گئے لاکھوں دعائیں

اور تدبیریں اُسکی ہلاکت اور تباہی کے لئے کی گئیں مگر خدا انہیں سُنتا مُنہ پھیر لیتا ہے بلکہ برعکس اِس کے یہ دجّال برابر تیس برس سے ترقی کر رہا ہے اور دنیا میں آسمان کے نُور کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ اِس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ اُمّت نہایت ہی **بد قسمت ہے**، اور خدا کا پختہ ارادہ ہے کہ اسکو ہلاک کر دے یہ کیسی مورد غضب الٰہی ہے کہ ایک تو دجّال کے قبضہ میں دی گئی اور اب تک سچے مسیح اور مہدی کا نہ آسمان پر کچھ پتہ ملتا ہے نہ زمین پر۔ ہزار چیخیں بھی مارو وہ دونوں گمشدہ جواب بھی نہیں دیتے کہ زندہ ہیں یا مُردہ اور کدھر ہیں اور کہاں ہیں۔ نبیوں کے مقرر کردہ وقت بھی گذر گئے اور اُمت کو عیسائی مذہب نے کھا لیا مگر نہ خدا کو رحم آیا اور نہ مہدی اور مسیح کے دل نرم ہوئے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ بیشک قرآن سے مسیح ابن مریم کی وفات ثابت ہوتی ہے اور سورۃ نور اور سورۃ فاتحہ وغیرہ سورتوں پر نظرِ غائر کر کے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس اُمّت کے کل خلفاء اِسی اُمّت میں سے ہونگے اور ہم مانتے ہیں کہ صلیبی مذہب نے بھی بہت کچھ فتنہ پیدا کیا ہے اور یہ وہ مصیبت ہے کہ اسلام پر اس سے پہلے کبھی نہیں آئی۔ وقت اور زمانہ بیشک ایسے مصلح کو چاہتا ہے جو صلیبی طوفان کا مقابلہ کرے اور صدی کا سر بھی اُسی کو چاہتا تھا اور صدی میں سے بھی قریباً پانچواں حصہ گذر گیا سب کچھ سچ لیکن ہم کیونکر مان لیں کیونکہ اس شخص کے عقائد ہمارے علماء کے عقائد سے مختلف ہیں اگر یہ اُن کا ہمزبان ہوتا تو ہم قبول کر سکتے اب دیکھو کہ یہ خیالات اُن کے کس قدر دیوانگی کے ہیں۔ جب آپ ہی قائل ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم کی حیات اور نزول میں علماء غلطی پر ہیں تو پھر خدا کا مرسل کیونکر اِس غلطی کو مان لے ماسوا اس کے جبکہ مسیح موعود کا نام حَکَم ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کے بہتّر فرقوں میں فیصلہ کرے اور بعض خیالات رد کرے اور بعض کی تصدیق کرے۔ یہ کیونکر ہو سکے کہ جو حَکَم کہلاتا ہے وہ تمہارا سب رطب یابس کا ذخیرہ مان لے

اور پھر اس کے وجود سے **فائدہ** کیا ہوا اور کس وجہ سے اس کا نام **حکم** رکھا گیا اس لئے ضروری تھا کہ وہ رطب یابس کے ذخیرہ میں سے بعض رد کرے اور بعض قبول کرے اور اگر سب کچھ قبول کرتا جائے تو پھر حکم کس بات کا ہوا۔ مثلاً دیکھو تم میں ایک فرقہ تو اس بات کا قائل ہے کہ عیسیٰ ابن مریم **دوبارہ آسمان سے واپس آئیگا** مگر اسکے مقابل پر معتزلہ اور بعض صوفیہ کا یہ فرقہ ہے کہ دوبارہ آنا غلط ہے **بلکہ مسیح ابن مریم فوت** ہو چکا ہے اور **آنے والا اسی اُمّت** میں سے ہوگا۔ اب بتلاؤ کہ میں نے کونسی زیادتی اور مخالفتِ اسلام کی۔ صرف یہ کیا کہ خدا سے **وحی** پاکر مسلمانوں کے دو عقیدوں میں سے ایک عقیدے کو رد کر دیا اور اسکو مخالف **قرآن** اور مخالف **اجماع صحابہ** بتلایا اور دوسرے عقیدہ کی **تصدیق** کی اور اس کے موافق اپنے تئیں ظاہر کیا کیا حَکَم کے لئے ضروری تھا کہ تمہارے کئی فرقوں میں سے صرف **اہلحدیث** کی بات مانتا یا صرف **حنفیوں** کی بات قبول کرتا اور باقی تمام فرقوں کے تمام اجتہادی عقائد کو **رد** کر دیتا تو اس صورت میں تو تم ہی حَکَم ٹھہرے نہ وہ۔ ہاں سچ ہے کہ ہر ایک عقیدہ جب عادت میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جو مدت کے **فوت** ہو چکے آپ لوگوں کے خیال میں وہ اب تک بجسم عنصری آسمان پر بیٹھے ہیں۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ **آسمان** پر نہیں بلکہ آپ لوگوں کے **دل** پر بیٹھے ہیں اور پُرانے عقیدوں کی وجہ سے ہر دم زبان پر نزول کر رہے ہیں۔ تم سے پہلے یہودیوں کو بھی یہی بلا پیش آئی تھی کہ اُن کے نزدیک صحیح عقیدہ یہی تھا کہ **الیاس** آسمان سے نازل ہوگا تب مسیح آئیگا لیکن جب حضرت مسیح آئے اور الیاس آسمان سے نازل نہ ہوا تو یہودیوں نے تکذیب کا وہ شور مچایا کہ آپ لوگوں کے شور اور اُنکے شور میں فرق کرنا مشکل ہے +

+ حاشیہ۔ یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں پر بباعث اُن کے کسی پوشیدہ گناہ کے یہ ابتلا آیا کہ جن راہوں سے وہ اپنے موعود نبیوں کا انتظار کرتے رہے اُن راہوں سے وہ نبی نہیں آئے بلکہ چور کی طرح کسی اور راہ سے آگئے۔ منہ

اور بڑے جوش سے حضرت عیسیٰ سے یہودیوں نے سوال کیا کہ ابھی الیاس تو دوبارہ دنیا میں آیا نہیں تو تم کیونکر سچا مسیح ٹھہر سکتے ہو تب انہوں نے جواب دیا کہ الیاس تم میں موجود ہے جو یوحنا نبی ہے یعنی یحییٰ مگر کسی نے یہ جواب پسند نہ کیا اور آج تک حضرت عیسیٰ کو اسی وجہ سے کافر کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یہودیوں کے اجماعی عقیدہ کے برخلاف رائے ظاہر کی۔ اور عجیب تر یہ بات ہے کہ ہمارے مخالف قطع نظر اس سے جو ہماری دعوت کو مان لیں وہ اپنا ذخیرہ ظنون شکوک کا ہمیں منوانا چاہتے ہیں حالانکہ وہ اس خدا سے بالکل بے خبر ہیں جس سے نجات ملتی ہے۔ جس حالت میں خدا نے ہم پر فضل کر کے ہمیں اپنی طرف سے نور بخشا جس نور سے ہم نے اُس کو پہچانا اور ہمیں نشان عطا فرماتے جن نشانوں سے ہم نے اُس کی ہستی اور **صفات کاملہ** پر یقین کر لیا تو کیونکر ہم اس نور اور **معرفت** اور یقین کو اپنے آپ سے دُور کر دیں۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں اور خدا ہمارے اس قول پر گواہ ہے کہ اگرچہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسلام کی سچائی کا یقین قرآن کے ذریعہ سے ہمارے پاس آیا مگر خدا نے اپنی وحی تازہ کے ذریعہ سے ہمیں اپنی خاص **چمکاریں دکھلائیں** یہاں تک کہ ہم نے اُس خدا کو دیکھ لیا جس سے ایک دنیا غافل ہے۔ اس کے دلکش نشانوں نے جو میرے علم میں ہزاروں تک پہنچ گئے گو دنیا کو ابھی صرف **ڈیڑھ سو نشان** سے اطلاع ہوئی مجھ میں وہ یقین اور بصیرت اور معرفت کا نور پیدا کیا جو مجھے اس تاریک **دنیا سے ہزاروں کوس** دُور تر کھینچ کر لے گیا اب اگرچہ میں دنیا میں ہوں مگر دنیا میں سے نہیں ہوں۔ اگر دنیا مجھے نہیں پہچانتی تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ ہر ایک چیز جو بہت دور اور بہت بلند ہے اس کا پہچاننا مشکل ہے میں کبھی امید نہیں کرتا کہ دنیا مجھ سے محبت کرے کیونکہ دنیا نے کبھی کسی راستباز سے محبت نہیں کی۔ مجھے اس سے **خوشی** ہے کہ مجھے گالیاں دی گئیں **دجّال** کہا گیا **کافر** ٹھہرایا گیا کیونکہ سورۃ فاتحہ میں ایک مخفی پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ کہ جس طرح **یہودی** لوگ حضرت عیسےٰ کو

کافر اور دجّال کہہ کر مغضوب علیہم بن گئے بعض مسلمان بھی ایسے ہی بنیں گے۔ اسی لئے نیک لوگوں کو یہ دعا سکھلائی گئی کہ وہ منعم علیہم میں سے حصہ لیں اور مغضوب علیہم نہ بنیں۔ سورۃ فاتحہ کا اعلیٰ مقصود مسیح موعود اور اس کی جماعت اور اسلامی یہودی اور اُن کی جماعت اور ضالین یعنی عیسائیوں کے زمانہ ترقی کی خبر ہے۔ سو کس قدر خوشی کی بات ہے کہ وہ باتیں آج پوری ہوئیں ÷

بالآخر میں ایک اور رؤیا لکھتا ہوں جو طاعون کی نسبت مجھے ہوئی اور وہ یہ کہ میں نے ایک جانور دیکھا جس کا قد ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر مُنہ آدمی کے مُنہ سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں سے مشابہ تھے اور میں نے دیکھا کہ وہ یُوں ہی قدرت کے ہاتھ سے پیدا ہو گیا اور میں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بَن ہیں جن میں بیل گدھے گھوڑے کُتّے سور بھیڑیے اونٹ وغیرہ ہر ایک قسم کے موجود ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بدعملوں سے اِن صورتوں میں ہیں۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت کا جانور جو مختلف شکلوں کا مجموعہ ہے جو محض قدرت سے زمین میں سے پیدا ہو گیا ہے وہ میرے پاس آبیٹھا ہے اور قطب کی طرف اُس کا مونہہ ہے خاموش صورت ہے آنکھوں میں بہت حیا ہے اور بار بار چند منٹ کے بعد اُن بنوں میں سے کسی بَن کی طرف دوڑتا ہے اور جب بَن میں داخل ہوتا ہے تو اُس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی شور قیامت اُٹھتا ہے اور ان جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے اور ہڈیوں کے چابنے کی آواز آتی ہے۔ تب وہ فراغت کر کے پھر میرے پاس آبیٹھتا ہے اور شاید دس منٹ کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بَن کی طرف جاتا ہے اور وہی صورت پیش آتی ہے جو پہلے آئی تھی اور پھر میرے پاس آبیٹھتا ہے۔ آنکھیں اُس کی بہت لمبی ہیں اور میں اس کو ہر ایک دفعہ جو میرے پاس آتا ہے خوب نظر لگا کر دیکھتا ہوں۔

اور وہ اپنے چہرہ کے اندازہ سے مجھے یہ بتلاتا ہے کہ میرا اس میں کیا قصور ہے میں مامور ہوں اور نہایت شریف اور پرہیزگار جانور معلوم ہوتا ہے اور کچھ اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ وہی کرتا ہے جو اسکو حکم ہوتا ہے۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون ہے اور یہی وہ **دابۃ الارض** ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانوں پر **ایمان** نہیں لاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔ اور جب **مسیح موعود** کے بھیجنے سے خدا کی حجت ان پر پوری ہو جائے گی تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکال کر کھڑا کریں گے وہ لوگوں کو کاٹے گا اور زخمی کرے گا اس لئے کہ لوگ خدا کے نشانوں پر ایمان نہیں لائے تھے۔ دیکھو سورۃ النمل الجزو نمبر ۲۰۔

اور پھر آگے فرمایا ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ۔ ترجمہ۔ اس دن ہم ہر ایک امت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے تھے اور ان کو ہم جدا جدا جماعتیں بنا دیں گے یہاں تک کہ جب وہ عدالت میں حاضر کئے جائیں گے تو خدائے عزوجل ان کو کہے گا کہ کیا تم نے میرے نشانوں کی بغیر تحقیق کے تکذیب کی یہ تم نے کیا کیا اور ان پر بوجہ ان کے ظالم ہونے کے حجت پوری ہو جائیگی اور وہ بول نہ سکیں گے۔ سورۃ النمل الجزو نمبر ۲۰۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی دابۃ الارض جو ان آیات میں مذکور ہے جس کا مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتدا سے **مقرر** ہے۔ یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور

ہے جو مجھے عالم کشف میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ طاعون کا کیڑا ہے
اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام دابۃ الارض رکھا کیونکہ زمین کے کیڑوں میں سے ہی یہ
بیماری پیدا ہوتی ہے اسی لئے پہلے چوہوں پر اس کا اثر ہوتا ہے اور مختلف صورتوں
میں ظاہر ہوتی ہے اور جیسا کہ انسان کو ایسا ہی ہر ایک جانور کو یہ بیماری ہو سکتی ہے
اسی لئے کشفی عالم میں اسکی مختلف شکلیں نظر آئیں۔ اور اس بیان پر کہ دابۃ الارض درحقیقت
مادہ طاعون کا نام ہے جس سے طاعون پیدا ہوتی ہے مفصلہ ذیل قرائن اور دلائل ہیں۔
(۱) اول یہ کہ دابۃ الارض کے ساتھ عذاب کا ذکر کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ یعنی جب اُن پر
آسمانی نشانوں اور عقلی دلائل کے ساتھ حجت پوری ہو جائیگی تب دابۃ الارض زمین میں سے
نکالا جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ دابۃ الارض عذاب کے موقعہ پر زمین سے نکالا جائے گا
نہ یہ کہ یوں ہی بیہودہ طور پر ظاہر ہو گا جس کا نہ کچھ نفع نہ نقصان۔ اور اگر کہو کہ طاعون تو ایک
مرض ہے مگر دابۃ الارض لغوی معنوں کے رو سے ایک کیڑا ہونا چاہیئے جو زمین میں سے
نکلے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حال کی تحقیقات سے یہی ثابت ہوا ہے کہ طاعون کو پیدا
کرنے والا وہی ایک کیڑا ہے جو زمین میں سے نکلتا ہے بلکہ ٹیکا لگانے کے لئے
وہی کیڑے جمع کئے جاتے ہیں اور اُن کا عرق نکالا جاتا ہے اور خورد بین سے ثابت
ہوتا ہے کہ اُن کی شکل یوں ہے (‥) یعنی یہ شکل دو نقطہ۔ گویا آسمان پر بھی نشان کسوف
خسوف دو کے رنگ میں ظاہر ہوا اور ایسا ہی زمین میں۔
(۲) دوسرا قرینہ یہ ہے کہ قرآن شریف کے بعض مقامات بعض کی تفسیر ہیں اور
ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں یہ مرکب لفظ آیا ہے اس سے مراد کیڑا
لیا گیا ہے مثلاً یہ آیت فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ
الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ یعنی ہم نے سلیمان پر جب موت کا حکم جاری کیا تو جنات کو کسی نے

اُن کے مرنے کا پتہ نہ بتایا۔ مگر گھن کے کیڑے نے کہ جو سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا
سورۃ السبا ۱ الجزو نمبر ۲۲۔ اب دیکھو اس جگہ بھی ایک کیڑے کا نام دابۃ الارض رکھا گیا
بس اس سے زیادہ دابۃ الارض کے اصلی معنوں کی دریافت کیلئے اور کیا شہادت
ہوگی کہ خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابۃ الارض کے معنے کیڑا کیا ہے۔
سو قرآن کے برخلاف اس کے معنی کرنا ہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے۔
(۳) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ آیت میں صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نشانوں کی
تکذیب کے وقت میں کوئی **امام الوقت موجود** ہونا چاہیئے کیونکہ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ
کا فقرہ یہی چاہتا ہے کہ اتمام حجت کے بعد یہ عذاب ہو اور یہ تو متفق علیہ عقیدہ ہے
کہ خروج دابۃ الارض آخری زمانہ میں ہوگا جبکہ مسیح موعود ظاہر ہوگا تاکہ خدا کی حجت دنیا پر
پوری کرے۔ پس ایک منصف کو یہ بات جلد تر سمجھ آسکتی ہے کہ جبکہ ایک شخص موجود ہے
جو مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے اور آسمان اور زمین میں بہت سے نشان
اس کے ظاہر ہو چکے ہیں تو اب بلاشبہ دابۃ الارض یہی طاعون ہے جس کا مسیح کے
زمانہ میں ظاہر ہونا ضروری تھا اور چونکہ **یاجوج ماجوج موجود** ہے اور مِنْ کُلِّ
حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ کی پیشگوئی تمام دنیا میں پوری ہو رہی ہے اور دجالی فتنے بھی انتہا
تک پہنچ گئے ہیں اور پیشگوئی یترکن القلاص فلا یُسْعٰی علیھا بھی بخوبی ظاہر ہو چکی
ہے۔ اور شراب اور زنا اور جھوٹ کی بھی کثرت ہوگئی ہے اور مسلمانوں میں یہودیت
کی فطرت بھی جوش مار رہی ہے تو صرف ایک بات باقی تھی جو دابۃ الارض زمین میں
سے نکلے **سو وہ بھی** نکل آیا۔ اس بات پر جھگڑنا جہالت ہے کہ **حدیث** سے
معلوم ہوتا ہے کہ فلاں جگہ **پھٹے گی اور دابۃ الارض وہاں ہی سر نکالے گا**
پھر تمام دنیا میں چکر ماریگا کیونکہ اکثر پیشگوئیوں پر **استعارات** کا رنگ غالب ہوتا ہے
جب ایک بات کی حقیقت کھل جائے تو ایسے اوہام باطلہ کے ساتھ حقیقت کو چھوڑنا

کمال جہالت ہے اسی عادت سے بد بخت یہودی قبول حق سے محروم رہ گئے۔

(۴) قرینہ چہارم دابۃ الارض کے طاعون ہونے پر یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ایک رنگ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ کسی وقت بعض مسلمان بھی وہ یہودی بن جائینگے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھے جو آخر کار طاعون وغیرہ بلاؤں سے ہلاک کئے گئے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ عادت ہے کہ جب ایک قوم کو کسی فعل سے منع کرتا ہے تو ضرور اسکی تقدیر میں یہ ہوتا ہے کہ بعض ان میں سے اس فعل کے ضرور مرتکب ہونگے جیسا کہ اُس نے توریت میں یہودیوں کو منع کیا تھا کہ تم نے توریت اور دوسری خدا کی کتابوں کی تحریف نہ کرنا سو آخر اُن میں سے بعض نے **تحریف** کی مگر **قرآن** میں یہ نہیں کہا گیا کہ تم نے قرآن کی تحریف نہ کرنا بلکہ یہ کہا گیا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔ سو سورۃ فاتحہ میں خدا نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اس جگہ احادیث **صحیحہ** کے رو سے بکمال تواتر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ المغضوب علیہم سے مراد بدکار اور فاسق یہودی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح کو کافر قرار دیا اور قتل کے درپے رہے اور اُس کی سخت توہین و تحقیر کی اور جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت بھیجی جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے اور الضالین سے مراد عیسائیوں کا وہ گمراہ فرقہ ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھ لیا اور **تثلیث** کے قائل ہوئے اور خون مسیح پر **نجات** کا حصر رکھا اور ان کو زندہ خدا کے عرش پر بٹھا دیا اب اس دعا کا **مطلب** یہ ہے کہ خدایا ایسا فضل کر کہ ہم نہ تو وہ یہودی بنجائیں جنہوں نے مسیح کو **کافر** قرار دیا تھا اور ان کے قتل کے درپے ہوئے تھے اور نہ ہم مسیح کو خدا قرار دیں اور **تثلیث** کے قائل ہوں۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ **آخری زمانہ** میں اسی اُمّت میں سے **مسیح موعود** آئیگا اور بعض یہودی صفت مسلمانوں میں سے اسکو **کافر** قرار دینگے اور **قتل** کے درپے ہونگے اور اس کی سخت **توہین** و تحقیر کرینگے اور نیز **جانتا** تھا کہ اس زمانہ میں تثلیث کا مذہب **ترقی** پر ہو گا اور بہت سے بد قسمت انسان عیسائی ہو جائینگے اِسلئے اُس نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی

اور اس دعا میں مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ کا جو لفظ ہے وہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ جو اسلامی مسیح کی مخالفت کرینگے وہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مغضوب علیہم ہونگے جیسا کہ اسرائیلی مسیح کے مخالف مغضوب علیہم تھے اور حضرت مسیح خود انجیل میں اشارہ کرتے ہیں کہ میرے منکروں پر مَری یعنی طاعون پڑیگی اور بعد اس کے* دوسرے عذاب بھی نازل ہونگے اس لئے ضروری تھا کہ مسیح اسلامی کی تائید میں بھی یہ باتیں ظہور میں آتیں۔ اور بھی دلائل اس بات پر بہت ہیں کہ یہی دابۃ الارض جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے طاعون ہی ہے اور بلاشبہ یہ بیماری ہے اور زمین میں سے ہی نکلتی ہے اس سے محفوظ رہنے کے لئے بعد اس کے جو ایک شخص اس جماعت میں داخل ہو اور تقویٰ اختیار کرے تکرار سورۃ فاتحہ کا حضور دل سے اور اس کے معنوں پر قائم ہونے سے بہت مؤثر ہے جو شخص طاعون کی ناگہانی آفات سے بچنا چاہتا ہے اس کیلئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں جو خدائے قادر ذوالجلال پر سچا ایمان لائے اور اپنے تمام اعضاء کو معاصی سے بچاوے اور دین کو اور دینی خدمات کو دنیا پر مقدم رکھے اور اس سلسلہ حقہ میں صدق اور اخلاص کے ساتھ داخل ہو جائے اور دلی جوش کے ساتھ دعا میں لگا رہے اور اپنی عورتوں کو جن کے شر کے بد اثر میں وہ بھی شریک ہو سکتا ہے غافلانہ زندگی سے بچاوے اور کوشش کرے کہ اُسکے گھر میں ذکر الٰہی ہو پھر اس کے ساتھ قرآن شریف کے جمیع احکام کا پابند ہو کر ظاہری پلیدیوں اور ناپاکیوں سے بھی اپنے گھر کو صاف رکھے جو شخص ظاہری پلیدیوں سے نفرت نہیں رکھتا اور اس کا گھر اور اس کے گھر کا صحن ناپاک رہتے ہیں وہ اندرونی پاکیزگی میں بھی سُست ہو سکتا ہے سو تم کوشش کرو کہ تمہارے گھر کا کوئی بھی حصہ ناپاک نہ ہو اور نہ ناپاک پانی اور کیچڑ بدرروں میں کھڑا رہے اور نہ کپڑے میلے کچیلے رہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے جو قرآن شریف میں آچکا ہے۔ ایسے احکام جو خدا تعالیٰ کی کتاب میں آتے ہیں وہ اس لئے آتے ہیں تا تم سمجھو کہ جسمانی سلسلہ کو روحانی سلسلہ سے ایک تعلق ہے سو تم نہ تو ظاہری طور پر زمین کے نجس حصوں کی طرف جھکو اور نہ روحانی طور پر بلکہ اگر ممکن ہو تو اوپر کے مکانوں میں رہو اور ہوادار اور روشن مکان اختیار کرو اور نہ تم باطنی طور پر زمین کی طرف جھکو بلکہ آسمان میں سے حصہ لو۔ یہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا

* ذکریاہ ۱۴ باب میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے عہد میں سخت طاعون پڑے گی۔ اس زمانہ میں تمام فرقے دنیا کے متفق ہونگے کہ یروشلم کو تباہ کر دیں۔ تب انہی دنوں میں طاعون پھوٹے گی اور اُسی دن یوں ہوگا کہ جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائے گا۔ اور اس جگہ یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کیلئے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش مارے گا اور وہ قادیان ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دار الامان ہے۔ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اس اُمّت کے خاتم الخلفاء کا نام مسیح رکھا ایسا ہی اس کے خروج کی جگہ کا نام یروشلم رکھ دیا اور اس کے مخالفوں کا نام یہود رکھ دیا۔ منہ

کہ وہ دابۃ الارض یعنی طاعون کا کیڑا زمین میں سے نکلیگا اس میں یہی بھید ہے کہ تا وہ اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ وہ اُس وقت نکلیگا کہ جب مسلمان اور ان کے علماء زمین کیطرف جھک کر خود دابۃ الارض بن جائینگے۔ ہم اپنی بعض کتابوں میں یہ لکھ آئے ہیں کہ اس زمانہ کے ایسے مولوی اور سجادہ نشین جو متقی نہیں ہیں اور زمین کیطرف جھکے ہوئے ہیں یہ دابۃ الارض ہیں اور اب ہم نے اس رسالہ میں یہ لکھا ہے کہ دابۃ الارض طاعون کا کیڑا ہے۔ ان دونوں بیانوں میں کوئی شخص تناقض نہ سمجھے۔ قرآن شریف ذوالمعارف ہے اور کئی وجوہ سے اس کے معنے ہوتے ہیں٭ جو ایک دوسرے کی ضد نہیں اور جس طرح قرآن شریف یکدفعہ نہیں اُترا اسی طرح اس کے معارف بھی دلوں پر یکدفعہ نہیں اُترتے اسی بنا پر محققین کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معارف بھی یکدفعہ آپکو نہیں ملے بلکہ تدریجی طور پر آپ نے علمی ترقیات کا دائرہ پورا کیا ہے۔ ایسا ہی میں ہوں جو بروزی طور پر آپ کی ذات کا مظہر ہوں۔ آنحضرت کی تدریجی ترقی میں سر یہ تھا کہ آپکی ترقی کا ذریعہ محض قرآن تھا پس جبکہ قرآن شریف کا نزول تدریجی تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل معارف بھی تدریجی تھی اور اسی قدم پر مسیح موعود ہے جو اس وقت تم میں ظاہر ہوا علم غیب خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے جس قدر وہ دیتا ہے اُسی قدر ہم لیتے ہیں۔ پہلے اُسی نے غیب سے مجھے یہ فہم عطا کیا کہ ایسے سست زندگی والے جو خدا اور اُس کے رسول پر ایمان تو لاتے ہیں مگر عملی حالت میں بہت کمزور ہیں یہ لوگ دابۃ الارض ہیں یعنی زمین کے کیڑے ہیں آسمان سے انکو کچھ حصہ نہیں۔ اور مقدر تھا کہ آخری زمانہ میں یہ لوگ بہت ہو جائیں گے اور اپنے ہونٹوں سے اسلام کی شہادت دینگے مگر ان کے دل تاریکی میں ہونگے یہ تو وہ معنی ہیں جو پہلے ہم نے شائع کئے اور یہ معنے بجائے خود صحیح اور درست ہیں۔ اب ایک اور معنے خدا تعالیٰ کیطرف سے اس آیت کے متعلق کھلے جن کو ابھی ہم نے بیان کر دیا ہے یعنی یہ کہ دابۃ الارض سے مراد وہ کیڑا بھی ہے جو مقدر تھا جو مسیح موعود کے وقت میں زمین میں سے نکلے اور دنیا کو انکی بداعمالیوں کی وجہ سے تباہ کرے۔

یہ خوب یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسی یہ آیت دو معنوں پر مشتمل ہے ایسے ہی صدہا نمونے اسی قسم کے کلام الٰہی میں پائے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اُسکو معجزانہ کلام کہا جاتا ہے جو ایک ایک آیت

٭ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نباتات وغیرہ میں کئی قسم کے خواص رکھے ہیں مثلاً ایک بوٹی دماغ کو قوت دیتی ہے اور ساتھ ہی جگر کو بھی مفید ہے اسی طرح قرآن شریف کے ہر ایک آیت مختلف قسم کے معارف پر دلالت کرتی ہے۔ منہ

دس دس پہلو پر مشتمل ہوتی ہے اور وہ تمام پہلو صحیح ہوتے ہیں بلکہ قرآن شریف کے حروف اور اُن کے اعداد بھی معارف مخفیہ سے خالی نہیں ہوتے مثلاً سورۃ **والعصر** کی طرف دیکھو کہ ظاہری معنوں کی رُو سے یہ بتلاتی ہے کہ یہ دنیوی زندگی جس کو انسان اس قدر غفلت سے گذار رہا ہے آخر یہی زندگی ابدی خسران اور وبال کا موجب ہو جاتی ہے اور اس خُسران سے وہی بچتے ہیں جو خدائے واحد پر سچے دل سے ایمان لے آتے ہیں کہ وہ **موجود** ہے اور پھر ایمان کے بعد کوشش کرتے ہیں کہ اچھے اچھے عملوں سے اسکو راضی کریں اور پھر اسی پر کفایت نہیں کرتے بلکہ چاہتے ہیں کہ اس راہ میں ہمارے جیسے اور بھی ہوں جو سچائی کو زمین پر پھیلا دیں اور خدا کے حقوق پر کاربند ہوں اور بنی نوع پر بھی رحم کریں لیکن اس سورۃ کے ساتھ یہ ایک عجیب معجزہ ہے کہ اس میں **آدم** کے زمانہ سے لیکر **آنحضرت** ؐ کے زمانہ تک دنیا کی تاریخ **ابجد** کے حساب سے یعنی حساب جمل سے بتلائی گئی ہے۔ غرض قرآن شریف میں ہزارہا معارف وحقائق ہیں اور درحقیقت شمار سے باہر ہیں۔ اِسی بنا پر قرآن شریف فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں دو قسم کے دابۃ الارض پیدا ہو جائیں گے (۱) ایک تو **علماء بے عمل** جن کے دل زمین کے ساتھ چسپاں ہوں گے زمین کی شہرت چاہیں گے (۲) دوسرے طاعون کا کیڑا جو بطور سزا دہی ظاہر ہوگا۔ سو اِس **زمانہ** میں دونوں باتیں ظہور میں آگئیں اور دراصل حدیثوں میں اِن دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے **صحیح مُسلم** کی ایک حدیث میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ملک میں طاعون پھوٹے گی اور شیعہ کی کتابوں کی حدیثوں میں بھی طاعون کا ذکر ہے اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی ذکر ہے کہ اس وقت اکثر علماء یہودی صفت ہو جائیں گے یعنی محض زمین کے کیڑے بن جائینگے۔ دیکھو یہ نوں پہلو جو قرآن شریف میں سے نکلتے ہیں حدیث سے ثابت ہوتے۔

بعض نادان شیعہ نے جنہوں نے حسین کی پرستش کو اسلام کا مغز سمجھ لیا ہے ہمارے رسالہ **دافع البلاء** کے دیکھنے سے بہت زہر اُگلا ہے اور گالیاں دیکر یہ اعتراض کیا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ شخص امام حسین سے افضل ہو اور جوش میں آکر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ امام حسین کی وہ شان ہے

کہ **تمام نبی** اپنی مصیبتوں کے وقت میں **اسی امام** کو اپنا شفیع ٹھہراتے تھے اور اسکی طفیل اُن کی مصیبتیں دور ہوتی تھیں ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی مصیبت کے وقت میں **امام حسین**٭ کے ہی **دست نگر** تھے اور آپکی مصیبتیں بھی امام حسین کی شفاعت سے ہی دور ہوتی تھیں افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں اُن سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے انکو آنحضرت صلی اللہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے برخلاف ہے جیسا کہ آیۃ ماکان محمد ابا احد من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے عورتوں میں سے تو نہیں تھے حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو

٭ **حاشیہ** ہم اس حاشیہ میں ایک شیعہ صاحب کا اشتہار مطبوعہ مطبع شریفی پشاور درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ علی حائری صاحب نے امام حسین کی نسبت جو خیال ظاہر کیا ہے وہ خود اُن کے ہم مذہب لوگوں کی رائے میں صحیح نہیں ہے اور اس سے انکی غلطی کا اور کیا زیادہ ثبوت ہوگا کہ اُن کا ہم مذہب ہی مضبوط دلیلوں سے اپنے اشتہار مندرجہ ذیل میں اُن کے خیال کو ردّ کرتا ہے اور یہ ایک نصرت الٰہی ہے کہ عین اس رسالہ کی تحریر کے وقت ہمیں یہ اشتہار مل گیا ہے جو علی حائری صاحب کی تحریر کی حقیقت کھولنے کیلئے کافی ہے اور وہ یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

آج یہ رسالہ وسیلۃ المبتلا میری نظر سے گذرا ہر چند میں نے اپنے تئیں ضبط کیا اور دل کو سمجھایا کہ ایسے معاملات میں کیوں دخل دیتے ہو مگر دل قابو سے نکل گیا اور یہ خیال کیا کہ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے علماء امامیہ کیسے بودے خیال کے ہیں وہ عقل خداداد سے کام نہیں لیتے۔ اپنے علم اور شرافت کا کوئی کرشمہ نہیں دکھلاتے۔ کیا ایک ایسے مدعی امامت کے مقابلہ میں اس قسم کے جوابات بے دلیل کفایت کر سکتے ہیں اور اس قسم کی روایات موضوعہ مسکت للخصم ہو سکتی ہیں۔ بخدا میں امامیہ ہو کر انصافاً کہتا ہوں کہ ہرگز یہ روایات اور استدلال من غیر کلام اللہ ایک ایسے زبردست مدعی کے بالمقابل مکتفی نہیں ہو سکتے۔ گالیاں نکالنا اور کسی کو نجس اور خبیث

امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسرِ دختر ہونیکے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے تو پھر اسقدر اُن کو آسمان پر چڑھانا کہ وہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہیں یہ قرآن شریف پر بھی تقدم ہے ہر ایک کو فضیلت وہ دینی چاہیئے کہ قرآن سے ثابت ہے قرآن تو انکی ابنیت کی بھی نفی کرتا ہے مگر یہاں حضرات شیعہ تمام انبیاء کا انہیں کو شفیع ٹھیراتے ہیں یہ کیسی فضولی ہے یہ قول کس قدر حیا سے دور ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام امام حسین کے ہی طفیلی ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو تمام نبیوں کا نجات پانا مشکل بلکہ غیر ممکن تھا ہائے افسوس کہاں ہے اسلام ان لوگوں کا جو عیسائیوں کی طرح حسین کی خاطر اس رسول پر بھی زبان دراز کر رہے ہیں جو تمام انبیاء سے افضل ہے۔ کیا تعجب نہیں کہ قرآن ابوبکر کی تعریف کرے اور اسکی خلافت کی صریح لفظوں میں

بقیہ حاشیہ اور ضال لکھنا اور جس قدر الفاظ ناشائستہ لغت کی کتابوں میں درج ہیں اپنی تحریر کو ان سے مزین کرنا علم اور شرافت کو بٹہ لگانا ہے۔

علماء ربانی کا کام یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے اپنے عندیات کو قوت دیں۔ پھر انصاف پسند طبائع پر اُنکی معقولیت ظاہر کریں ناظرین حق اور باطل میں خود تمیز رکھیں گے۔

اب میں جناب مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ جناب من آپ کا مخاطب ایک مدعی امامت ہے اگرچہ آپ اُس کو کاذب اور مفتری جانتے ہیں پس اُس کے مسلمات سے اُسے ساکت کرنا لازم ہے۔ تفسیر برغانی اور طبرانی ابونعیم وغیرہ کا حوالہ دینا یا اُن کی روایات غیر مصححہ پیش کرنا ایک مدعی امامت کے بالمقابل جس کا دعویٰ ہو کہ میں حکم ہو کر قرآن مجید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنے کیلئے دنیا میں آیا ہوں اپنے اوپر جہالت کا الزام قائم کرنے سے زیادہ نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ وہ نہ حنفی ہے نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی اور نہ جعفری نہ مقلد نہ اہل حدیث۔ پھر آپ حنفیوں یا شافعیوں یا مالکیوں وغیرہ کے علماء یا مفسرین کے اقوال پیش کر کے اسکو ملزم کیوں کر کر سکتے ہیں اگر وہ ان اقوال کا پابند ہو تو منصب امامت درحقیقت اس کے لئے سزاوار نہیں ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس وقت کا حکم ہوں برغانی ہو یا طبرانی اُن میں مفسروں کے اپنے عندیات

بشارت دے مگر حسین جو تمام انبیاء کا شفیع ہے اس کا سارے قرآن میں ذکر نہ دے پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہیں ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا مگر ابوبکر و عمر جن کو حضرات شیعہ کافر کہتے ہیں بلکہ تمام کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں انکو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے اگر وہ کافر تھے تو خدا نے ایسا کیوں کیا کافر سے بدتر دنیا میں کوئی نہیں ہوتا۔ کیا کوئی شیعہ راضی ہو سکتا ہے کہ اسکی پاکدامن ماں ایک زانیہ کنجری کے ساتھ دفن کر دی جائے اور کافر تو زناکار سے بدتر ہے پھر خدا نے کیوں ایسا کیا کوئی عقلمند اور خدا سے ڈرنیوالا اس کا جواب دے۔ غرض حسین کو نبیوں پر فضیلت دینا بیہودہ خیال ہے ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا

بقیہ حاشیہ کا ذخیرہ ہوگا یا کچھ اور۔ اگر آپ کہیں کہ تفسیر قرآن ہے تو ہم کہیں گے کہ پھر اسقدر مختلف الاقوال تفاسیر جن کی تعداد ہزار ہا سے بڑھ گئی کیوں شائع ہوئی ہیں اور ان میں اختلاف ہی کیوں واقع ہوا۔ اور حضرت مہدی آخر الزمان کی نسبت کیا آپ کے مسلمات میں درج نہیں کہ وہ **اختلاف رفع کر دیویں گے** اور سب ادیان کو **ایک دین** بنادیں گے۔ کیا جب امام مہدی تشریف لاوینگے بلاوعظ اور بلا نصیحت اور بلا تغیر و تبدل دین خود بخود ایک ہو جاویگا یا کچھ ترمیم و تنسیخ بھی کریں گے یا نہیں۔ کیا وہ ظاہر ہو کر مجتہدین کربلا کے فتوے پر چلیں گے یا مجتہدین نجف و ایران یا مجتہدین لکھنؤ و لاہور۔ فرمادیں وہ کس مجتہد کے مقلد ہوں گے اور کس کے فتوے پر عمل کرینگے نہیں میں بھول گیا وہ ضرور آپ کے فتوے پر چلیں گے مگر افسوس کہ آپ یہ بھی نہ مانیں گے۔ پس جو امام ہوتا ہے وہ کسی کا مقلد نہیں ہوتا بلکہ وہ خود حکم ہوتا ہے اس کے بالمقابل تفسیر برہانی اور دلائل النبوت کا حوالہ دینا کوئی عقلمند طبیعت اس کو جائز نہیں رکھ سکتی ہے ہاں اس کے مسلمات قرآن مجید اور سنت صحیحہ ہیں۔ میں بہت خوش ہوتا کہ جب آپ نے سورہ انعام✝ کی آیت یا ایہا الذین آمنوا الخ پیش کی تھی اس کی تفسیر میں قرآن مجید ہی سے ثابت کیا ہوتا کہ لفظ وسیلہ سے جو آیہ مرقومہ بالا میں ہے حسین اور اس کے آباء کرام مراد ہیں اور اپنے دعوے کو موکد کرنے کے لئے بخاری یا مسلم کی کوئی حدیث پیش کی ہوتی جو مدعی امامت کے مسلمہ کتب ہیں یا ذرا غصہ کو ٹال کر اپنی ہی تفسیروں

✝ مولوی صاحب کی تحریر کے مطابق ہم نے سورۃ الانعام لکھا ہے ورنہ آیت مذکورہ سورۃ مائدہ میں ہے ۱۲ منہ

کے راستباز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گذر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔ پس بلا وجہ انکو تمام انبیاء کا سردار بنا دینا خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اسکی تعریف کی ہے اور اسکو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا **مظہر** ٹھیرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے یہ اور بات ہے کہ سنی یا شیعہ مجھکو گالیاں دیں یا میرا نام کذاب دجال بے ایمان رکھیں لیکن جس شخص کو خدا تعالیٰ بصیرت عطا کرے گا وہ مجھے پہچان لیگا کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے **نبی اللہ** رکھا ہے اور اسکو سلام کہا ہے

بقیہ حاشیہ کی طرف رجوع کیا ہوتا کہ وہ کیا کہتے ہیں جہاں تک میں اپنی تفسیروں کو دیکھتا ہوں ان میں بھی اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں ایک شخص بیہقی اور حاکم اور ابو نعیم کا حوالہ دیتا ہے اور ایک روایت یا واقعہ بیان کرتا ہے۔ دوسرا اس کے بالمقابل قرآن مجید سے نکال کر خدا کا کلام پیش کرتا ہے اور اپنے دعویٰ کے واسطے سنت صحیحہ اور حدیث پیش کرتا ہے ہم کس کو مانیں اور کس کو جانیں کہ وہ عالم اور عامل بالقرآن ہے۔ اس کے آگے آپ فرماتے ہیں ثابت ہے کہ حسین ؑ اور اس کے آباء اطہار کو انبیاء و اوصیا نے سخت تکلیف کے وقت خدا اور اپنے درمیان وسیلہ قرار دیا ہے جس کی وجہ سے انکی حاجتیں پوری ہوئیں۔ آپ اپنے زعم کی بنیاد مجاہد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ کا قول قرار دیتے ہیں اور آیت فتلقی آدم من ربہ کلمٰت کو اپنے زعم کی تفسیر قرار دیتے ہیں گویا آپ کا قول مجمل تھا جو پہلے سے کسی کتاب آسمانی میں درج چلا آتا تھا قرآن نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست ؎

اسی فہم لطیف کے بھروسہ پر اپنے مخالف پر طعن کرتے ہیں ذرا انصاف کریں اور اپنی ہی کتابوں کو دیکھیں کہ کیا علماء اور مفسرین امامیہ نے کلمات کی تفسیر میں صرف انہی نامہائے مبارک پر حصر تفسیر رکھا ہے میرے پاس اس وقت تین تفسیریں امامیہ کی موجود ہیں تفسیر عمدۃ البیان۔ خلاصۃ المنہج۔ مجمع البیان۔ ان میں بہت سے مختلف اقوال درج ہیں۔ پھر حیات القلوب نکال کر جلد اول صفحہ ۸۶ و ۸۷ میں روایات مختلفہ کا حوال

٭ نجفی حائری صاحب نے اپنے رسالہ تبصرۃ العقلاء میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ اہل بیت کے برابر غیر اہلبیت نہیں ہو سکتا اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ سادات کی بڑھ کر یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں۔ سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں ان کے گھر گئیں۔

اور اپنا دوسرا بازو اس کو قرار دیا ہے اور **خاتم الخلفاء** ٹھہرایا ہے وہ مجھے بھی طرح افضل سمجھیگا جس طرح خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے کیا یہ سچ نہیں ہو کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے اور جامع کمالات متفرقہ ہے پھر اگر در حقیقت میں وہی مسیح موعود ہوں

بقیہ حاشیہ: دیکھیں کہ کس قدر اقوال نقل کئے گئے ہیں اور ہر ایک کو علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ بسند صحیح از امام محمد باقر منقول است در حدیث معتبر دیگر منقول است و بسند صحیح از حضرت صادق منقول است وغیرہ وغیرہ کر کے لکھا ہے پھر مولینا صاحب جب آپ کے گھر میں ہی روایات متعددہ مختلفہ ہیں تو مہربان من آپ نے کلمات کی تفسیر میں جزم کس طرح کر لیا کہ ان سے مراد اسماء پنجتن پاک ہیں اور پھر اس پر متفق علیہ کا جملہ جڑ دیا۔ اس میں تو علماء اور مفسرین امامیہ ہی متفق نہیں اوروں کا تو کیا ذکر۔ اس کے آگے آپ ارقام فرماتے ہیں کہ تہتر مذہب کے متفق علیہ حدیثوں سے یہی ثابت ہے کہ حضرت نوح عم نے طوفان کیوقت اور حضرت ابراہیم نے الی آخرہ۔ ذرا مہربانی فرما کر تہتر مذہب کے اتفاق کا جو آنجناب نے دعویٰ کیا ہے ہر ایک مذہب والے کی ایک ایک حدیث اس مضمون کے متعلق درج فرمائیں اور ہم آپکی ان احادیث پیشکردہ میں مطابق اصول احادیث جرح بھی نہ کرینگے خواہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہوں۔ صرف مذہب والے کا نام اور حدیث کے وہ عربی الفاظ جو بقید روات درج کئے گئے ہوں معہ حوالہ کتب جسمیں وہ حدیث نقل کی گئی ہے مرحمت فرماویں۔ پھر میں اصل مطلب کیطرف عود کر کے آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ رسالہ کے سر پر یہ عبارت درج فرماتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں (اس کے رد میں اور امام حسین کی فضیلت بغیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء پر)۔ (۱) ان الفاظ کے ثبوت میں آپنے کونسا قول خدا کا ذکر کیا ہے جہاں اللہ جلشانہ نے فرمایا ہو کہ امام حسین عم افضل ہیں تمام انبیاء پر اجمالی طور یا تفصیلی طور جدا جدا انبیاء علیہم السلام کے نام ذکر کر کے۔

(۲) کسی حدیث صحیح میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ حسین افضل ہیں تمام انبیاء سے۔

(۳) امام حسین ع نے خود فرمایا ہو کہ میں افضل ہوں تمام انبیاء سے سوائے آنحضرت کے (۴) باقی آئمہ اہلبیت میں سے کسی امام نے فرمایا ہو کہ امام حسین ع افضل ہیں تمام انبیاء سابقہ سے سوائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

اب ہم آپ کا منطقی ثبوت دیکھتے ہیں کہ کہاں آپنے منطق کا صغریٰ اور کبریٰ قائم کر کے اس کا ثبوت دیا ہے ہاں (الاشارۃ تکفی للعاقل) چونکہ تمام انبیاء نے حضرت حسین علیہ السلام اور ان کے آباء کرام کو وسیلہ اپنی دعاؤں

ماسوا اس کے یہ مرتبہ فضیلت جو ہمارے خاندان کو حاصل ہے صرف انسانی روایتوں تک محدود نہیں بلکہ خدا نے اپنی پاک وحی سے اسکی تصدیق کی ہے چنانچہ وہ عزوجل ایک اپنی وحی میں جو حکایتاً عن الرسول ہے میرا نام سلمان رکھتا ہے اور فرماتا ہے سلمان منا اہل البیت علی مشرب الحسن۔ یعنی اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سلمان جو دو سلم کا موجب ہوگا یعنی دو صلح کا موجب ہوگا یہی شخص ہے اور اہل بیت میں سے ہے حسن کے مشرب پر۔ اور پھر ایک اور وحی میں فرماتا ہے الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب۔ اس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہیں سادات کا داماد بنایا اور نیز نسب عالی بھی عطا کی جسمیں خون فاطمی ملا ہوا ہے اور پھر ایک کشف میں جو براہین احمدیہ میں مندرج ہے میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میرا سر بیٹوں کی طرح حضرت فاطمہ رضی عنہا کی ران پر ہے۔ علاوہ اسکے جس شخص کو خدا نے مسیح موعود بنایا اور صدہا نشان دئے اور اسکو رسول اللہ صلعم نے ائمہ اہل بیت میں سے قرار دیا اور اسکو مظہر صفات جمیع انبیاء ٹھہرایا اسکی نسبت یہ زبان درازیاں کرنا خدا اور رسول پر حملہ کرنا ہے۔ منہ

تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہیئے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے

بقیہ حاشیہ: میں گردانا ہے۔ **نوٹ:** اس کا ثبوت ابھی آپکے ذمہ باقی ہے اور اسی کے ذریعہ سے انکی دعائیں قبول ہوئیں۔ اس لئے جس کا وسیلہ ڈالا جاتا ہے اور اس کے طفیل انبیاء علیہم السلام کی دعائیں قبول ہوتی ہیں وہ وسیلہ ضرور خدا کے نزدیک افضل ہوتا ہے ورنہ انبیاء علیہم السلام اسکو وسیلہ نہ گردانتے۔ یہ ہے آپ کی انوکھی منطق اور بوسیدہ علم کلام مثالاً۔ کیا اگر کوئی حکیم کسی مریض کو ایک نسخہ بتلادے کہ اگر تم یہ نسخہ استعمال کرو تو تم اچھے ہو جاؤگے اور تمہارا مرض سلب ہو جائیگا اور ایسا اتفاق بھی ہو جاوے کہ وہ مریض اچھا ہو جاوے تو کوئی عاقل اس سے یہ نتیجہ نکالے گا کہ وہ نسخہ افضل ہے بیمار سے۔ تعجب کا مقام ہے کہ جس الزام پر آپنے اپنے مخالف کو کوسا۔ کہ حسین سے اپنے کو افضل بتلاتے ہیں خود اس میں مبتلا ہو گئے کہ خود حسین کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت کرنے لگے پھر دعوے تو اسقدر مگر دلیل ندارد۔ آپکو چاہیئے تھا کہ فضیلت کے وہ مدارج تحریر کرتے کہ ان باتوں سے حسین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ علماء امامیہ نے حضرت علیؑ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے بالمقابل باقی صحابہ کے مدارج فضیلت قائم کئے ہیں۔ آپکو چاہیئے تھا کہ (مثالاً) تحریر کرتے کہ حضرت امام مظلوم حسینؑ عابد تھے اور اس کے بالمقابل حضرت آدم یا حضرت نوح کی عبادت اُن سے بہت کم تھی یا حضرت حسین صابر اور شاکر تھے اور اس کے بالمقابل دیگر فلاں فلاں انبیاء میں صبر اور شکر کم تھا اور اس کمی کو اس ترازو میں بھی وزن کرتے جو آپکے پاس ہے وغیرہ وغیرہ۔ جب اس قسم یا اس جیسے جو جیاں آپکے وجہ فضیلت قرار پا سکتے ہوں تمام مدارج اور اصول فضیلت بالمقابل باقی تمام انبیاء علیہم السلام کے آپ بیان فرماتے اور انکو نص یا حدیث صحیح اور تواتر اور تعامل قومی سے بھی مؤکد کرتے تب اہل حق پر ظاہر ہو جاتا کہ واقعی امام حسین افضل ہیں دیگر انبیاء پر۔ یہ خشک منطق کہ چونکہ انبیاء گذشتہ نے حسین کو وسیلہ اپنی دعاؤں میں خدا کے پاس گردانا ہے اس لئے وہ افضل ہیں ہمارے کس کام۔ اوّل تو آپ قرآن سے ثابت کریں کہ واقعی حضرت آدمؑ نے حسین کا نام لیکر اون کو وسیلہ گردانا تھا۔ اسوقت حسین کہاں تھا نام لکھا ہوا دیکھا کہاں ذکر ہے قرآن میں کہ حضرت آدم نے ساق عرش پر اسماء پنجتن لکھے ہوئے دیکھے کہاں ذکر ہے کہ آدم نے

کتاب سیف چشتیائی

یہ کتاب مجھ کو یکم جولائی ۱۹۰۲ء کو بذریعہ ڈاک ملی ہے جس کو پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے شاید اس غرض سے بھیجا ہے کہ تا وہ اس بات سے اطلاع دیں کہ انہوں نے میری کتاب اعجاز المسیح اور نیز شمس بازغہ کا جواب

بقیہ حاشیہ: دیکھ کر سمجھ بھی لیا کہ یہ حسین پانچتن پاک میرے سے چھ ہزار سال بعد پیدا ہوں گے کس نے اُن کے دل میں القاء کیا اور القاء کرنے کا ذکر قرآن میں کہاں ہے قرآن مجید میں تو صاف ہے اور ایک لطیف بیان اپنے اندر رکھتا ہے۔ دیکھو جہاں اسماء کی تعلیم کا ذکر ہے وہاں اللہ جلشانہ نے صاف فرمایا ہے کہ وعلم آدم الاسماء کلھا فقال انبئونی باسماء ھؤلاء ۔ قال یآدم انبئھم باسمائھم فلما انباھم باسماءھم ۔ مگر اس جگہ فتلقی آدم من ربہ کلمٰت صاف ہے۔ دوسرے موقعہ پر یعنے حضرت آدم کے قصہ میں قرآن شریف نے کلمات کی تفسیر کر دی ہے۔ سورۃ اعراف ربنا ظلمنا انفسنا الخ اب جس کی تصریح خود قرآن کریم نے کر دی ہو نہ کنایہ اور اشارہ سے بلکہ صاف الفاظ میں۔ اور کچھ ابہام اور شک بھی باقی نہ رہتا ہو۔ پھر ایسی معقول استدلال قرآنی کو چھوڑ کر آپ کے بابرغانی کے زعم کی پیروی کون عقلمند کر سکتا ہے۔

(میاں) سید علی ہمدانی اور طبرانی نے لکھا ہے اپنی اپنی کتابوں میں۔ اے مدعی علم و تحقیق کیا یہ لوگ معصوم تھے کہ جو کچھ انہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے واجب الاخذ ہے یا اُن پر وحی نازل ہوتی تھی یا حضرت آدم خواب میں آکر ان کو بتلا گئے تھے کہ ابتلا کے وقت میں نے یہ نام لئے تھے۔ (ام کنتم شھداء ام علی اللہ تفترون) وہ سینکڑوں سالوں کے بعد زمانہ میں ہو کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا فرمایا ہے اور منقولی روایت جس کے صحت کا کوئی معیار انکی پاس نہیں اپنی اپنی کتابوں میں درج کر دی۔

لکھ دیا ہے اور اس کتاب کے پہنچنے سے پہلے ہی مجھ کو یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ اعجاز المسیح کے مقابل پردہ ایک کتاب لکھ رہے ہیں مگر مجھ کو یہ امید نہ تھی کہ وہ میری عربی کتاب کا جواب اُردو میں لکھیں گے بلکہ مجھے یہ خیال تھا کہ چونکہ اکثر باسمجھ لوگوں نے پیر صاحب کی اس مکّارانہ کارروائی کو پسند نہیں کیا

بقیہ حاشیہ سنئے رسول خدا نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد بہت کذاب پیدا ہوں گے اور جھوٹی حدیثیں میرے نام سے روایت کرینگے پس تم کو لازم ہے کہ اس وقت حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کرو اگر موافق ہو تو لے لو ورنہ ترک کرو۔ پھر ہم بغیر اس معیار کے کسی حدیث کو کیونکر صحیح سمجھ سکتے ہیں جبکہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ معیار تصحیح حدیث تبلا دیا ہے۔ اور مولٰنا صاحب نے بھی اس حدیث کو اپنے کسی رسالہ میں ذکر کیا ہوا ہے۔ پس یہ بات کہ جو حدیث کسی کتاب میں لکھی ہو وہ درحقیقت حدیث رسول ہوگی امر مسلم نہ رہا بلکہ جو حدیث مطابق کتاب اللہ ہوگی وہ حدیث رسول ہوگی۔ دیکھیں اصول کافی کتاب العلم امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں فما وافق کتاب اللّٰہ فخذ وہ وما خالف فدعوہ کل حدیث لا یوافق کتاب اللّٰہ فھو زخرف۔ اصول کافی کے دیباچہ ہی میں نظر کریں کہ ہمارے شیخ المحدثین اپنے شیعوں کی احادیث کی نسبت کیا تحریر فرماتے ہیں۔ حرف بریں یہ کہ آپ تو ان علماء پر جن کی روایات آپنے پیش کی ہیں تبرّا بھیجتے ہیں پھر اُن سے حجت پکڑنا چہ معنی دارد۔ دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو آپ میرزا صاحب کے اصول سے بکلّی ناواقف ہیں یا عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اب آخری فیصلہ بھی ذرہ سُن لیں۔ غایۃ المقصود حصہ اول صفحہ ۱۰ سطر ۹ ملاحظہ ہو۔ جناب مولٰنا صاحب نے خود تسلیم کر دیا ہے کہ (نبوت افضل از امامت است قطعاً) اس جگہ امام حسینؑ خود واقعی امام تھے انکی نسبت کوئی استثناء ذکر نہیں فرمایا گیا پھر کس طرح یہ بات کہی جاتی ہے کہ امام حسینؑ افضل ہیں سب انبیاء سے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

خاکسار

نذر علی از پشاور ۱۹۰۲ء

جو انہوں نے لاہور میں کی تھی✝ اس لئے ندامت مذکورہ بالا کا داغ دھونے کے لئے ضرور انہوں نے یہ ارادہ کیا ہوگا کہ میرے مقابل تفسیر نویسی کے لئے کچھ طبع آزمائی کریں اور میری کتاب اعجاز المسیح کی مانند سورۃ فاتحہ کی تفسیر عربی فصیح بلیغ میں شائع کردیں تا لوگ یقین کرلیں کہ پیر جی عربی بھی جانتے ہیں اور تفسیر بھی لکھ سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ میرا یہ خیال صحیح نہ نکلا جب انکی کتاب سیف چشتیائی مجھے ملی تو پہلے تو اس کتاب کو ہاتھ میں لیکر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اب ہم انکی عربی تفسیر دیکھیں گے اور بمقابل اس کے ہماری تفسیر کی قدر و منزلت لوگوں پر اور بھی کھل جائیگی۔ مگر جب کتاب کو دیکھا گیا اور اُسکو اُردو زبان میں لکھا ہوا پایا اور تفسیر کا نام و نشان نہ تھا تب تو بے اختیار انکی حالت پر رونا آیا۔

✝حاشیہ

لاہور میں جو ایک قابل شرم کارروائی پیر مہر علیشاہ صاحب سے ہوئی وہ یہ تھی کہ انہوں نے بذریعہ ایک پُرفریب حیلہ جوئی کے اُس مقابلہ سے انکار کردیا جس کو وہ پہلے منظور کر چکے تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب میری طرف سے متواتر دنیا میں اشتہارات شائع ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے تائیدی نشانوں میں سے ایک یہ نشان بھی مجھے دیا گیا ہے کہ میں فصیح بلیغ عربی میں قرآن شریف کی کسی سورۃ کی تفسیر لکھ سکتا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ میرے بالمقابل اور بالمواجہۃ بیٹھکر کوئی دوسرا شخص خواہ وہ مولوی ہو یا کوئی فقیر گدی نشین ایسی تفسیر ہرگز لکھ نہیں سکیگا اور اس مقابلہ کے لئے پیر جی موصوف کو بھی بلایا گیا تا وہ اگر حق پر ہیں تو ایسی تفسیر بالمقابل بیٹھکر لکھنے سے اپنی کرامت دکھلا دیں یا ہمارے دعویٰ کو قبول کریں۔ تو اوّل تو پیر جی نے دُور بیٹھے یہ لاف ماردی کہ اس نشان کا مقابلہ میں کروں گا لیکن بعد اس کے انکو میری نسبت بکثرت روائتیں پہنچ گئیں کہ اس شخص کی قلم عربی نویسی میں دریا کی طرح چل رہی ہے اور پنجاب و ہندوستان کے تمام مولوی ڈر کر مقابلہ سے کنارہ کش ہو گئے ہیں تب اُس وقت پیر جی کو سوجھی کہ ہم بے موقع پھنس گئے۔ آخر حسب مثل مشہور کہ مرتا کیا نہ کرتا انکار کیلئے یہ منصوبہ تراشا کہ ایک اشتہار شائع کردیا کہ ہم بالمقابل بیٹھ کر تفسیر لکھنے کیلئے تیار تو ہیں مگر ہماری طرف سے یہ شرط ضروری ہے کہ تفسیر لکھنے سے پہلے عقاید میں بحث ہو جائے کہ کس کے عقائد صحیح اور مسلّم اور مدلّل ہیں۔ اور مولوی

یہ کتاب اگرچہ اس لائق نہ تھی کہ ایک نظر بھی اسکو دیکھ سکیں کیونکہ مولف کتاب نے جیسا کہ اسکو چاہیئے تھا بالمقابل عربی تفسیر لکھ کر اپنی معجزانہ طاقت کا کچھ ثبوت نہیں دیا اور جس فرض کو ادا کرنا تھا وہ اس قدر لمبی مدت میں بھی اسکو ادا نہیں کر سکا بلکہ مقابلہ سے منہ پھیر کر اپنی درماندگی کی نسبت اپنے ہاتھ سے **مُہر** لگادی* اور آپ **گواہی دیدی** کہ درحقیقت اعجاز المسیح خدا کی طرف سے **ایک نشان** ہے جس کی نظیر پر وہ قادر نہ ہوسکا۔ تاہم میں نے اس اردو کتاب کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بجز بیہودہ نکتہ چینیوں کے کوئی امر بھی اس میں قابل التفات نہیں اور نکتہ چینی بھی ایسی کمینہ پن اور بطالت کی کہ اگر اسکو ایک جائز اعتراض سمجھا جائے تو نہ اس سے قرآن شریف باہر رہ سکتا ہے اور نہ احادیث نبویہ اور نہ اہل ادب کی کتابوں میں سے کوئی کتاب ؀

اب نکتہ چینی کو غور سے سنو کہ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ اس کتاب اعجاز المسیح میں جو دو سو صفحہ کی کتاب ہے چند فقرے جو اکٹھا کرنے کی حالت میں چار سطر سے زیادہ نہیں ہیں ان میں سے بعض مقامات حریری اور بعض قرآن شریف سے اور بعض کسی اور کتاب سے مسروقہ ہیں اور بعض کسیقدر تغییر تبدیل کیساتھ لکھے گئے ہیں اور بعض عرب کی مشہور مثالوں میں سے ہیں یہ ہماری چوری ہوئی جو پیر صاحب نے پکڑی کہ بیس ہزار فقرہ میں سے دس باراں فقرے جن میں سے کوئی آیت قرآن شریف کی اور کوئی عرب کی مثال اور کوئی بقول اُن کے

بقیہ حاشیہ محمد حسین بٹالوی کہ جو نزول مسیح میں انہیں کے ہم عقیدہ ہیں۔ اس تصفیہ کیلئے منصف مقرر کئے جائیں پھر اگر مولوی صاحب موصوف یہ کہدیں کہ پیر جی کے عقائد صحیح ہیں اور مسیح ابن مریم کے متعلق جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہی ٹھیک ہے تو فی الفور اسی جلسہ میں یہ راقم انکی بیعت کرے اور انکے خادموں اور مریدوں میں داخل ہو جائے اور پھر تفسیر نویسی میں بھی مقابلہ کیا جائے۔ یہ اشتہار ایسا نہ تھا کہ اس کا مکر اور فریب لوگوں پر کھل نہ سکے آخر عقلمند لوگوں نے تاڑ لیا کہ اس شخص نے ایک قابل شرم منصوبہ کے ذریعہ سے انکار کر دیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد بہت سے لوگوں نے میری بیعت کی اور خود ان کے بعض مرید بھی اُن سے بیزار ہو کر بیعت میں داخل ہوئے یہانتک کہ ستر ہزار کے قریب بیعت کرنیوالوں کی تعداد پہنچ گئی اور مولویوں اور پیرزادوں اور گدی نشینوں کی حقیقت لوگوں پر کھل گئی کہ وہ ایسی کارروائیوں سے حق کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ منہ

---

* گویا ان کا نام مہر علی نہیں ہے بلکہ مُہر علی ہے کیونکہ وہ اپنے عاجز اور ساکت رہنے سے کتاب اعجاز المسیح کے اعجاز پر مُہر لگاتے ہیں۔ منہ

حریری یا ہمدانی کے کسی فقرہ سے توارد تھا۔ افسوس کہ انکو اس اعتراض کے کرتے ہوئے ذرہ شرم نہیں آئی اور ذرہ خیال نہیں کیا کہ اگر ان قلیل اور دو چار فقروں کو توارد نہ سمجھا جائے جیسا کہ ادیبوں کے کلام میں ہوا کرتا ہے اور یہ خیال کیا جائے کہ یہ چند فقرے بطور اقتباس کے لکھے گئے تو ہمیں کونسا اعتراض پیدا ہو سکتا ہے خود حریری کی کتاب میں بعض آیات قرآنی بطور اقتباس موجود ہیں ایسا ہی چند عبارات اور اشعار دوسروں کے بغیر تغییر تبدیل کے اسمیں پائے جاتے ہیں اور بعض عبارتیں ابوالفضل بدیع الزمان کی اس میں بعینہٖ ملتی ہیں تو کیا اب یہ رائے ظاہر کی جائے کہ مقامات حریری سب کی سب مسروقہ ہے بلکہ بعض نے تو ابوالقاسم حریری پر یہاں تک بدظنی کی ہے کہ اسکی ساری کتاب ہی کسی غیر کی تالیف ٹھہرائی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ فن انشاء میں کامل سمجھ کر ایک امیر کے پاس پیش کیا گیا اور امتحاناً حکم ہوا کہ ایک اظہار کو عربی فصیح بلیغ میں لکھے مگر وہ لکھ نہ سکا اور یہ امر اُس کے لئے بڑی شرمندگی کا موجب ہوا مگر تاہم وہ اُدباء میں بڑی عظمت کے ساتھ شمار کیا گیا اور اس کی مقامات حریری بڑی عزت کے ساتھ دیکھی جاتی ہے۔

حالانکہ وہ کسی دینی یا علمی خدمت کے لئے کام نہیں آسکتی کیونکہ حریری اس بات پر قادر نہیں ہو سکا کہ کسی سچے اور واقعی قصہ یا معارف اور حقائق کے اسرار کو بلیغ فصیح عبارت میں قلمبند کر کے یہ ثابت کرتا کہ وہ الفاظ کو معانی کا تابع کر سکتا ہے۔ بلکہ اُس نے اول سے آخر تک معانی کو الفاظ کا تابع کیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ وہ ہرگز اس بات پر قادر نہ تھا کہ واقعہ صحیحہ کا نقشہ عربی فصیح بلیغ میں لکھ سکے لہذا ایسا شخص جس کو معانی سے غرض ہے اور معارف حقائق کا بیان کرنا اُس کا مقصد ہو وہ حریری کے جمع کردہ ہڈیوں سے کوئی مغز حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ کسی کے کلام کا اتفاقاً خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض فقرات میں کسی سے توارد ہو جائے کیونکہ بعض محاورات ادبیہ کا کوچہ ایسا تنگ ہے کہ گویا تو اُس میں بعض اُدباء کو بعض سے توارد ہوگا اور یا ایک شخص ایک ایسے محاورہ کو ترک کریگا جو واجب الاستعمال ہے ظاہر ہے کہ جس مقام پر خصوصیات بلاغت کے لحاظ سے ایک جگہ پر مثلاً اقتحم کا لفظ اختیار کرنا ہے نہ اور کوئی لفظ تو اس لفظ پر تمام اُدباء کا بالضرور توارد ہو جائیگا اور ہر ایک کے مُنہ سے یہی لفظ نکلیگا۔ ہاں ایک جاہل غبی جو اسالیب بلاغت سے بیخبر اور فروق مفردات سے ناواقف ہے وہ اس کی جگہ پر کوئی اور لفظ بول جائیگا اور اُدباء کے نزدیک

قابل اعتراض ٹھہریگا۔ ایسا ہی ادباء کو یہ اتفاق بھی پیش آجاتا ہے کہ گو مبیّن شخص ایک مضمون کے ہی لکھنے والے ہوں جو مبیّن ہی ادیب اور بلیغ ہوں مگر بعض صورتوں کے ادائے بیان میں ایک ہی الفاظ اور ترکیب کے فقرہ پر اُن کا توارد ہو جائیگا اور یہ باتیں ادباء کے نزدیک مسلمات میں سے جنمیں کسی کو کلام نہیں۔ اور اگر غور کر کے دیکھو تو ہر ایک زبان کا یہی حال ہے اگر اردو میں بھی مثلاً ایک فصیح شخص تقریر کرتا ہی اور اُس میں کہیں مثالیں لاتا ہے کہیں دلچسپ فقرے بیان کرتا ہے تو دوسرا فصیح بھی اُسی رنگ میں کہدیتا ہے اور بجز ایک پاگل آدمی کے کوئی خیال نہیں کرتا کہ یہ سرقہ ہے انسان تو انسان خدا کے کلام میں بھی یہی پایا جاتا ہے۔ اگر بعض پُر فصاحت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں شعراء کے جاہلیت کے قصائد میں دیکھی جائیں تو ایک لمبی فہرست طیار ہوگی اور ان امور کو محققین نے جائے اعتراض نہیں سمجھا بلکہ اسی غرض سے ائمہ راشدین نے جاہلیت کے ہزارہا اشعار کو حفظ کر رکھا تھا۔ اور قرآن شریف کی بلاغت فصاحت کے لئے انکو بطور سند لاتے تھے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالےٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اُردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اُسکو لکھتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اسکے فضل کیساتھ ممکن تھا کہ اسکی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت لیکر اُن مضامین کو میں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم۔
(۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے[1] اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح روح القدس میرے دل

[1] جیسا کہ بارہا بعض امراض کے علاج کیلئے مجھے بعض ادویہ بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ پہلے مجھ سے جالینوس کی کتابوں میں لکھی گئی ہیں یا بقراط کی کتابیں ہیں۔ ایسا ہی میری انشاپردازی کا حال ہے۔ جو عبارتیں تائید کے طور پر مجھ کو خدا تعالےٰ سے معلوم ہوتی ہیں مجھے اُن میں کچھ بھی پروا نہیں کہ وہ کسی اور کتاب میں ہونگی یا کہ وہ میرے لئے اور ہر ایک کیلئے جو میرے حال سے واقف ہو معجزہ ہے اور اگر کسی کے نزدیک معجزہ نہ ہو تو اس پر پانی پینا حرام ہے جب تک بالمواجہ بیٹھکر بپابندی شرائط مشتہرہ مقابلہ نہ کرے۔ منہ

میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اس وقت میں اپنی حس سے غائب ہوتا ہوں۔ مثلاً عربی عبارت کے سلسلہ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک **بسیاری عیال** کا ترجمہ ہے اور وہ مجھے معلوم نہیں اور سلسلہ عبارت اُس کا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحی متلو کی طرح لفظ **ضفف** ڈالا گیا جس کے معنے ہیں بسیاری عیال۔ یا مثلاً سلسلہ تحریر میں مجھے ایسے لفظ کی ضرورت ہوئی جس کے معنی ہیں غم وغصہ سے چُپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دل پر وحی ہوئی کہ **وجوم**۔ ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صدہا بنے بنائے فقرات وحی متلو کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی **فرشتہ** ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض فقرات آیات قرآنی ہوتے ہیں یا اُنکے مشابہ کچھ تھوڑے تصرف سے۔ اور بعض اوقات کچھ مدت کے بعد پتہ لگتا ہے کہ فلاں عربی فقرہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بر رنگ وحی متلو القاء ہوا تھا وہ فلاں کتاب میں موجود ہے چونکہ ہر ایک چیز کا خدا مالک ہے اسلئے وہ یہ بھی اختیار رکھتا ہے کہ کوئی عمدہ فقرہ کسی کتاب کا یا کوئی عمدہ شعر کسی دیوان کا بطور وحی میرے دل پر نازل کرے۔ یہ تو زبان عربی کے متعلق بیان ہے مگر اس سے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے اُن زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ جیسا کہ **براہین احمدیہ** میں کچھ نمونہ اُن کا لکھا گیا ہے اور مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہی عادت اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ نشانوں کے قسم میں سے ایک نشان ہے جو مجھے دیا گیا ہے جو مختلف پیرایوں میں امور غیبیہ میرے پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور میرے خدا کو اسکی کچھ بھی پرواہ نہیں کہ کوئی کلمہ جو میرے پر بطور وحی القاء ہو وہ کسی عربی یا انگریزی یا سنسکرت کی کتاب میں درج ہو کیونکہ میرے لئے وہ غیب محض ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت سے توریت کے قصّے بیان کر کے انکو علم غیب میں داخل کیا ہے کیونکہ وہ قصّے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب تھا گو یہودیوں کیلئے وہ غیب نہ تھا۔ پس یہی راز ہے جس کی وجہ سے میں ایک دنیا کو معجزہ عربی بلیغ کی تفسیر نویسی میں بالمقابل بُلاتا ہوں ورنہ انسان کیا چیز اور ابن آدم کیا حقیقت کہ غرور

اور تکبر کی راہ سے ایک دنیا کو اپنے مقابل پر بلاوے یہ عجیب بات ہے کہ بعض اوقات بعض فقروں میں خدا تعالیٰ کی وحی انسانوں کی بنائی ہوئی صرفی نحوی قواعد کی بظاہر اتباع نہیں کرتی مگر ادنیٰ توجہ سے تطبیق ہو سکتی ہے اسی وجہ سے بعض نادانوں نے قرآن شریف پر بھی اپنی مصنوعی نحو کو پیش نظر رکھ کر اعتراض کئے ہیں مگر یہ تمام اعتراض بیہودہ ہیں۔ زبان کا علم وسیع خدا کو ہے نہ کسی اور کو۔ اور زبان جیسا کہ تغیر مکانی سے کسی قدر بدلتی ہے ایسا ہی تغیر زمانی سے بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ آج کل کی عربی زبان کا اگر محاورہ دیکھا جائے جو مصر اور مکہ اور مدینہ اور دیار شام وغیرہ میں بولی جاتی ہے تو گویا وہ محاورہ صرف و نحو کے تمام قواعد کی بیخکنی کر رہا ہے اور ممکن ہے کہ اسی قسم کا محاورہ کسی زمانہ میں پہلے بھی گذر چکا ہو۔ پس خدا تعالیٰ کی وحی کو اس بات سے کوئی روک نہیں ہے کہ بعض فقرات سے گذشتہ محاورہ یا موجودہ محاورہ کے موافق بیان کرے اسی وجہ سے قرآن میں بعض خصوصیات ہیں۔ علاوہ اس کے اس ملک میں صرفی نحوی قواعد سے بھی لوگوں کو اچھی طرح واقفیت نہیں اصل بات یہ ہے کہ جب تک زبان عرب میں پورا پورا توغل نہ ہو اور جاہلیت کے تمام اشعار نظر سے نہ گذر جائیں اور کتب قدیمہ مبسوطہ لغت جو محاورات عرب پر مشتمل ہیں غور سے نہ پڑھے جائیں اور وسعت علمی کا دائرہ کمال تک نہ پہنچ جائے تب تک عربی محاورات کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا اور نہ انکی صرف اور نحو کا باستیفاء علم ہو سکتا ہے۔ ایک نادان نکتہ چینی کرتا ہے کہ فلاں صلہ درست نہیں یا ترکیب غلط ہے اور اسی قسم کا صلہ اور اسی قسم کی ترکیب اور اسی قسم کا صیغہ قدیم جاہلیت کے کسی شعر میں نکل آتا ہے اور اس ملک میں جو لوگ علماء کہلاتے ہیں بڑی دوڑ انکی قاموس تک ہے حالانکہ قاموس کی تحقیق پر بہت جرح ہوئی ہیں اور کئی مقامات میں اس نے دھوکہ کھایا ہے۔ یہ بیچارے جو علماء یا مولوی کہلاتے ہیں انکو تو قدیم معتبر کتابوں کے نام بھی یاد نہیں اور نہ اُن کو تحقیق اور توغل زبان عرب سے کچھ دلچسپی ہے۔ مشکوٰۃ یا ہدایہ پڑھ لیا تو مولوی کہلائے اور پھر دہ بدہ پیٹ کیلئے وعظ کرنا شروع کر دیا۔ اگر وعظ سے کوئی عورت دام میں پھنس گئی تو اس سے نکاح کر لیا یا کسی گدی پر بیٹھکر تعویذ گنڈوں سے اپنا معاش چلایا۔ پس اغراض نفسانیہ کیساتھ زبان پر کیونکر احاطہ ہو سکے اور معارف قرآنیہ کیونکر حاصل ہو سکیں اور لغت عرب جو صرف نحو کی اصل کنجی ہے وہ ایک ایسا ناپیدا کنار

دریا ہے جو اس کی نسبت امام شافعی رحمۃ اللہ کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے کہ **لا یعلمہ الا نبی** یعنی اس زبان کو اور اس کے انواع اقسام کے محاورات کو بجز نبی کے اور کوئی شخص کامل طور پر معلوم ہی نہیں کر سکتا۔ اس قول سے بھی ثابت ہوا کہ اس زبان پر ہر ایک پہلو سے قدرت حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ اس پر پورا احاطہ کرنا **معجزات انبیاء** علیہم السلام سے ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ نکتہ چینی مذکورہ بالا ایک **ملہم** کے مقابل پر کہ جو عربی نویسی میں بہت سے فقرے خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور الہام کے پاتا ہی بالکل بے محل ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو اس طرح پر بھی مدد دے کہ کبھی ایک مسلسل تقریر میں کسی کتاب کا کوئی عمدہ فقرہ بطور وحی اس کے دل پر القا کر دے تو ایسا القا اس عبارت کو اعجازی طاقت سے باہر نہیں کر سکتا۔ بالخصوص جب کہ جب دوسرا شخص اس کی مثل پر قادر ہو سکے مگر اب تک کون قادر ہوا؟ اور کس نے مقابلہ کیا۔ اور خود اُدباء کے نزدیک اس قدر قلیل توارد نہ جائے اعتراض ہے نہ جائے شک بلکہ مستحسن ہے کیونکہ طریق اقتباس بھی ادبیہ طاقت میں شمار کیا گیا ہے اور ایک جزء بلاغت کی سمجھی گئی ہے جو لوگ اس فن کے رجال ہیں وہی اقتباس پر بھی قدرت رکھتے ہیں ہر ایک جاہل اور غبی کا یہ کام نہیں ہے ماسوا اس کے ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ معجزہ کے طور پر خدا تعالیٰ کی تائید سے اس انشاء پردازی کی ہمیں طاقت ملی ہے تا معارف حقائق قرآنی کو اس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں۔ اور وہ بلاغت جو ایک بیہودہ اور لغو طور پر اسلام میں رائج ہو گئی تھی اس کو کلام الٰہی کا خادم بنایا جائے اور جبکہ ایسا دعویٰ ہے تو محض انکار سے کیا ہو سکتا ہے جب تک کہ اس کی مثل پیش نہ کریں۔ یوں تو بعض شریر اور بدذات انسانوں نے قرآن شریف پر بھی یہ الزام لگایا ہے کہ اس کے مضامین توریت اور انجیل میں سے مسروقہ ہیں اور اس کی امثلہ قدیم عرب کی امثلہ ہیں جو بالفاظہا سرقہ کے طور پر قرآن شریف میں داخل کی گئی ہیں۔ ایسا ہی یہودی بھی کہتے ہیں کہ انجیل کی عبارتیں طالمود میں سے لفظ بلفظ چرائی گئی ہیں چنانچہ ایک یہودی نے حال میں ایک کتاب بنائی ہے جو اس وقت میرے پاس موجود ہے اور بہت سی عبارتیں طالمود کی پیش کی ہیں جو بجنسہٖ بغیر کسی تغیر تبدّل کے انجیل میں موجود ہیں اور یہ عبارتیں صرف

ایک دو فقرے نہیں ہیں بلکہ ایک بڑا حصہ انجیل کا ہے اور وہی فقرات اور وہی عبارتیں ہیں جو انجیل میں موجود ہیں اور اس کثرت سے وہ عبارتیں ہیں جن کے دیکھنے سے ایک محتاط آدمی بھی شک میں پڑے گا کہ یہ کیا معاملہ ہے اور دل میں ضرور کہیگا کہ کہاں تک اس کو توارد پر حمل کرتا جاؤں اور اس یہودی فاضل نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ باقی حصہ انجیل کی نسبت اُس نے ثابت کیا ہے کہ یہ عبارتیں دوسرے نبیوں کی کتابوں میں سے لی گئی ہیں اور بعینہٖ وہ عبارتیں بائبل میں سے نکال کر پیش کی ہیں۔ اور ثابت کیا ہے کہ انجیل سب کی سب سرقہ ہے اور یہ شخص خدا کا نبی نہیں ہے بلکہ ادھر اُدھر سے فقرے چرا کر ایک کتاب بنالی اور اس کا نام انجیل رکھ لیا۔ اور اس فاضل یہودی کیطرف سے یہ اس قدر سخت حملہ کیا گیا ہے کہ ابتک کوئی پادری اس کا جواب نہیں دے سکا یہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے جو ابھی ملی ہے۔ اب چونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت مسیح نے ایک یہودی اُستاد سے سبقاً سبقاً توریت پڑھی تھی اور طالمود کو بھی پڑھا تھا اس لئے ایک شکی مزاج کے انسان کو اس شبہ سے نکلنا مشکل ہے کہ کیوں اس قدر عبارتیں پہلی کتابوں کی انجیل میں بلفظہا داخل ہو گئیں اور نہ صرف وہی عبارتیں جو خدا کی کلام میں تھیں بلکہ وہ عبارتیں بھی جو انسانوں کے کلام میں تھیں مگر اس سنت اللہ پر نظر کرنے سے جسکو ابھی ہم لکھ چکے ہیں یہ شبہ ہیچ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بباعث اپنی مالکیت کے اختیار رکھتا ہے کہ دوسری کتابوں کی بعض عبارتیں اپنی جدید وحی میں داخل کرے اس پر کوئی اعتراض نہیں چنانچہ براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ہر ایک پر ظاہر ہوگا کہ اکثر قرآنی آیتیں اور بعض انجیل کی آیتیں اور بعض اشعار کسی غیر ملہم کے اس وحی میں داخل کئے گئے ہیں جو زبردست پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہے جس کے منجانب اللہ ہونے پر یہ قوی شہادت ہے کہ تمام پیشگوئیاں اُسکی آج پوری ہو گئیں اور پوری ہو رہی ہیں۔ غرض خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سے عادت ہے کہ وہ اپنی وحی کی عبارتوں اور مضمونوں کو دوسرے مقام سے بھی لے لیتا ہے اور پھر جاہلوں کو اعتراض پیدا ہوتے ہیں چنانچہ ان دنوں میں ایک اور شخص نے تالیف کی ہے جس سے وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ توریت کی کتاب پیدائش جو گویا توریت کے فلسفہ کی ایک جڑھ مانی گئی ہے ایک اور کتاب میں سے چرائی گئی ہے جو موسیٰ کے وقت میں

موجود تھی تو گویا ان لوگوں کے خیال میں موسیٰ اور عیسیٰ سب چور ہی تھے یہ تو انبیاء علیہم السلام پر شک کئے گئے ہیں مگر دوسرے ادیبوں اور شاعروں پر نہایت قابل شرم الزام لگائے گئے ہیں متنبّی جو ایک مشہور شاعر ہے اس کے دیوان کے ہر ایک شعر کی نسبت ایک شخص نے ثابت کیا ہے کہ وہ دوسرے شاعروں کے شعروں کا سرقہ ہے غرض سرقہ کے الزام سے کوئی بچا نہیں نہ خدا کی کتابیں اور نہ انسانوں کی کتابیں۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ کیا درحقیقت ان لوگوں کے الزامات صحیح ہیں؟ اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کے ملہموں اور وحی پانیوں کی نسبت ایسے شبہات دل میں لانا تو بدیہی طور پر بے ایمانی ہے اور لعنتیوں کا کام۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے لئے کوئی عار کی جگہ نہیں کہ بعض کتابوں کی بعض عبارتیں یا بعض فقرات اپنے ملہموں کے دل پر نازل کرے بلکہ ہمیشہ سے سنّت اللہ اسی پر جاری ہے۔

رہی یہ بات کہ دوسرے شاعروں اور ادیبوں کی کتابوں پر بھی یہی اعتراض آتا ہے کہ بعض کی عبارتیں یا اشعار بلفظہا یا بتغیّر ما بعض کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں تو اسکا جواب جو ایک کامل تجربہ کی روشنی سے ملتا ہے یہی ہے کہ ایسی صورتوں کو بجز توارد کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ جن لوگوں نے ہزارہا جزیں اپنی بلیغ عبارت کی پیش کر دیں انکی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ اگر پانچ سات یا دس بیس فقرات انکی کتابوں میں ایسے پائے جائیں کہ وہ یا اُن کے مشابہ کسی دوسری کتاب میں بھی ملتے ہیں تو اُن کی ثابت شدہ لیاقتوں سے انکار کر دیا جائے اسی طرح ان لوگوں کو انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ اب تک ہماری طرف سے بائیس[22] کتابیں عربی فصیح بلیغ میں بطلب مقابلہ تصنیف و شائع ہو چکی ہیں اور عربی کے اشتہارات اس کے علاوہ ہیں اور کتابوں کے نام یہ ہیں۔ تبلیغ[1]۔ نور الحق حصہ اول[2]۔ نور الحق حصہ ثانی[3]۔ اتمام الحجہ[4]۔ خطبہ الہامیہ[5] الہدیٰ[6]۔ اعجاز المسیح[7]۔ کرامات الصادقین[8]۔ سر الخلافہ[9]۔ انجام آتھم[10]۔ نجم الہدیٰ[11]۔ منن الرحمٰن[12] حمامۃ البشریٰ[13]۔ تحفہ بغداد[14]۔ البلاغ[15]۔ ترغیب المومنین[16]۔ لجۃ النور[17]*۔ اس قدر تصانیف عربیہ جو مضامین دقیقہ علمیہ حکمیہ پر مشتمل ہیں۔ بغیر ایک کامل علمی وسعت کے کیونکر انسان انکو انجام دے سکتا ہے

* رسالہ عربیہ حقیقۃ المہدی[18]۔ رسالۃ الطاعون[19]۔ القصائد[20]۔ قصیدہ[21] رسالہ ہذا۔ ایک[22] رسالہ عربی بطور خط ہمراہ نظم اردو ممانعت جہاد مورخہ ۷ جون ۱۹۰۰ء

کیا یہ تمام علمی کتابیں حریری یا ہمدانی کے سرقہ سے طیار ہوگئیں اور ہزارہا معارف اور حقائق دینی و قرآنی جو ان کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ حریری اور ہمدانی میں کہاں ہیں۔ اس قدر بے شرمی سے مُنہ کھولنا کیا انسانیت ہے۔ یہ لوگ اگر کچھ شرم رکھتے ہوں تو اس شرمندگی سے جیتے ہی مرجائیں کہ جس شخص کو جاہل اور علم عربی سے قطعاً بے خبر کہتے تھے اُس نے تو اس قدر کتابیں فصیح بلیغ عربی میں تالیف کر دیں مگر خود اُنکی استعداد اور لیاقت کا یہ حال ہے کہ قریباً دس برس ہونے لگے برابر اُن سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایک کتاب ہی بالمقابل اِن کتابوں کے تالیف کر کے دکھلائیں مگر کچھ نہیں کر سکے صرف مکہ کے کفار کی طرح یہی کہتے رہے کہ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ کہ اگر ہم چاہیں تو اس کی مانند کہہ دیں لیکن جس حالت میں انکو گالیاں دینے کیلئے تو خوب فرصت ہے تو پھر کیا وجہ کہ ایک عربی رسالہ کے تالیف کے لئے فرصت نہیں ہے اور جس حالت میں ہزاروں اشتہار گالیوں کے چھاپ کر شائع کر رہے ہیں تو پھر کیا وجہ کہ عربی کتاب کے چھاپنے کیلئے ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں خیال نہیں کرتا کہ کوئی عاقل ایسے عذرات ان کے قبول کر سکے اور صرف چند فقرے بیس ہزار فقروں میں سے پیش کر کے یہ کہنا کہ یہ مسروقہ ہیں یہ اِس درجہ کی بے حیائی ہے جو بجز پیر مہر علی شاہ کے کون ایسا کمال دکھلا سکتا ہے۔

اے نادان! اگر علمی اور دینی کتابیں جو ہزارہا معارف اور حقائق پر مندرج ہوتی ہیں صرف فرضی افسانوں کی عبارتوں کے سرقہ سے تالیف ہو سکتی ہیں تو اس وقت تک کس نے آپ لوگوں کا مُنہ بند کر رکھا ہے کیا ایسی کتابیں بازاروں میں ملتی نہیں ہیں جن سے سرقہ کر سکو۔ اُن لعنتوں کو کیوں آپ لوگوں نے ہضم کیا جو درحالت سکوت ہماری طرف سے آپکے نذر ہوئیں اور کیوں ایک سورۃ کی بھی تفسیر عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے شائع نہ کر سکے تا دنیا دیکھتی کہ کسقدر آپ عربی دان ہیں سا گر آپکی نیت بخیر ہوتی تو میرے مقابل تفسیر لکھنے کیلئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے۔ نادر و نگو بے حیا کا مُنہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ خیر تمام دنیا اندھی نہیں ہے آخر سوچنے والے بھی موجود ہیں۔ ہم نے کئی مرتبہ یہ بھی اشتہار دیا کہ تم ہمارے مقابلہ پر کوئی عربی رسالہ لکھو پھر عربی زبان جاننے والے اُس کے منصف

ٹھہرائے جائیں گے پھر اگر تمہارا رسالہ فصیح بلیغ ثابت ہوا تو میرا تمام دعویٰ باطل ہو جائیگا اور میں اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تمہاری تفسیر لفظاً و معناً اعلیٰ ثابت ہوئی تو اسوقت اگر تم میری تفسیر کی غلطیاں نکالو تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام دوں گا۔ غرض بیہودہ نکتہ چینی سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بذریعہ تفسیر عربی اپنی عربی دانی ثابت کرو۔ کیونکہ جس فن میں کوئی شخص دخل نہیں رکھتا اُس فن میں اسکی نکتہ چینی قبول کے لائق نہیں ہوتی۔ معمار معمار کی نکتہ چینی کر سکتا ہے اور حداد حداد کی مگر ایک خاکروب کو حق نہیں پہنچتا کہ ایک دانا معمار کی نکتہ چینی کرے۔ آپ کی ذاتی لیاقت تو یہ ہے کہ ایک سطر بھی عربی نہیں لکھ سکتے چنانچہ سیف چشتیائی میں بھی آپ نے چوری کے مال کو اپنا مال قرار دیا تو پھر اس لیاقت کے ساتھ کیوں آپ کے نزدیک شرم نہیں آتی۔ اے بھلے آدمی پہلے اپنی عربی دانی ثابت کر پھر میری کتاب کی غلطیاں نکال اور فی غلطی ہم سے پانچروپیہ لے اور بالمقابل عربی رسالہ لکھکر میرے اس کلامی معجزہ کا باطل ہونا دکھلا۔ افسوس کہ دس برس کا عرصہ گذر گیا کسی نے شریفانہ طریق سے میرا مقابلہ نہیں کیا۔ غایت کار اگر کیا تو یہ کیا کہ تمہارے فلاں لفظ میں فلاں غلطی ہے اور فلاں فقرہ فلاں کتاب کا مسروقہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ جبتک خود انسان کا صاحب علم ہونا ثابت نہ ہو کیونکر اسکی نکتہ چینی صحیح مان لی جائے کیا ممکن نہیں کہ وہ خود غلطی کرتا ہو اور جو شخص بالمقابل لکھنے پر قادر نہیں وہ کیوں کہتا ہے کہ کتاب میں بعض فقرے بطور سرقہ ہیں اگر سرقہ سے یہ امر ممکن ہے تو کیوں وہ مقابل پر نہیں آتا اور لومڑی کیطرح بھاگا پھرتا ہے اے نادان اول کسی تفسیر کو عربی فصیح میں لکھنے سے اپنی عربی دانی ثابت کر پھر تیری نکتہ چینی بھی قابل توجہ ہو جاویگی ورنہ بغیر ثبوت عربی دانی کے میری نکتہ چینی کرنا اور کبھی سرقہ کا الزام دینا اور کبھی صرفی نحوی غلطی کا۔ یہ صرف گوہ کھانا ہے۔ اے جاہل بیحیا اوّل عربی بلیغ فصیح میں کسی سورۃ کی تفسیر شائع کر پھر تجھے ہر ایک کے نزدیک حق حاصل ہوگا کہ میری کتاب کی غلطیاں نکالے یا مسروقہ قرار دے۔ جو شخص ہزارہا جز عربی بلیغ فصیح کی لکھ چکا ہے نہ صرف بیہودہ طور پر بلکہ معارف حقیقی کے بیان میں تو کیا صرف انکار سے اس کا جواب ہو سکتا ہے یا جبتک کام کے مقابل پر کام نہ دکھلایا جاوے صرف زبان کی بک بک حجت ہو سکتی ہے اور اسباب سے کونسی لیاقت ثابت

ہو سکتی ہے کہ صرف منہ سے یہ کہدیں کہ یہ کتاب غلط ہے یا فلاں کتاب سے بعض فقرے اس کے چرائے گئے ہیں بھلا اس سے اپنا کمال کیا ثابت ہوا اور اگر کمال ثابت نہیں تو کیونکر قبول کیا جائے کہ نکتہ چینی صحیح ہوگی۔ بلکہ جو شخص ایسے لائق اور کامل انسانوں پر اعتراض کرتا ہے کہ جو لوگ اپنے کمال کا کچھ نمونہ دکھادیتے ہیں اُس سے زیادہ کوئی دیوانہ اور پاگل نہیں ہوتا۔ اگر انسان ایسا سلطان القلم ہو جائے کہ امور علمیہ اور حکمیہ کو انواع اقسام کی رنگین عبارتوں اور بلیغ فصیح استعارات میں ادا کر سکے اور اُسکو موہبت الٰہیہ سے نظم اور نثر میں ایک ملکہ ہو جائے اور تکلف اور عجز باقی نہ رہے تو پھر ایسے کمال تام کی حالت میں اگر اُس کی عبارتوں میں مناسب مقاموں اور محلوں میں بعض آیات قرآنی آجائیں یا متقدمین کے بعض امثال یا فقرات آجائیں تو جائے اعتراض نہ ہوگا کیونکہ اسکی طلاقت لسانی کا کمال ایک ثابت شدہ امر ہے جو دریا کی طرح بہتا اور ہوا کی طرح چلتا ہے وہ لعنتی کیڑا ہے نہ آدمی جو خود بے ہنر ہو کر ایسے شخص کی بلاغت اور فصاحت پر اعتراض کرے جس نے بہت سی عربی کتابیں تالیف کر کے بلیغ فصیح عبارت کا معجزہ ثابت کر دکھایا اور ظاہر کر دیا کہ اس کو بلیغ عبارت کی آمد کا معجزہ بحر ذخار کیطرح دیا گیا ہے۔ اس قسم کے خبیث طبع ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں جو خدا کی کلام پر بھی اعتراض کرتے ہوئے نہیں ڈرے اور باوجود تہی مغز ہونے کے نکتہ چینی سے باز نہ آئے۔ مثلاً جن خبیث لوگوں نے اعتراض کیا کہ قرآن شریف کی سورۃ اقتربت الساعۃ وانشق القمر کے بعض فقرات دیوان امراء القیس کے ایک قصیدہ کا اقتباس ہے یعنی وہ فقرات اس سے لئے گئے ہیں انکو یہ خیال آنا چاہیئے تھا کہ قرآن شریف کے وہ تمام قصے پہلی کتابوں کے جو نہایت رنگین عبارت میں بیان کئے گئے ہیں اور وہ الہیات کے معارف حقائق جو اس میں معجزانہ عبارت میں بیان کئے گئے ہیں وہ عرب کے کس شاعر کی کلام کا اقتباس ہے پس ایسے شخص اندھے ہیں نہ سوچا کئے جو اس کمال کو نہیں دیکھتے جو ایک دریا کی طرح بہتا ہے اور ایک دو فقرہ میں توارد پا کر بدظنی پیدا کرتے ہیں یہ لوگ اسی مادہ کے آدمی ہیں جیسا کہ وہ شخص تھا جس کی منہ سے فتبارك الله احسن الخالقین نکلا تھا اور اتفاقاً وہی آیت نازل ہوگئی تب وہ مرتد ہوگیا کہ میرا ہی فقرہ قرآن میں داخل کیا گیا۔ اب پیر مہر علی شاہ صاحب کی کرتوت کو دیکھنا چاہیئے کہ خود

تو بمقابلہ ساڑھے باراں جزکی کتاب کے ایک جزبھی نہ لکھ سکے اور اتنی ضخیم کتاب میں سے دوچار فقرے پیش کردیئے کہ یہ فلاں کتاب میں موجود ہیں۔ اب سوچو کہ یہ کس قدر کمینگی ہے۔ کیا کوئی اہل ادب اس کو پسند کرے گا۔ ادیب جانتے ہیں کہ ہزارہا فقرات میں سے اگر دوچار فقرات بطور اقتباس ہوں تو اُن سے بلاغت کی طاقت میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ اس طرح کے تصرّفات بھی ایک طاقت ہے دیکھو سبعہ مُعلّقہ کے دو شاعروں کا ایک مصرعہ پر توارد ہے اور وہ یہ ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے یقولون لا تھلك اسًی و تجمّل

اور دوسرا شاعر کہتا ہے یقولون لا تھلك اسًی و تجلّد

اب بتلاؤ کہ ان دونوں میں سے چور کون قرار دیا جائے۔ نادان انسان کو اگر یہ بھی اجازت دی جائے کہ وہ پورا کرہی کچھ لکھے تب بھی وہ لکھنے پر قادر نہیں ہوسکتا کیونکہ اصلی طاقت اُس کے اندر نہیں مگر وہ شخص جو مسلسل اور بے روک آمد پر قادر ہے اس کا تو بہرحال یہ معجزہ ہے کہ امور علمیہ اور حکمیہ اور معارف حقائق کو بلا توقف رنگین اور بلیغ فصیح عبارتوں میں بیان کردے گو محل پر چسپاں ہو کر دس ہزار فقرات بھی کسی غیر کی عبارتوں کا اسکی تحریر میں آجائے کیا ہر یک نادان غبی بلید ایسا کرسکتا ہے اور اگر کرسکتا ہے تو کیا وجہ کہ باوجود اتنی مدّت مدید گزرنے کے پیر مہر علیشاہ صاحب کتاب اعجاز المسیح کی مثل بنانے پر قادر نہ ہوسکے اور نہایت کار کام یہ کیا کہ دوسو صفحہ کی کتاب میں سے کہ جو چار ہزار سطر اور ساڑھے باراں جزہے ایسے دوچار فقرے پیش کردیئے کہ وہ بعض امثلہ مشہورہ سے یا مقامات وغیرہ کے بعض فقرات سے توارد رکھتے ہیں یا مشابہ ہیں بھلا بتلاؤ کہ اس میں انہوں نے اپنا کمال کیا دکھلایا یا ایک منصف انسان سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص نے اتنی مدت تک موقعہ پاکر اپنے گوشۂ خلوت میں دوچار ورق تک بھی اعجاز المسیح کا نمونہ پیش نہیں کیا تو وہ لاہور کے مقابلہ پر اگر اتفاق ہوتا کیا لکھ سکتا تھا وہ پیر فرتوت

جو اس قدر سہارے کے ساتھ بھی اُٹھ نہ سکا وہ بے سہارے کیونکر اُٹھ سکتا یقیناً سمجھو کہ پیر مہر علی شاہ صاحب محض جھوٹ کے سہارے سے اپنی کورِ مغزی پر پردہ ڈال رہے ہیں اور وہ نہ صرف دروغگو ہیں بلکہ سخت دروغگو ہیں اُن کا یہ آخری جھوٹ بھی ہمیں کبھی نہ بھولے گا جس پر انہوں نے دوبارہ اس کتاب میں بھی اصرار کیا کہ میں لاہور میں وعدہ کے موافق آیا مگر تم قادیان سے باہر نہ نکلے لیکن جن لوگوں نے ان کا اشتہار دیکھا ہوگا وہ اگر چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ انہوں نے کمال روبہ بازی سے مقابلہ سے گریز اختیار کی تھی کیا یہ دیانت کا طریق تھا کہ پیر مہر علی صاحب نے اپنے اشتہار میں لکھا کہ میں بالمقابل تفسیر عربی فصیح میں لکھنے کے لئے لاہور پہنچ گیا ہوں مگر میری طرف سے یہ شرط ہے کہ اول اختلافی عقائد میں زبانی گفتگو ہو اور مولوی محمد حسین منصف ہوں۔ پھر اگر منصف مذکور یہ بات کہہ دے کہ عقائد پیر مہر علی شاہ کے درست اور صحیح ہیں اور انہوں نے اپنے عقائد کا خوب ثبوت دے دیا ہے تو فریق مخالف یعنی مجھ پر لازم ہوگا کہ بلا توقف پیر مہر علی شاہ سے بیعت کروں پھر بعد اس کے تفسیر نویسی کا بھی مقابلہ ہو جائے گا۔ اب دیکھو یہ کس قدر مکاری ہے جبکہ مولوی محمد حسین اور پیر مہر علیشاہ صاحب **نزول مسیح** اور **صعود مسیح** کے عقیدہ میں اتفاق رکھتے ہیں تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ مولوی محمد حسین کے مُنہ سے یہ نکلتا کہ مہر علی کے عقائد صحیح نہیں ہیں یا اُس کے دلائل باطل ہیں جبکہ دونوں کے عقائد ایک ہیں تو پھر وہ پیر مہر علی کی **تکذیب** کیونکر کر سکتا تھا ہاں **بلاغت فصاحت** کے امور میں جس کو اہل اسلام و غیر اہل اسلام جانچ سکتے ہیں کسی دشمن سے بھی دلیری نہیں ہو سکتی کہ ایسے فریق کو اعلیٰ درجہ کا **سارٹیفکیٹ** عطا کرے جس کی عبارت گندی اور بودی اور اغلاط نحوی صرفی سے بھری ہوئی ہو۔ سو کتاب **اعجاز المسیح** کی اشاعت سے پیر مہر علیصاحب کو دوبارہ موقعہ دیا گیا تھا کہ وہ اگر ممکن ہو تو اب بھی اپنی علمی لیاقت سے میری اس شان کو **کالعدم** کر دیں جس سے صدہا آدمی سلسلہ بیعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ مگر وہ بالکل اُس گونگے کی طرح رہ گئے جس پر اشارہ سے بات

کرنا بھی مشکل ہوتا ہے اور اگر کیا تو یہ کیا کہ دو چار فقرے دو سو صفحہ کی کتاب میں سے پیش کر دئے کہ یہ مقامات حریری وغیرہ کے چند فقرات کا سرقہ ہے اور صرف ایک یا دو سہو کاتب کو صرفی نحوی غلطی قرار دے دیا اور اپنی جہالت سے بعض بلیغ اور صحیح ترکیبوں کو یوں ہی غیر فصیح اور غلط سمجھ لیا ہے۔ یہ ہیں گدی نشین اس ملک کے جنہوں نے خواہ مخواہ **مولویت** کا دم بھر کر ہمیشہ کے لئے ایک سیاہ داغ اپنے چہرے پر لگا لیا ✱ مگر چونکہ پیر مہر علی صاحب نے مجھے مفتری

✱ **حاشیہ** میں نے ابھی اسی قدر مضمون لکھا تھا کہ مجھے آج ۲۶۔ جولائی ۱۹۰۲ء کو موضع بھیں سے میاں شہاب الدین دوست مولوی محمد حسن بھیں کا خط ملا جس میں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ میں پیر مہر علی شاہ کی کتاب دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اتفاقاً ایک آدمی مجھ کو ملا جس کے پاس کچھ کتابیں تھیں اور وہ مولوی محمد حسن کے گھر کا پتہ پوچھتا تھا اور استفسار پر اُس نے بیان کیا کہ محمد حسن کی کتابیں پیر صاحب نے منگوائی تھیں اور اب واپس دینے آیا ہوں میں نے وہ کتابیں جب دیکھیں تو ایک اُن میں اعجاز المسیح تھی جس پر محمد حسن متوفی نے اپنے ہاتھ سے نوٹ لکھے ہوئے تھے اور ایک کتاب شمس بازغہ تھی اور اس پر بھی محمد حسن مذکور کے نوٹ لکھے ہوئے تھے اور اتفاقاً اُس وقت کتاب سیف چشتیائی میرے پاس موجود تھی جب میں نے ان نوٹوں کا اس کتاب سے مقابلہ کیا تو جو کچھ محمد حسن نے لکھا تھا بلفظہا بغیر کسی تصرف کے پیر مہر علی نے بطور سرقہ اپنی کتاب میں اس کو نقل کر لیا تھا بلکہ بہ تبدیل الفاظ یوں کہنا چاہیئے کہ پیر مہر علی شاہ کی کتاب وہی مسروقہ نوٹ ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں پس مجھ کو اس **خیانت** اور **سرقہ** سے سخت حیرت ہوئی کہ کس طرح اُس نے اُن تمام نوٹوں کو اپنی طرف منسوب کر دیا۔ یہ ایسی کارروائی تھی کہ اگر مہر علی کو کچھ شرم ہوتی تو اس قسم کے سرقہ کا **راز کھلنے** سے مر جاتا نہ کہ شوخی اور **ترک حیا** سے اب تک دوسرے شخص کی تالیف کو جس میں اس کی جان گئی اپنی طرف منسوب کرنا۔ اور اس بدقسمت مردہ کی تحریر کی طرف ایک ذرہ بھی اشارہ نہ کرنا اور پھر بعد اس کے میاں شہاب الدین

ٹھیرایا ہے اور چور قرار دیا ہے اور بار بار بطور مباہلہ میرے پر لعنت بھیجی ہے اس لئے میں اپنی
بریت پبلک پر ظاہر کرنے کے لئے **تیسری دفعہ** پیر مہر علی صاحب کو موقعہ دیتا
ہوں اور وہ یہ کہ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اس رسالہ کے آخر میں اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند
عربی اشعار لکھیں گے اور پیر مہر علی صاحب سے اور نیز ایک اور شخص سے جو شیعہ ہے
اور علی حائری کے نام سے موسوم ہے ان اشعار کی مثل کا **مطالبہ** کریں گے۔ اور

بقیہ حاشیہ لکھتا ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو مہر علی کی اس خیانت کو دیکھنا چاہے اس کی یہ **قابل شرم**
چوری دکھا سکتا ہوں بلکہ اس نے خود پیر مہر علی شاہ کا دستخطی ایک کارڈ بھیجدیا ہے جس میں وہ اس
چوری کا اقرار کرتا ہے لیکن بعد اس کے یہ بیہودہ جواب دیتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں مجھے
اجازت دے دی تھی کہ اپنے نام پر اس کتاب کو چھاپ دیں لیکن یہ عذر بدتر از گناہ ہے کیونکہ
اگر اس کی طرف سے یہ اجازت تھی کہ اس کے مرنے کے بعد مہر علی اپنے تئیں اس کتاب کا
مؤلف ظاہر کرے تو کیوں مہر علی نے اس کتاب میں اس اجازت کا ذکر نہیں کیا اور کیوں
دعوٰے کر دیا کہ میں نے ہی اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ تو بے ایمانی
کا طریق ہے کہ ایک شخص وفات یافتہ کی کل کتاب کو اپنی طرف منسوب کر لیا اور اس کا نام تک
نہ لیا۔ جس حالت میں محمد حسن نے خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرکے اپنے تئیں **اعجاز المسیح** کے
ٹائٹل پیج کے مندرجہ پیشگوئی **انه تندم وتذمّر** کے موافق ایسا نامراد بنایا
کہ جان ہی دیدی اور پھر اعجاز المسیح صفحہ ۱۹۹ کی مباہلانہ دعا کا مصداق بنکر اپنے تئیں ہلاکت
میں ڈال لیا تو ایسے کشتہ مقابلہ کے احسان کا ذکر کرنا بہت ضروری تھا اور دیانت کا یہ تقاضا
تھا کہ پیر مہر علی شاہ صاف لفظوں میں لکھ دیتا کہ یہ کتاب میری تالیف نہیں ہے بلکہ
محمد حسن کی تالیف ہے اور میں صرف چور ہوں نہ یہ کہ دروغگوئی کی راہ سے خطبہ کتاب میں
اس تالیف کو اپنی طرف منسوب کرتا بلکہ چاہیئے تھا کہ اُس بد قسمت وفات یافتہ کی بیوہ کے

درخواست یہ ہے کہ ان اشعار کی برعایت تعداد و پابندی مضمون نظیر پیش کرکے پیر صاحب اپنی کرامت دکھلاویں۔ اور **علی حائری** صاحب امام حسین کی کرامت اگر ایسا کر دکھائیں اور جس قدر تعداد میں ہم نے یہ شعر لکھے ہیں اور جن مضامین کے متعلق یہ اشعار ہیں۔ اگر ان دونوں شرطوں کو بلاغت فصاحت کے پیرایہ میں یہ دونوں بزرگ یا کوئی اُن میں سے پورا کر دکھائیں گے تو ہم قبول کرلیں گے کہ اس بارے میں ہمارا **معجزہ** کا دعوےٰ باطل ہے۔

بقیہ حاشیہ گذارہ کے لئے اُس کتاب میں سے حصہ رکھ دیتا جس حالت میں محض لاف زنی کے طور پر اُس نے یہ مشہور کیا ہے کہ میں نے یہ کتاب مفت تقسیم کی ہے تو کس قدر ضروری تھا کہ وہ کتاب کے ابتدا میں لکھ دیتا کہ میں اپنا حق تو اس کتاب کے متعلق چھوڑتا ہوں لیکن چونکہ دراصل یہ کتاب محمد حسن کی تالیف ہے جس کو میں نے بطور سرقہ اپنی طرف منسوب کیا ہے اس لئے میں اُس کی بیوہ کے گذارہ کے لئے ہر فی جلد خریداروں سے مانگتا ہوں تا وہ چکّی پیسنے کی مصیبت سے بچے اور اگر وہ ایسا طریق اختیار کرتا اور فی جلد ہر وصول کرکے مصیبت زدہ بیوہ کو دیتا تو اس روسیاہی سے کسی قدر بچ جاتا مگر ضرور تھا کہ وہ اس قابل شرم چوری کا ارتکاب کرتا تا خدا تعالےٰ کا وہ کلام پورا ہو جاتا کہ جو آج سے کئی برس پہلے میرے پر نازل ہوا اور وہ یہ ہے **انی مھین من اراد اھانتک** یعنی میں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ اس شخص نے کتاب سیف چشتیائی میں میرے پر الزام سرقہ کا لگایا تھا اور سرقہ یہ کہ کتاب اعجاز المسیح کے تقریباً بیس ہزار فقرہ میں سے دو چار فقرے ایسے ہیں جو عرب کے بعض مشہور مثالیں یا مقامات حریری وغیرہ کے چند جملے ہیں جو الہامی توارد سے لکھے گئے۔

اور اپنی کرتوت اس کی اب یہ ثابت ہوئی جو محمد حسن مُردہ کا سارا مسودہ اپنے نام منسوب کرلیا اور اس بدبخت کا ذکر تک نہ کیا اب دیکھو یہ خدا تعالیٰ کا نشان ہے یا نہیں کہ دو چار

مگر شرط یہ ہے کہ اُس تاریخ سے کہ یہ رسالہ شائع ہو ٹھیک ٹھیک عرصہ بیس یوم تک اسی مقدار اور اسی بلاغت فصاحت کے لحاظ سے اور انہیں مضامین کے مقابل پر اشعار بنا کر اور طبع کرا کر ملک میں شائع کر دیں ورنہ **اخبار** کے ذریعہ سے اُن کا عجز شائع کر دیا جائے گا۔ اور ہم دوبارہ اقرار کرتے ہیں کہ اگر ان اشعار میں تاریخ معینہ کے اندر وہ ہمارا مقابلہ کر سکیں گے اور اہل علم کی شہادت سے اُن کے اشعار ہمارے اشعار کے ہم مرتبہ ہوں گے اور تعداد میں بھی برابر

بقیہ حاشیہ فقروں کا سرقہ میری طرف منسوب کرنے کے ساتھ ہی خود ایک پوری کتاب کا سارق ثابت ہو گیا اگر اس کا اعتراض صحیح تھا تو کیوں خدا تعالیٰ نے اسکو رسوا کیا اور جب لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ مہر علی نے ایک مُردہ کا مضمون چرا کر کفن دزدوں کی طرح قابل شرم چوری کی ہے اور بعض اس کے دوستوں نے اس کی طرف خط لکھے کہ ایسا کرنا مناسب نہ تھا تو یہ جواب دیا کہ میں نے محمد حسن مردہ سے اجازت لے لی تھی صاف ظاہر ہے کہ اگر محمد حسن مُردہ اجازت دیتا تو اپنی زندگی میں ہی دینا مسودہ اس کے پاس بھیجتا نہ یہ کہ اُس کے مرنے کے بعد اسکی بیوہ کے پاس سے منگوایا جاتا اور پھر بہر حال یہ ذکر تو کرنا چاہیئے تھا کہ میں بذات خود غربت اور علم ادب سے بے نصیب ہوں اور یہ مسودات محمد حسن مردہ کے مجھے ملے ہیں مگر کہاں ذکر کیا۔ بلکہ بڑے فخر سے دعویٰ کیا کہ یہ کتاب میں نے آپ بنائی ہے۔ دیکھو اہل حق پر حملہ کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مجھے چند فقرہ کا سارق قرار دینے سے ایک تمام و کمال کتاب کا خود چور ثابت ہو گیا اور نہ **صرف چور بلکہ کذّاب بھی** کہ ایک گندہ جھوٹ اپنی کتاب میں شائع کیا۔ اور کتاب میں لکھ مارا کہ یہ میری تالیف ہے۔ حالانکہ یہ اُس کی تالیف نہیں۔ کیوں پیر جی اب اجازت ہے کہ اس وقت ہم بھی کہہ دیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ رہا محمد حسن پس چونکہ وہ مر چکا ہے اس لئے اسکی نسبت لمبی بحث کی ضرورت نہیں وہ اپنے سزا کو پہنچ گیا۔ اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر **وہی نجاست پیر صاحب کے مونہہ** میں رکھ دی۔ میں نے کتاب اعجاز المسیح کے سر پر بطور پیشگوئی بیان کر دیا تھا کہ جو شخص اس

ہونگے تو پھر بلاشبہ ہمارا یہ دعویٰ باطل ہو جائیگا۔ کہ اعجازی طاقت جو انشاء پردازی اور نظم اور نثر میں ہے یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے جو ہمارے مسیح موعود ہونے پر ایک گواہ ہے بلکہ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر حلفی وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس عرصہ میں اسی تعداد کے لحاظ سے انہیں مضامین کی پابندی سے ان کے اشعار مقرر کردہ منصفوں کی شہادت سے جو اہل علم ہوں گے ہمارے اشعار سے فصاحت بلاغت کے رُو سے بہتر ثابت ہوں تو دونوں مخاطبین کو ایک

بقیہ حاشیہ کتاب کے جواب کا ارادہ کرے گا وہی نامراد رہیگا۔ سو اس سے زیادہ کیا نامرادی ہے کہ وہ اپنی لغو کتاب کو چھاپ ہی نہ سکا اور مر گیا اور پھر اس کے مردار کو چرا کر پیر مہر علی نے اپنی کتاب میں کھایا اور وہ بھی نامراد رہا۔ کیونکہ مہر علی کی غرض یہ تھی کہ اس کتاب کے لکھنے سے اپنی مشیخت ظاہر کرے کہ میں بھی عربی خوان ہوں اور ادیب ہوں مگر بجائے ناموری کے اس کا چور ہونا ثابت ہُوا۔ کون اس سے تعجب نہیں کریگا کہ چور بھی ایسا دلیر چور نکلا کہ مردہ کی ساری کتاب کو نگل گیا اور ڈکار نہ لیا اور محمد حسن بد قسمت کا ایک دفعہ بھی ذکر نہ کیا۔ اور ایک **دوسرا نشان** یہ ہے کہ اسی کتاب اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۹۹ میں میں نے یہ دُعا کی تھی رب ان کنت تعلم ان اعدائی ھم الصادقون المخلصون فاھلکنی کما تُھلك الکذّابون۔ وان کنت تعلم انی منك ومن حضرتك فقم لنصرتی۔ ترجمہ یعنی اے میرے خدا اگر تُو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے ہیں اور مخلص ہیں پس تو مجھے ہلاک کر جیسا کہ تُو جھوٹوں کو ہلاک کرتا ہے اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں تو دشمن کے مقابل پر میری مدد کرنے کے لئے تُو کھڑا ہو جا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اس کتاب اعجاز المسیح کے شائع ہونے کے بعد محمد حسن بھیں مقابلہ کے لئے میدان میں نکلا۔ اس لئے بموجب اس مباہلہ کی دُعا کے مارا گیا۔

ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا ان کا اختیار ہے کہ یہ انعام کسی بینک میں پہلے جمع کرا دیں۔ اب بالخصوص میاں مہر علی صاحب کو اس مقابلہ سے بالکل نہیں ڈرنا چاہیئے کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ سرقہ کے ذریعہ سے نظم اور نثر طیار ہو سکتی ہے تو گویا اب انکو اس کام کی کُل ہاتھ آگئی ہے سو اب یقین ہے کہ اس کُل کی وجہ سے انکی تمام بزدلی دُور ہو جائیگی بلکہ وہ اس لائق بھی ہو جائیں گے کہ بالمقابل حوصلہ کر کے کسی سورۃ کی تفسیر بھی لکھ سکیں کیونکہ اب تو بات

بقیہ حاشیہ اب ہم اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ درحقیقت پیر مہر علی صاحب نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں جس کو درحقیقت طنبور چشتیائی کہنا چاہیئے اپنی طرف سے اور اپنے دماغ سے کام لے کر کچھ نہیں لکھا بلکہ اس میں تمام و کمال چوری کا سرمایہ جمع کر دیا اور چوری بھی مردہ کے مال کی جو ہر طرح قابل رحم تھا مفصلہ ذیل ثبوت پیش کرتے ہیں۔

نقل خط میاں شہاب الدین ساکن بھیں

پہلے ہم صفائی بیان کے لئے لکھنا چاہتے ہیں کہ میاں شہاب الدین جن کا نام عنوان میں درج ہے یہ محمد حسن متوفی کے دوست ہیں اور علاوہ اس کے یہ اس بدقسمت وفات یافتہ کے ہمسایہ بھی ہیں اور اس کے اسرار سے واقف۔ اور انہیں کی کوشش سے پیر مہر علی شاہ کے سرقہ کا مقدمہ برآمد ہُوا اور بڑی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ اس کی کتاب سیف چشتیائی مال مسروقہ ہے اور اس میں مہر علی کی عقل اور علم کا کچھ بھی دخل نہیں اور بجز اس کے کہ وہ اس کارروائی سے نہ صرف جرم سرقہ کا مرتکب ہوا بلکہ اس نے اس شیخی کو حاصل کرنے کیلئے بہت قابل شرم جھوٹ بولا اور اپنی کتاب سیف چشتیائی میں **اُس مُردہ بدقسمت** کا نام تک نہیں لیا اور بڑے زور اور دعویٰ سے کہا کہ اس کتاب کا میں مؤلف ہوں چنانچہ نقل خطوط یہ ہے۔

پہلے خط کی نقل

مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت اقدس جناب مرزا جی صاحب دام برکاتکم و فیوضکم۔

بہت سہل ہوگئی دوسرے لوگوں کی عبارتیں چرالیں اور تفسیر کو لکھ مارا۔ لیکن اول ہم اُن اشعار کے مقابل پر ان بزرگوں کی علمی طاقت کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر اس نمونہ میں پیر مہر علی صاحب نے اپنی کرامت دکھلا دی تو پھر یقین ہے کہ وہ تفسیر نویسی میں بھی گذشتہ بزدلی کو دور کرکے سیدھی نیت سے میرے مقابل پر آجائیں گے لیکن کل کے دن جبکہ ہمیں موضع بھیں سے پیر مہر علی کی اس کرتوت پر اطلاع ہوئی جس کی تفصیل حاشیہ میں درج ہے تب سے ہم ایسا

بقیہ حاشیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اما بعد آپ کا خط رجسٹری شدہ آیا دل غمناک کو تازہ کیا روئداد معلوم ہوئی۔ حال یہ ہے کہ محمد حسن کا مسودہ علیحدہ تو خاکسار کو نہیں دکھایا گیا کیونکہ اس کے مرنے کے بعد اس کی کتابیں اور سب کاغذات جمع کرکے مقفل کئے گئے ہیں شمس بازغہ اور اعجاز المسیح پر جو مذکور نے نوٹ کئے تھے وہ دیکھے ہیں اور وہی نوٹ گولڑی ظالم نے کتابیں منگوا کر درج کر دئے ہیں اپنی لیاقت سے کچھ نہیں لکھا۔ اب محمد حسن کا والد وغیرہ میرے تو جانی دشمن بن گئے ہیں۔ کتابیں تو بجائے خود ایک ورقہ تک نہیں دکھاتے۔ پہلے بھی دیکھنے کا ذریعہ یہ ہوا تھا کہ جب گولڑی نے کتابیں یعنی شمس بازغہ اور اعجاز المسیح محمد حسن کے والد سے منگوائیں اور فارغ ہو کر واپس روانہ کیں تو چونکہ وہ حامل کتب اجنبی تھا اس لئے بھول کر میرے پاس مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ مولوی محمد حسن کا گھر کدھر ہے میں نے پوچھا کہ کیا کام کہنے لگا کہ مہر علی شاہ نے مجھکو کتابیں دیکر روانہ کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے والد کو یہ کتابیں شمس بازغہ اور اعجاز المسیح دے آ پھر میں نے کتابیں لیکر دیکھیں تو ہر صفحہ ہر سطر پر نوٹ ہوتے ہوئے دیکھے میرے پاس سیف چشتیائی بھی موجود تھی عبارت کو ملایا تو بعینہٖ وہ عبارت تھی۔ آپ کا حکم منظور لاکن محمد حسن کا والد کتابیں نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میرے رُوبرو بے شک دیکھ لو مگر مہلت کے واسطے نہیں دیتا خاکسار معذور ہے کیا کرے۔ دوسری+ مجھ سے

+ پھر بعد اس کے محمد حسن کے بیٹے نے جو اصل وارث ہے مبلغ ۲ روپے لیکر یہ دونوں کتابیں جن پر محمد حسن متوفی کے نوٹ درج ہیں میرے معتبر کو دیدیں اور اب وہ میرے پاس موجود ہیں جن کو پیر مہر علی کی چوری ایسی کھلتی ہے جیسا کہ کوئی چور عین نقب لگاتے وقت پکڑا جائے فالحمد للہ علیٰ ذالک

نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون ۱۷ منہ

سمجھتے ہیں کہ گویا پیر صاحب فوت ہو گئے اور اب انکو مخاطب کرنا بھی اُن کو وہ عزت دینا ہے جس کے وہ ہرگز لائق نہیں ہیں لیکن ہم نے مناسب دیکھا کہ ایک شروع کئے ہوئے مضمون کو انجام دے دیں اور حاشیہ کے پڑھنے سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ جسقدر پیر مہر علی نے اعجاز المسیح پر نکتہ چینی کی ہے یا جو شمس بازغہ پر نکتہ چینی ہے یہ اس کی طرف سے نکتہ چینی نہیں ہے بلکہ اصل نکتہ چینی کرنے والا محمد حسن بھیں ہے اور جب وہ دونوں کتابوں پر نکتہ چینی کر چکا

بقیہ حاشیہ ایک غلطی ہو گئی کہ ایک خط گولڑی کو بھی لکھا کہ تم نے خاک لکھا کہ جو کچھ محمد حسن کے نوٹ تھے وہی درج کر دئے اسواسطے گولڑی نے محمد حسن کے والد کو لکھا ہے کہ ان کو کتابیں مت دکھاؤ کیونکہ یہ شخص ہمارا مخالف ہے اب مشکل بنی کہ محمد حسن کا والد گولڑی کا مُرید ہے اور اس کے کہنے پر چلتا ہے مجھ کو نہایت افسوس ہے کہ میں نے گولڑی کو کیوں خط لکھا جس کے سبب سے سب میرے دشمن بن گئے۔ براہ عنایت خاکسار کو معاف فرماویں کیونکہ خالی میرا آنا مفت کا خرچ ہے اور کتابیں وہ نہیں دیتے۔ فقط

خاکسار شہاب الدین از مقام بھیں تحصیل چکوال

دوسرے خط کی نقل

مکرمی معظمی و مولائی جناب مولوی عبدالکریم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد خاکسار خیریت سے ہے آپ کی خیریت مطلوب۔ میں آنے سے کچھ انکار نہ کرتا لاکن کتابیں نہیں دیتے جن پر نوٹ ہیں یعنے شمس بازغہ اور اعجاز المسیح سیف چشتیائی میں جتنی سخت زبانی ہے اکثر محمد حسن کی ہے اسی وجہ سے اسکی موت کا .... نمونہ ہوا .... اب میرے خط لکھنے سے گولڑی خود اقراری ہے چنانچہ یہ کارڈ گولڑی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جو اس نے مولوی

تو اُس نے میری کتاب کے حاشیہ پر مباہلہ کی دعا لکھی یعنی یہ کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے اس کیلئے خدا تعالیٰ کی لعنت ہو اور اُس کا قہر مانگا اور اب تک وہ دعا مباہلہ کتاب کے حاشیہ پر خاص اُسکی قلم سے درج ہے چنانچہ فی الفور دُعا قبول ہو گئی اور بعد اسکے وہ ایک سخت بیماری اور برسام میں مبتلا ہو کر چند روز میں ہی قبر میں جا پڑا اور کتاب کے چھپنے کی نوبت نہ آئی وہی مضمون اس کا پیر مہر علی نے اپنے نام سے چھپوایا اور جس پر حسب درخواست اسکی جو مباہلہ کے رنگ میں تھی خدا کا قہر گرا یعنی اپنی عزیز

بقیہ حاشیہ کرم الدین صاحب کو لکھا ہے۔ غرض گولڑی نے محمد حسن کے والد کو بہت تاکید کی ہے کہ ان کو کتابیں مت دکھاؤ یعنی اس راقم خاکسار کو۔ گولڑی کارڈ میں لکھتا ہے کہ محمد حسن کی اجازت سے لکھا گیا مگر یہ اعتراف راستبازی کے تقاضا سے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ بھید ہم پر کھل گیا اس لئے ناچار شرمندہ ہو کر اقراری ہُوا۔ دوسرے خط میں گولڑی کا کارڈ ہے جو اس نے اپنے ہاتھ سے لکھکر روانہ کیا ہے ملاحظہ ہو۔ خاکسار شہاب الدین از مقام بھیں

مولوی کرم الدین کے خط کی نقل

مکرمنا حضرت اقدس مرزا صاحب جی مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں ایک عرصے آپکی کتابیں دیکھا کرتا ہوں مجھے آپکے کلام سے تعشق ہے میں نے کئی دفعہ عالم رویاء میں بھی آپ کی نسبت اچھے واقعات دیکھے ہیں اکثر آپکے مخالفین سے بھی جھگڑا کرتا ہوں۔ اگرچہ مجھے ابھی تک جناب سے سلسلہ پیری مریدی نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں میرے خیال میں بہت احتیاط درکار ہے جب تک بالمشافہ اطمینان نہ کیا جائے بیعت کرنا مناسب نہیں ہوتا لیکن تاہم مجھے جناب سے غائبانہ محبت ہے میں نے چار پانچ یوم کا عرصہ ہُوا ہے کہ جناب کو خواب میں دیکھا ہے آپنے مجھے مبارکباد فرمائی۔

✝ اسلام میں لعنت اللہ علی الکاذبین کہنا ایک بددعا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص کاذب ہے وہ خدا کی رحمت سے نومید ہو اور اس کے قہر کے نیچے آجائے۔ اسی لئے قرآن شریف میں ایسے مردوں یا ایسی عورتوں کے لئے جن پر مجرم ہونیکا شبہ ہو اور ان پر اَور کوئی گواہ نہ ہو جس کی گواہی سے سزا دی جائے ایسی قسم رکھی ہے جو مؤکد بہ لعنت ہوتا اس کا نتیجہ وہ ہو جو گواہ کے بیان کا نتیجہ ہوتا ہے یعنی سزا اور قہر الٰہی۔ منہ

زندگی سے خلاف خواہش اپنی فوت ہوگیا اُسی کے مضمون کی چوری کی افسوس کہ اسقدر عظیم الشان معجزہ کے ظاہر ہونے کے بعد بھی پیر مہر علی اپنی شوخی سے باز نہ آیا اور وہ شخص جو اپنے مباہلہ کے اثر سے مرگیا اُسی کے پلید مال کی چوری کی۔

اب ہم بعض دوسرے اعتراضات اور شبہات پیر مہر علی شاہ صاحب کے جو درحقیقت محمد حسن متوفی کے ہیں مع جواب ذیل میں درج کرتے ہیں اور ناظرین سے امید وار ہیں کہ وہ انصافاً گواہی دیں کہ کیا

بقیہ حاشیہ ہے اور کچھ شیر ینی بھی عنایت کی ہے اور اُسوقت میرے دل میں دو باتیں تھیں جن کو آپ نے بیان کر دیا ہے اور اُسی خواب کے عالم میں مَیں یہ کہتا تھا کہ آپ کے کشف کا تو میں قائل ہو گیا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بعض باتوں کی سمجھ بھی نہیں آتی ہے اسواسطے میرا خیال ابھی تک جناب کی نسبت یکطرفہ نہیں ہے گو آپ کے صلاح و تورع کا میں قائل ہوں۔ میں نے اگلے روز آپ کی کتاب سرمہ چشم آریہ کی ابتدا میں چند اشعار فارسی اور چند اُردو پڑھے ہیں اور وہ پڑھ کر مجھے رونا آتا تھا اور کہتا تھا کہ کذابوں کی کلام میں کبھی بھی ایسا درد نہیں ہوتا۔

کل میرے عزیز دوست میاں شہاب الدین طالب علم کے ذریعہ سے مجھے ایک خط رجسٹری شدہ جناب مولوی عبد الکریم صاحب کی طرف سے ملا جس میں پیر صاحب گولڑی کی سیف چشتیائی کی نسبت ذکر تھا۔ یہاں شہاب الدین کو خاکسار نے بھی اس امر کی اطلاع دی تھی کہ پیر صاحب کی کتاب میں اکثر حصہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے اُن نوٹوں کا ہے جو مرحوم نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر اپنے خیالات لکھے تھے وہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھ سے منگوائی تھیں اور اب واپس آگئی ہیں۔ مقابلہ کرنے سے وہ نوٹ بالصلہ درج کتاب پائے گئے۔ یہ ایک نہایت سارقانہ کارروائی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھکر اپنی طرف منسوب کر لئے اور اس کا نام تک نہ لیا۔ اور طرفہ یہ کہ بعض وہ عیوب جو آپ کی کلام کی نسبت وہ پکڑتے ہیں پیر صاحب کی کتاب میں خود انکی نظیریں موجود ہیں وہ دونوں کتابیں چونکہ مولوی محمد حسن صاحب

یہ اعتراضات دیانت اور تقویٰ اور حق پرستی کی راہ سے کئے گئے ہیں یا بددیانتی اور ترک تقویٰ اور دھوکہ دہی اور ظلم اور تعصب کے طریق سے لکھے گئے ہیں اور ہم اُن کے تمام اعتراضات اسجگہ بجنسہٖ اُن کی عبارت میں ہی نقل کر دیتے ہیں تا خلاصہ کرنے کی حالت میں شبہات پیدا نہ ہوں اور وہ یہ ہیں:۔

نقل مطابق اصل از کتاب سیف چشتیائی صفحہ ۷۹ و ۸۰

”نبوت اصلیہ کے مدعی ہونیکا ثبوت اور اُس کی تردید“

بقیہ حاشیہ کے باپ کی تحویل میں ہیں اس واسطے جناب کی خدمت میں وہ کتابیں بھیجنا مشکل ہے کیونکہ اُن کا خیال آپکے خلاف میں ہے اور وہ کبھی بھی اس امر کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ہاں یہ ہوسکے گا کہ اُن نوٹوں کو بجنسہٖ نقل کر کے آپکے پاس روانہ کیا جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی خاص آدمی جناب کی جماعت سے یہاں آکر خود دیکھ جائے۔ لیکن جلدی آنے پر دیکھا جاسکیگا۔ پیر صاحب کا ایک کارڈ جو مجھے پرسوں ہی پہنچا ہے بالصلہا جناب کے ملاحظہ کیلئے روانہ کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے نوٹ انہوں نے چرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے لیکن ان سب باتوں کو میری طرف سے ظاہر فرمایا جانا خلاف مصلحت ہے۔ ہاں اگر میاں شہاب الدین کا نام ظاہر بھی کر دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ پیر صاحب کی جماعت مجھ پر سخت ناراض ہو۔ آپ دعا فرماویں کہ آپکی نسبت میرا اعتقاد بالکل صاف ہو جاوے اور مجھے سمجھ آجاوے کہ واقعی آپ ملہم اور مامور من اللہ ہیں۔ جناب مولوی عبدالکریم صاحب و مولینا مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں دست بستہ السلام علیکم عرض ہے۔ زیادہ لکھنے میں ضیق وقت مانع ہے۔ میاں شہاب الدین کی طرف سے بعد سلام علیکم مضمون واحد ہے والسلام

خاکسار محمد کرم الدین عفی عنہ از بھیں تحصیل چکوال

مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء

مولوی کرم الدین صاحب کو سہواً اس طرف خیال نہیں آیا کہ شہادت کا پوشیدہ کرنا سخت گناہ ہے جس کی نسبت اٰثِمٌ قَلْبُهٗ کا قرآن شریف میں وعید موجود ہے۔ لہٰذا تقویٰ یہی ہے کہ کسی لوم لائم کی پرواہ نہ کریں اور شہادت جو اپنے پاس ہو ادا کر دیں۔ سو ہم اس بات سے معذور ہیں جو جرم اخفاء کے ممد و معاون بنیں۔ اور مولوی کرم الدین صاحب کا یہ اخفاء خدا کے حکم سے نہیں ہے۔ صرف دل کی کمزوری ہے۔ خدا اُن کو قوت دے ۱۲ منہ المولف

"دیکھو اشتہار مذکور" (۵ نومبر ۱۹۰۱ء جس کا عنوان ہے ایک غلطی کا ازالہ) " صفحہ (۱) سطر (۱۳)
چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہیں اُن میں سے ایک
یہ وحی اللہ ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق
لیظهره علی الدین کله دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف
طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا۔ ہے۔

بقیہ حاشیہ

دوسرا خط مولوی کرم الدین صاحب بنام حکیم فضل دین صاحب معتبر ابن عاجز

مکرم معظم بندہ جناب حکیم صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ۳۱ جولائی کو لڑکا گھر پہنچ گیا۔ اسی وقت سے کار معلومہ کے نسبت اس سے کوشش شروع کی گئی پہلے تو کتابیں دینے سے اُس نے سخت انکار کیا اور کہا کہ کتابیں جعفر زٹلی کی ہیں اور وہ مولوی محمد حسن مرحوم کا خط شناخت کرتا ہے اور اس نے بتاکید مجھے کہا ہے کہ فوراً کتابیں لاہور زٹلی کے پاس پہنچا دوں لیکن بہت سی حکمت عملیوں اور طمع دینے کے بعد اسکو تسلیم کرایا گیا مبلغ چھ روپیہ معاوضہ پر آخر راضی ہوا۔ اور کتاب اعجاز المسیح کے نوٹوں کی نقل دوسرے نسخہ پر کر کے اصل کتاب جس پر مولوی مرحوم کی اپنی قلم کے نوٹ ہیں ہمدست حامل عریضہ ابلاغ خدمت ہے کتاب وصول کر کے اس کی رسید حامل عریضہ کو مرحمت فرماویں اور نیز اگر موجود ہوں تو چھ روپے بھی حامل کو دید یجئے گا تا کہ لڑکے کو دے دئے جاویں اور تا کہ دوسری کتاب شمس بازغہ کے حاصل کرنے میں وقت نہ ہو۔ کتاب شمس بازغہ کا جس وقت بجلد نسخہ آپ روانہ فرمائیں گے فوراً اصل نسخہ جس پر نوٹ ہیں اسی طرح روانہ خدمت ہوگا آپ بالکل تسلی فرماویں انشاء اللہ تعالےٰ ہرگز وعدہ خلافی نہ ہوگی۔ اس لڑکے نے کہا ہے کہ اور بھی مولوی مرحوم کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کئی ایک نوٹ ہیں۔ جو تلاش پر مل سکتے ہیں۔ جس وقت ہاتھ لگے تو ان کا معاوضہ علیحدہ اس سے مقرر کر کے نوٹ قلمی فیضی مرحوم بشرط ضرورت لے کر ارسال خدمت ہوں گے آپ شمس بازغہ کا نسخہ

؎ لڑکے سے مراد محمد حسن متوفی کا لڑکا ہے جو اس کا وارث ہے اُسی نے بقول مولوی کرم دین صاحب چھ روپے نقد لیکر دونوں کتابیں یعنی اعجاز المسیح اور شمس بازغہ جن پر محمد حسن مذکور کے دستخطی نوٹ تھے ہم کو دیدیں اور مہر علی کی پردہ دری کا یہی موجب ہوا۔ منہ المؤلف

(۱) **اقول**- یہ آیت سورۂ فتح کے رکوع اخیر میں موجود ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور آپ کے دین پاک کے غالب کر دینے کا ذکر ہے کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اگر کسی شخص کو خواب میں یا بیداری میں آیت مذکورہ سنائی دے جیسا کہ اکثر حفاظ اور شاغلین کو کثرت استعمال وخیال کے سبب سے ایسا ہوا کرتا ہے. فرض کیا بذریعہ الہام ہی سہی- تو کیا وہ شخص بشہادت اس آیت کے رسول کہلوانے کا مجاز

بقیہ حاشیہ بہت جلدی منگا کر روانہ فرماویں کیونکہ لڑکا صرف ایک ماہ کی رخصت پر گھر میں آیا ہے اس عرصہ کے انقضاء پر اس نے کتاب لاہور لے جانی ہے اور پھر کتاب کا ملنا متعذر ہو جائیگا. چکوال سے تلاش کریں شاید نسخہ مل جاوے تو مع عریضہ کے ہاتھ روانہ فرماویں اور اپنا آدمی بھی ساتھ بھیجدیں تا کہ کتاب لے جاوے امید ہے کہ میری یہ ناچیز خدمت حضرت مرزا صاحب اور آپکی جماعت قبول فرما کر میرے لئے دعاء خیر فرمائیں گے لیکن میرا التماس ہے کہ میرا نام بالفعل ہر گز ظاہر نہ کیا جاوے تا کہ پھر بھی مجھ سے ایسی مدد مل سکے- مولوی شہاب الدین کی جانب سے السلام علیکم- والسلام

خاکسار محمد کرم الدین عفی عنہ از بھیں تحصیل چکوال ۳۰ر اگست ۱۹۰۲ء

کارڈ پیر مہر علیشاہ کے کارڈ کی نقل جسمیں وہ اقرار کرتا ہے کہ کتاب سیف چشتیائی در حقیقت محمد حسن کا مضمون ہے

محبی و مخلصی مولوی کرم الدین صاحب سلامت باشند و علیکم السلام ورحمۃ اللہ- اما بعد یک نسخہ بذریعہ ڈاک یا کسے آدم معتبر فرستادہ خواہد شد- آپکو واضح ہو کہ اس کتاب (سیف چشتیائی) میں تردید متعلق تفسیر فاتحہ (یعنی اعجاز المسیح) جو فیضی صاحب مرحوم و مغفور کی ہے باجازت اُن کے مندرج ہے- چنانچہ مضامین تحریر شدہ نیز مشافہۃً جہلم میں قرار پاچکا تھا بلکہ فیضی صاحب مرحوم کی درخواست پر میں نے تحریر جواب شمس بازغہ پر مضامین منزو ریلاہور میں اُن کے پاس بھیجدئے تھے اور انکو اجازت دی تھی کہ وہ اپنے نام پر طبع کرا دیویں- افسوس کہ حیات نے وفا نہ کی اور نہ وہ میرے مضامین کو رسالہ لاہور میں بھیجسکے- آخر الامر مجھ کو ہی یہ کام کرنا پڑا- لہذا آپ سے ان کی کتابیں مستعملہ منگوا کر تفسیر کی تردید چند روز حسب اجازت سابقہ تفسیر رہ گئی آئندہ شاید آپکو یا مولوی غلام محمد صاحب کو تکلیف اٹھانی ہوگی- والسلام

۱؎ اگر اجازت سے یہ کام تھا چوری سے نہیں تھا تو کیوں کتاب میں محمد حسن کا ذکر نہیں کیا گیا کہ اسکی اجازت سے میں نے اسکے مضمون لکھے ہیں اور کیوں جھوٹ بولا گیا کہ یہ میں نے تالیف کی ہے اور کیوں اپنی کتاب میں اسکی کوئی تحریر طبع نہیں کی جس میں ایسی اجازت تھی اور کیوں اُس وقت تک خاموش رہا جبتک کہ خدا نے پردہ دری کردی اور چوری پکڑی گئی- منہ المؤلف

ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ورنہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے سننے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اور اصحاب کبار بھی ہر ایک سننے والا کیوں نہ ہو۔ جبکہ (رسولہ) کے سننے سے رسول بن گیا تو (محمد رسول اللہ) کے سننے سے محمد رسول اللہ اور (والذین معہ) کے سننے سے اصحاب کبار اور (الکفار) کے سننے سے کفار کیوں نہیں بن سکتا۔ ایسا ہی

بقیہ حاشیہ

نقل اُن نوٹوں کی جو محمد حسن نے

اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر لکھے تھے

یہ تمام نقل بعینہٖ ہمارے پاس آگئی ہے جس کو محمد حسن متوفی نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور چونکہ یہ تمام نوٹ وہی ہیں جو کتاب سیف چشتیائی میں لکھے گئے ہیں اس لئے اُن کا اس جگہ نقل کرنا طوالت سے خالی نہیں مگر اس بات کے گواہ کہ یہی وہ نوٹ ہیں جو محمد حسن نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر لکھے تھے پانچ آدمی ہیں (۱) پہلے میاں شہاب الدین جیسا کہ ان کے دونوں خطوط ہم نقل کر چکے ہیں (۲) دوسرے مولوی کرم الدین صاحب جن کا ہم سے کچھ بھی تعلق نہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ سے اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حاشیہ پر سے یہ نوٹ نقل کئے ہیں جن کا خط ہم ابھی نقل کر چکے ہیں (۳) مہر علی شاہ کا اپنے ہاتھ کا کارڈ بنام مولوی کرم الدین صاحب جو ابھی نقل ہو چکا ہے (۴) محمد حسن متوفی کا باپ جس نے وہ دونوں کتابیں میاں شہاب الدین اور مولوی کرم الدین صاحب کے حوالہ کیں جن پر محمد حسن متوفی کے نوٹ لکھے ہوئے تھے اور نیز اپنے روبرو یہ نوٹ نقل کرائے (۵) محمد حسن متوفی کا لڑکا جس نے اپنے گھر سے اس کام کے لئے کتابیں نکالیں کہ اپنے خسر کو دیوے تا وہ فروخت کرا دیوے اور جواب مفصل حاشیہ میں آ گیا ہے ان نوٹوں میں اس نے اپنی جہالت اور تعصب اور نا بکاری کی وجہ سے بہت سی قابل شرم غلطیاں کی ہیں۔ لیکن اب مُردہ کو ملامت کرنا بے فائدہ ہے

(اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ) کے سننے سے کوئی دعویٰ کرسکتا ہے کہ میں نبی و رسول ہوں اور نبی نماز و زکوٰۃ کا حکم میرے پر نازل ہوا ہے ہرگز نہیں۔ اگر یہ نہیں کرسکتا تو پھر آیت اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی کے الہام ہونے سے بروزی رسالت کو (رسولہ) کے لفظ سے کس طرح مراد لے سکتا ہے۔ بینوا و انصفوا ۔ الغرض برتقدیر تسلیم الہام بآیۃ مذکورہ کادیانی کو استحقاق رسول کہلوانے کا ہرگز نہیں پہنچتا۔ بفرض محال اگر آیۃ مذکورہ کے سننے سے (رسول) کہلوانے کے مستحق بنیں تو اسی معنے سے رسول ہونگے۔ جو معنے آیت مذکورہ میں مراد ہے یعنی رسول اصلی ورنہ دلیل دعویٰ پر منطبق نہ ہوگی۔ کیونکہ دعویٰ میں رسول ظلی اور دلیل یعنے (ارسل رسولہ) میں رسول اصلی ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا + اور نیز (رسولہ) سے رسول ظلی مراد لینے کی تقدیر پر تحریف معنوی کلام الٰہی میں لازم آویگی۔ لہذا استدلال بآیت مسطورہ بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ کادیانی رسول اصلی ہونیکا مدعی ہے۔ چنانچہ اس کا للکار کہلوانا بھی اس پر شاہد ہے کیونکہ صرف فنافی الرسول ہونا اس کا مقتضی نہیں۔

پھر اُسی اشتہار میں متصل عبارت منقولہ بالا کے لکھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ دیکھو براہین صفحہ ۵۰۴ ؎

الجواب

اوّل پیر وسوسہ پیرجی کا کہ کیوں یہ تمہاری وحی از قبیل اضغاث احلام اور حدیث النفس نہیں ہے اس کا یہی جواب ہے کہ جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک از قبیل اضغاث احلام و حدیث النفس نہیں ہے ایسا ہی

بقیہ حاشیہ اس قدر اس کے نوٹوں میں فحش غلطیاں ہیں کہ اگر اس کو جلدی سے موت نہ پکڑ لیتی تو وہ ضرور نظر کرکے اپنی غلطیوں کی حتی المقدور اصلاح کرتا۔ مگر یہ سوال کہ اس قدر جلد تر کیوں موت آگئی اس کا جواب یہی ہے کہ اس موت کی تین وجہ ہیں۔ اول تو یہی کہ اُس نے ان نوٹوں میں اپنے مُنہ سے موت مانگی اور اپنے ہاتھ سے کتاب پر لکھا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ چنانچہ جن نوٹوں میں اُس نے فریق کاذب

+ خدا کی وحی پر یہ دلیل پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ وہ اپنی کلام میں ہر ایک اختیار رکھتا ہے۔ اُس نے رسول کا لفظ اُن رسولوں کیلئے بھی استعمال کیا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کمتر تھے اور آپ کے لئے بھی جو سب سے افضل بلکہ سب کے لئے بطور اصل کے ہیں وہی رسول کا لفظ استعمال ہوا اور آیات کے معنوں میں تحریف وہ ہے جو انسان کرے نہ کہ جو خود خدا ایسا آیت کے دوسرے معنے کرے وہ بھی تحریف ہے۔ منہ المؤلف

یہ وحی بھی اُن شبہات سے پاک اور منزہ ہے۔ اور اگر کہو کہ اُس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوتی تھی معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں اور نیز ان کی پیشگوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں اور کہانیوں کے ہیں مگر یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہزارہا لوگوں کیلئے واقعات چشم دید ہیں اور اس مرتبہ اور شان کے ہیں کہ اس سے بڑھکر متصوّر نہیں یعنی دنیا میں ہزارہا انسان

بقیہ حاشیہ پر ہم دونوں فریق میں سے **لعنت** کی ہے وہ اس وقت ہمارے سامنے رکھے ہیں جو پانچ گواہوں کی شہادت سے وہی نوٹ ہیں جو اس نے اپنی قلم سے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر لکھے تھے اور خود اصل نوٹ جن کی یہ نقل اس کے باپ نے ان گواہوں کے حوالہ کی اُس کے گھر میں موجود ہے[*] جو اُس کے مباہلہ کی ایک پختہ نشانی ہے جو **باوا نانک** کے چولہ کی طرح زمانہ دراز تک یادگار رہے گی اور یہ مباہلہ جس کے بعد وہ دو ہفتہ بھی زندہ نہ رہ سکا۔ اُن لوگوں کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے جواب ہے جو کہا کرتے ہیں کہ ہم اس مباہلہ کو مانیں گے جس کے آخری نتیجہ پر دو تین ہفتہ سے زیادہ طول نہ کھنچے۔ سو اب ہم **منتظر** ہیں کہ وہ اس نشان کو مانتے ہیں یا نہیں اور عجیب تر کہ محمد حسن مباہلہ کے بعد مرا۔ اسی طرح **غلام دستگیر** قصوری کا حال ہوا تھا کہ اس نے بھی محمد حسن کی طرح میری ردّ میں ایک کتاب بنائی اور اس کا نام فتح رحمانی رکھا اور اس کے صفحہ ۲۷ میں جوش میں آکر دعا کردی جس کا یہ خلاصہ ہے کہ یا الٰہی جو شخص کاذب ہے اور جھوٹ بول رہا ہے اور سچ کو چھوڑ رہا ہے اس کو ہلاک کر آمین تب ایک مہینہ بھی اس کتاب کے لکھنے

[*] بعد اس کے وہ کتابیں محمد حسن کے بیٹے سے ہم کو مل گئیں جن پر اصل نوٹ ہیں یعنی محمد حسن کے خود دستخطی وہ نوٹ ہیں۔ منہ

اُن کے گواہ ہیں مگر گذشتہ نبیوں کے معجزات اور پیشگوئیوں کا ایک بھی زندہ گواہ پیدا نہیں ہو سکتا باستثنا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کے معجزات اور پیشگوئیوں کا میں زندہ گواہ موجود ہوں اور قرآن شریف زندہ گواہ موجود ہے اور مَیں وہ ہوں جس کے بعض معجزات اور پیشگوئیوں کے کروڑ ہا انسان گواہ ہیں۔ پھر اگر درمیان میں تعصب نہ ہو تو کون ایماندار ہے جو واقعات پر اطلاع پانے کے بعد اس بات کی گواہی نہ دے کہ درحقیقت

بقیہ حاشیہ پر نہ گذرنے پایا تھا کہ آپ ہلاک ہو گیا اکی یہ کتاب یعنی فتح رحمانی چھپی ہوئی موجود ہے دیکھو صفحہ ۲۶ و ۲۷۔ اور خدا سے ڈرو۔ یہ دونوں پنجاب کے آدمی ہیں۔ جو اپنے مُنہ سے **مباہلہ** کرکے آپ ہی مر گئے اگر یہ نشان نہیں تو معلوم نہیں ہمارے مخالفوں کے نزدیک **نشان** کس چیز کا نام ہے۔

دوسری محمد حسن کی موت کا موجب وہ پیشگوئی ہے جو اعجاز المسیح کے ٹائٹل پیج پر لکھی گئی اور وہ یہ ہے۔ من قام للجواب و تنمّر۔ فسوف یری انہ تندّم و تذمّر یعنی جو شخص اس کتاب کے جواب پر آمادہ ہو گا اور پلنگی دکھلائیگا وہ عنقریب دیکھیگا کہ اس کام سے نامراد رہا اور اپنے نفس کی ملامت گر ہوا اور اس سے بڑھکر کیا نامرادی ہو سکتی ہے کہ محمد حسن حسرت کو ساتھ ہی لے گیا اور مر گیا۔ اور اس ارادہ کو جو کہ وہ عربی کتاب کا عربی میں جواب لکھے پورا نہ کر سکا اور نہ کچھ شائع کر سکا۔ **تیسری**۔ محمد حسن کی موت کا موجب وہ دعائے **مباہلہ** ہے جو اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۹۹ میں کی گئی تھی۔ **چوتھے** محمد حسن کی موت کا موجب وہ وحی الٰہی ہے جو مدت ہوئی جو دنیا میں شائع ہو چکی یعنی یہ کہ انّی مھین من اراد اھانتک یعنی میں اس کو ذلیل کرونگا جو تیری ذلت چاہتا ہے۔ پس چونکہ اس نے اعجاز المسیح پر قلم اُٹھا کر میری ذلت کا ارادہ کیا اس لئے خدا نے اسکو ذلیل کر دیا اور اپنے منہ سے موت مانگ کر چند روز میں ہی مر گیا اور اپنی موت کو ہمارے لئے ایک نشان چھوڑ گیا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ منہ

✦ اسی طرح محی الدین لکھو کے مرنے کا حال ہوا جب اس نے یہ الہام چھپوایا کہ "مرزا صاحب فرعون" تب اسکی وفات سے پہلے میں نے اسکو بذریعہ ایک خط کے جو اگست ۱۸۹۶ء کو لکھا گیا تھا اطلاع دی کہ اب وہ فرعون کی طرح اس موسیٰ کے سامنے اپنی سزا کو پہنچیگا۔ چنانچہ انہیں دنوں اور اس کی زندگی میں وہ خط الحق سیالکوٹ میں چھپا اور پھر اسکے مرنے کے بعد اس نشان کے اظہار کیلئے وہی خط مع اسکی تاریخ وفات کے اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء میں چھاپا گیا۔ دیکھو الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۵ کالم ۲ و ۳۔ منہ

اکثر گذشتہ نبیوں کے معجزات کی نسبت یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہر ایک پہلو سے بہت **قوی** اور بہت زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی **اندھا انکار** کرے تو ہم موجود ہیں اور ہمارے گواہ موجود ہیں **ولیس الخبر کالمعائنۃ**۔ پھر جس حالت میں صدہا نبیوں کی نسبت ہمارے **معجزات** اور پیشگوئیاں **سبقت** لے گئی ہیں تو اب خود سوچ لو کہ اس وحی الٰہی کو اضغاث احلام اور حدیث النفس کہنا درحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے انکار کرنا ہے اور اگر شک ہو تو خدا تعالےٰ کا خوف کر کے **ایک جلسہ کرو** اور ہمارے معجزات اور پیشگوئیاں سُنو اور ہمارے گواہوں کی شہادت رویت جو حلفی شہادت ہوگی قلمبند کرتے جاؤ اور پھر اگر آپ لوگوں کیلئے ممکن ہو تو باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں کسی نبی یا ولی کے معجزات کو اُن کے مقابل پیش کرو لیکن نہ قصوں کے رنگ میں بلکہ رویت کے گواہ پیش کرو۔ کیونکہ قصے تو ہندوؤں کے پاس بھی کچھ کم نہیں۔ قصوں کو پیش کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ ایک گوبر کا انبار مشک اور عنبر کے مقابل پر۔ مگر یاد رکھو کہ ان معجزات اور پیشگوئیوں کی نظیر جو میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں کثرت اور کیفیت اور ثبوت کے لحاظ سے ہرگز پیش نہ کر سکو گے خواہ تلاش کرتے کرتے مر بھی جاؤ۔ پھر اگر یہ وحی جس کی تائید میں یہ نشان ظاہر ہوتے خدا کا کلام نہیں ہے تو پھر تمہیں لازم ہے کہ **دہریہ** بن جاؤ اور خدا تعالےٰ کے تمام نبیوں سے انکار کر دو کیونکہ نبوت کی عمارت کی شکست ریخت جس قدر ہو چکی ہے اب خدا تعالےٰ ان تازہ معجزات اور پیشگوئیوں سے سب کی **مرمت** کر رہا ہے اور اب وہ گذشتہ قصوں کو واقعات کے رنگ میں **دکھلا رہا** ہے اور منقولات کو مشہودات کا پیرایہ پہنا رہا ہے تا جو لوگ شکوک کے گڑھے میں گر گئے ہیں دوبارہ اُن کو یقین کا لباس پہناوے لہٰذا جو شخص مجھے قبول کرتا ہے وہ تمام انبیاء اور اُن کے معجزات کو بھی نئے سر سے قبول کرتا ہے اور جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا اس کا پہلا ایمان بھی کبھی قائم نہیں رہے گا۔ کیونکہ اس کے پاس نرے قصے ہیں نہ مشاہدات۔ خدا نمائی کا آئینہ میں **ہوں** جو شخص میرے

پاس آئے گا اور مجھے قبول کرے گا وہ نئے سرے اُس خدا کو دیکھ لیگا جسکی نسبت دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں صرف قصے باقی ہیں۔ میں اُس خدا پر ایمان لایا ہوں جس کو میرے منکر نہیں پہچانتے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس پر وہ ایمان لاتے ہیں اُن کے وہ خیالی بُت ہیں نہ خدا۔ اسی وجہ سے وہ بُت اُن کی کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ اُن کو کچھ قوت نہیں دے سکتے۔ اُن میں کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے۔ اُن کے لئے کوئی تائیدی نشان نہیں دکھلا سکتے اور یاد رہے کہ یہ اندھوں کے بیہودہ شکوک اور شبہات ہیں جو اس وحی الٰہی کی نسبت اُن کے دلوں کو پکڑتے ہیں جو میرے پر نازل ہو رہی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ خدا کا کلام نہ ہو بلکہ انسان کے اپنے دل کے ہی اوہام ہوں۔ مگر اُنکو یاد رہے کہ خدا اپنی قدرتوں میں کمزور نہیں وہ یقین دلانے کے لئے ایسے خارق عادت طریقے اختیار کر لیتا ہے کہ انسان جیسے آفتاب کو دیکھکر پہچان لیتا ہے کہ یہ آفتاب ہے ایسا ہی خدا کے کلام کو پہچان لیتا ہے کیا اُن کا یہ خیال ہے کہ آدم سے لیکر آنحضرتؐ تک خدا تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ اپنی پاک وحی کے ذریعہ سے حق کے طالبوں کو سرچشمہ یقین تک پہنچا دے مگر پھر بعد اس کے اُس فیضان پر قادر نہ رہا۔ یا قادر تو تھا مگر دانستہ اس اُمت غیر مرحومہ کے ساتھ بخل کیا اور اس دعا کو بھول گیا جو آپ ہی سکھلائی تھی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

اگر مجھ سے سوال کیا جاوے کہ تم نے کیونکر پہچانا اور یقین کیا کہ وہ کلمات جو تمہاری زبان پر جاری کئے جاتے ہیں وہ خدا کا کلام ہے۔ حدیث النفس یا شیطانی القا نہیں۔ تو میری روح اس سوال کا مندرجہ ذیل جواب دیتی ہے۔

(۱) اول جو کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک شوکت اور لذّت اور تاثیر ہے۔ وہ ایک فولادی میخ کی طرح میرے دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور تاریکی کو دور کرتا ہے اور اس کے ورود سے مجھے ایک نہایت لطیف لذت آتی ہے۔ کاش اگر میں قادر ہو سکتا تو میں اس کو بیان کرتا۔ مگر روحانی لذتیں ہوں خواہ جسمانی اُنکی کیفیات کا پورا نقشہ کھینچ کر

دکھلانا انسانی طاقت سے بڑھکر ہے۔ ایک شخص ایک محبوب کو دیکھتا ہے اور اس کی ملاحت حُسن سے لذت اٹھاتا ہے مگر وہ بیان نہیں کر سکتا کہ وہ لذت کیا چیز ہے اسی طرح وہ خدا جو تمام ہستیوں کا علّت العلل ہے جیسا کہ اس کا **دیدار** اعلیٰ درجہ کی لذت کا سرچشمہ ہے ایسا ہی اُس کی گفتار بھی لذات کا سرچشمہ ہے۔ اگر ایک کلام انسان سُنے یعنے ایک آواز اُس کے دل پر پہنچے اور اس کی زبان پر جاری ہو اور اُس کو شبہ باقی رہ جاوے کہ شاید یہ شیطانی آواز ہے یا حدیث النفس ہے تو درحقیقت وہ شیطانی آواز ہوگی یا حدیث النفس ہوگی کیونکہ خدا کا کلام جس قوت اور برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذّت اور خدائی طاقت اور چمکتے ہوتے چہرہ کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے خود یقین دلا دیتا ہے کہ میں خدا کیطرف سے ہوں اور ہرگز مُردہ آوازوں سے مشابہت نہیں رکھتا بلکہ اُس کے اندر ایک جان ہوتی ہے اور اُس کے اندر ایک طاقت ہوتی ہے اور اُس کے اندر ایک کشش ہوتی ہے اور اُس کے اندر یقین بخشنے کی ایک خاصیت ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک لذت ہوتی ہے اور اُس کے اندر ایک روشنی ہوتی ہے اور اُس کے اندر ایک خارق عادت تجلّی ہوتی ہے اور اُس کے ساتھ ذرّہ ذرّہ وجود پر تصرّف کرنے والے **ملایک** ہوتے ہیں اور علاوہ اس کے اسکے ساتھ خدائی صفات کے اور بہت سے **خوارق** ہوتے ہیں اس لئے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ ایسی وحی کے مورد کے دل میں شبہ پیدا ہو سکے بلکہ وہ شبہ کو کفر سمجھتا ہے اور اگر اُس کو کوئی اور معجزہ نہ دیا جاوے تو وہ اُس وحی کو جو اِن صفات پر مشتمل ہے بجائے خود ایک معجزہ قرار دیتا ہے۔ ایسی وحی جس شخص پر نازل ہوتی ہے اُس شخص کو خدا کی راہ میں اور خدا کی محبت میں ایسے عاشق زار کی طرح بنا دیتی ہے جو اپنے تئیں صدق و ثبات کے کمال کی وجہ سے دیوانہ کی طرح بنا دیتا ہے اس کا یقین اس کے دل کو شہنشاہ کر دیتا ہی **وہ میدان کا بہادر اور استغناء کے تخت کا مالک بن جاتا ہے**۔ یہی میرا حال ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ قبل اس کے جو میں معجزات دیکھوں اور آسمانی تائیدوں کا مشاہدہ کروں میں اس کی کلام سے ہی اسکی طرف ایسا کھینچا گیا کہ کچھ اٹکل نہیں آتی کہ مجھے کیا ہو گیا نیز تلواریں میرے

اس پیوند کو چھوڑ نہیں سکتیں۔ کوئی آگ مجھے ڈرا نہیں سکتی۔ وہ کشش جس نے میرے دل پر کام کیا وہ دلائل سے باہر ہے اور بیان سے بلند تر اور براہین سے بالا تر۔ ابتداء میں کلام تھا اُس کلام نے جو کچھ کیا سو کیا۔ وہ خدا جو نہاں در نہاں ہے اُس نے میری روح پر ابتدا میں محض کلام کے ساتھ تجلّی کی اور اپنے مکالمات کا دروازہ میرے پر کھولا۔ پس وہی ایک بات تھی جو بالخصوص میرے لئے کافی کشش ہوئی اور حضرت احدیت کی طرف مجھے کھینچ کر لے گئی اور یہ کہ کلام کی طاقت نے میرے دل پر کیا کیا اثر ڈالے اور مجھے کہاں تک پہنچا دیا اور کیا کیا تبدیلیاں کیں اور کیا میرے دل میں سے لے لیا اور کیا دے دیا۔ اِن باتوں کو میں کن لفظوں میں ادا کروں اور کس پیرایہ میں دلوں پر بٹھا دوں جن خارق عادت عنایات کے ساتھ وہ مجھ سے نزدیک ہوا کوئی نہیں جانتا مگر مَیں اور جس محبت کے مقام پر میرا قدم ہے کوئی نہیں جانتا مگر وہ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ابتدا اس ترقی اور تعلق کا خدا کا کلام ہے جس کی ناگہانی کشش نے مجھے ایسا اٹھایا جیسا کہ ایک زبردست بگولہ ایک تنکے کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پھینک دیتا ہے پس میرے پاس یہ ذکر کرنا کہ کیوں وہ کلام جو تم پر نازل ہوا حدیث النفس نہیں۔ یہ بات ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ کیوں ممکن نہیں کہ تمہارا یہ خیال کہ تم آنکھوں سے دیکھتے ہو اور زبان سے بولتے ہو اور کانوں سے سُنتے ہو یہ غلط خیال ہو۔ پس عزیزو! تم سوچو اور سمجھ لو کہ کیا وہ شخص جسکو معلوم ہے کہ آنکھ بند کرنے سے پھر کچھ دیکھ نہیں سکتا اور کانوں کے بند کرنے سے پھر کچھ سُن نہیں سکتا اور زبان کے کاٹے جانے سے پھر کچھ بول نہیں سکتا وہ ایسے منکرانہ جرح کو کچھ حقیقت نہیں سمجھیگا یا شک میں پڑے گا کہ شاید میں آنکھ سے نہیں دیکھتا اور کان سے نہیں سنتا اور زبان سے نہیں بولتا۔ سو اسی طرح میرا حال ہے۔ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا اور ہوتا ہے وہ میری روحانی والدہ ہے جس سے میں پیدا ہوا اس نے مجھے ایک وجود بخشا جو پہلے نہ تھا اور ایک رُوح عطا کی ہے جو پہلے نہ تھی میں نے ایک بچہ کی طرح اُس کی گود میں پرورش پائی اور اُس نے

مجھے ہر ایک ٹھوکر سے سنبھالا اور ہر ایک گرنے کی جگہ سے بچا لیا۔ وہ کلام ایک شمع کی طرح میرے آگے آگے چلا یہاں تک کہ میں **منزل مقصود** تک پہنچ گیا۔ اس سے زیادہ کوئی بدذاتی نہیں ہوگی کہ میں یہ کہوں کہ وہ خدا کا کلام نہیں۔ میں اُسی طرح اُس کو خدا کا کلام جانتا ہوں جس طرح میں یقین رکھتا ہوں کہ میں **زبان** سے بولتا ہوں اور **کانوں** سے سُنتا ہوں اور میں کیوں کر اُس سے انکار کروں۔ اُس نے تو مجھے **خدا** دکھلایا اور **چشمہ شیریں** کی طرح معارف کا پانی مجھے پلاتا رہا اور ایک **ٹھنڈی** ہوا کی طرح ہر ایک حبس کے وقت میں مجھے راحت بخش ہوا۔ وہ اُن زبانوں میں بھی مجھ پر **نازل** ہوا جن زبانوں کو میں نہیں جانتا تھا جیسا کہ زبان انگریزی اور سنسکرت اور عبرانی۔ اس نے بڑی بڑی پیشگوئیوں اور **عظیم الشان** نشانوں سے ثابت کر دیا کہ وہ خدا کا کلام ہے اور اُس نے حقائق و معارف کا ایک خزانہ میرے پر کھول دیا جس سے میں اور میری **تمام قوم** بے خبر تھی۔ وہ کبھی کبھی زبان عربی یا انگریزی یا کسی دوسری زبان کے اُن دقیق اور نامعلوم الفاظ میں میرے پر نازل ہوا جن سے میں بیخبر تھا۔ تو کیا باوجود ان **روشن ثبوتوں** کے کوئی شک کا مقام ہو سکتا ہے کیا یہ باتیں پھینک دینے کے لائق ہیں کہ ایک کلام جس نے **معجزہ** کی طاقت دکھلائی اور اپنی قوی کشش* ثابت کی اور **غیب** کے بیان کرنے میں وہ بخیل نہیں نکلا بلکہ ہزار ہا امور غیبیہ اُس نے ظاہر کئے۔ اور ایک باطنی کمند سے **مجھے** اپنی طرف کھینچا اور ایک کمند دنیا کے سعید دلوں پر ڈالا اور میری طرف اُنکو لایا اور اُنکو آنکھیں دیں جن سے وہ دیکھنے لگے اور کان دئے جن سے وہ سننے لگے اور صدق و ثبات بخشا جس سے وہ اس راہ میں قربانی ہونے کیلئے موجود ہو گئے تو کیا یہ تمام کاروبار شیطانی یا وسوسہ نفسانی ہے۔ کیا شیطان خدا کے برابر ہو سکتا ہے تو پھر کیوں وہ تمہاری مدد نہیں نہیں کرتا۔ سنو وہ جس نے یہ کلام نازل کیا وہ کیا کہتا ہے اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور**

* بعض میرے معجزات کے ظہور کا باعث خود میرے دشمن ہو گئے کہ انہوں نے مجھ کو مقابل پر رکھ کر خود دعا کر دی کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہی پہلے مر جائے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسمٰعیل علی گڈھی اور جیسا کہ جھوٹے پر لعنت کی دعا محمد حسن متوفی نے کی اور پھر بعد اس کے وہ سب کے سب مر گئے اور یقیناً سمجھو کہ اگر میں ہی ہزار مولوی بھی مجھے مقابل رکھ کر ایسی دعا کرے تا کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے تو ضرور وہ تمام گروہ علماء مر جاتا جیسا کہ یہ لوگ مر گئے کیا کسی مغرور مولوی کو اس معجزہ میں بھی شک ہے۔ منہ

حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ سو ضرور ہے کہ یہ زمانہ گذر نہ جائے اور ہم اس دنیا سے کوچ نہ کریں جبتک خدا کے وہ تمام وعدے پورے نہ ہوں جو شخص تاریکی میں پڑا ہوا ہے اور اس سے بے خبر ہے کہ خدا کا یقینی اور قطعی کلام بھی اُس کے بندوں پر نازل ہوا کرتا ہے اور وہ خدا کے وجود سے ہی بے خبر ہے لہذا وہ اپنی طرح تمام دنیا کو وساوس کے نیچے پامال دیکھنا ہے اور اُس کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ بجز وساوس اور اضغاث احلام اور حدیث النفس کے اور کچھ نہیں اور غایت کار وہ ظنی طور پر نہ یقینی اور قطعی طور پر الہام الٰہی کا خیال دل میں لاتا ہے مگر ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ جس دل پر درحقیقت آفتاب وحی الٰہی تجلّی فرماتا ہے اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی۔ کیا خالص نور کے ساتھ ظلمت رہ سکتی ہے پھر جس حالت میں موسیٰ کی ماں کو بھی یقینی الہام ہوا جس پر پورا یقین رکھ کر اس نے اپنے بچہ کو معرض ہلاکت میں ڈال دیا اور خدا تعالیٰ کے نزدیک بجرم اقدام قتل مجرم نہ ہوئی تو کیا یہ اُمّت اسرائیل کے خاندان کی عورتوں سے بھی گئی گذری ہے اور پھر اسی طرح مریم کو بھی یقینی الہام ہوا جس پر بھروسہ کرکے اُس نے قوم کی کچھ پرواہ نہیں کی تو حیف ہے اس اُمّت مخذول پر جو ان عورتوں سے بھی کمتر ہے۔ پس اس صورت میں یہ اُمّت خیر الامم کاہے کو ہوئی بلکہ شرّ الامم اور اجہل الامم ہوئی۔ اسی طرح خضر جو نبی نہیں تھا اور اس کو علم لدُنّی دیا گیا تو کیا اس کا الہام ظنی تھا یقینی نہیں تھا تو کیوں اس نے ناحق ایک بچہ کو قتل کر دیا اور اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ الہام کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا چاہیئے یقینی اور قطعی نہ تھا تو کیوں انہوں نے اس پر عمل کیا پس اگر ایک شخص اپنی نابینائی سے میری وحی سے منکر ہے تاہم اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے اور پوشیدہ دہریہ نہیں تو اس کے ایمان میں یہ بات داخل ہونی چاہیئے کہ یقینی قطعی مکالمہ الٰہیہ ہوسکتا ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کی وحی یقینی پہلی اُمتوں میں اکثر مردوں اور عورتوں کو ہوتی رہی ہے اور وہ نبی بھی نہ تھے اس اُمّت میں بھی اور یقینی اور قطعی وحی کا وجود ضروری ہے تا یہ اُمّت بجائے افضل الامم ہونے کے احقر الامم نہ ٹھہر جائے۔ سو خدا نے آخری زمانہ

میں اکمل اور اتم طور پر یہ نمونہ دکھایا ان واقعات سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے بلکہ در حقیقت انسان کی نجات اِسی پر موقوف ہے کہ یا تو وہ خود ایسا شخص ہو جو براہ راست خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبت رکھتا ہو مگر ایسا مکالمہ مخاطبہ نہ ہو کہ جس میں قطعی فیصلہ نہ ہو کہ وہ رحمانی ہے یا شیطانی ہے اور یا وہ شخص نجات پا سکتا ہے جو ایسے شخص کا ہم صحبت اور اُس کے دامن سے وابستہ ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جس قدر دنیا میں گناہ پیدا ہوتے ہیں انکی یہی وجہ ہے کہ جس قدر انسان کو دنیا کی لذات اور دنیا کی عزت اور دنیا کے مال و متاع پر یقین ہے یہ یقین آخرت پر نہیں ہے اور جیسا کہ وہ ایک ایسے صندوق پر توکّل کر سکتا ہے جو قیمتی جواہرات اور خالص سونے سے بھرا ہوا ہے اور اس کے قبضے میں ہے ایسا وہ خدا پر توکّل نہیں کر سکتا۔ اور جیسا کہ دنیا کی گورنمنٹ اور دنیا کے حکام سے لوگ ڈرتے ہیں اور مداہنہ سے زندگی بسر کرتے ہیں ایسا خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اس کا کیا سبب ہے؟ یہی سبب ہے کہ دنیا کے پیش اوفتادہ اسباب اور وسائل انکی نظر میں ایسے یقینی ہیں کہ دینی عقائد اُن کے آگے کچھ بھی چیز نہیں۔ اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ نجات بجز حق الیقین کے ممکن نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا یعنے جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ اُس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اس سے بھی بدتر۔ تو بغیر یقین کامل کے کیونکر نجات ہو اور اگر ایک مذہب کی پابندی سے نجات نہیں تو اس مذہب سے حاصل کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تو یقین کے چشمے جاری تھے اور وہ خدائی نشانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور انہیں نشانوں کے ذریعہ سے خدا کی کلام پر انہیں یقین ہو گیا تھا اس لئے انکی زندگی نہایت پاک ہو گئی تھی۔ لیکن بعد میں جب وہ زمانہ جاتا رہا اور اُس زمانہ پر صدہا سال گذر گئے تو پھر ذریعہ یقین کا کونسا تھا سچ ہے کہ قرآن شریف اُن کے پاس تھا اور قرآن شریف اس ذوالفقار تلوار کی مانند ہے جس کے **دو طرف** دھاریں ہیں ایک طرف کی دھار مومنوں کی اندرونی غلاظت کو کاٹتی ہے اور دوسری طرف کی دھار دشمنوں کا کام تمام کرتی ہے مگر پھر بھی وہ تلوار اس کام کے لئے ایک

بہادر کے دست و بازو کی محتاج ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ پس قرآن سے جو تزکیہ حاصل ہوتا ہے اُس کو اکیلا بیان نہیں کیا بلکہ وہ نبی کی صفت میں داخل کر کے بیان کیا یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام یوں ہی آسمان پر سے کبھی نازل نہیں ہوا بلکہ اس تلوار کو چلانے والا بہادر ہمیشہ ساتھ آیا ہے جو اس تلوار کا اصل جوہر شناس ہے لہٰذا قرآن شریف پر سچا اور تازہ یقین دلانے کیلئے اور اس کے جوہر دکھلانے کے لئے اور اُس کے ذریعہ سے اتمام حجت کرنے کیلئے ایک بہادر کے دست و بازو کی ہمیشہ حاجت ہوتی رہی ہے اور آخری زمانہ میں یہ حاجت سب سے زیادہ پیش آئی کیونکہ دجّالی زمانہ ہے اور زمین و آسمان کی باہمی لڑائی ہے غرض جب خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا تو ہر ایک طالب حق کے لئے ضروری ہوا کہ اسی جہان میں آنکھوں کا نور تلاش کرے اور اُس زندہ مذہب کا طالب ہو جس میں زندہ خدا کے انوار نمایاں ہوں۔ وہ مذہب مردار ہے جس میں ہمیشہ کیلئے یقینی وحی کا سلسلہ جاری نہیں کیونکہ وہ انسانوں پر یقین کی راہ بند کرتا ہے اور اُن کو قصوں کہانیوں پر چھوڑتا ہے اور اُن کو خدا سے نومید کرتا اور تاریکی میں ڈالتا ہے اور کیونکر کوئی مذہب خدا نما ہو سکتا ہے اور کیونکر گناہوں سے چھڑا سکتا ہے جبتک کوئی یقین کا ذریعہ اپنے پاس نہیں رکھتا۔ اور جبتک سورج سر پر چڑھے کیونکر دن چڑھ سکتا ہے پس دنیا میں سچا مذہب وہی ہے جو بذریعہ زندہ نشانوں کے یقین کی راہ دکھلاتا ہے باقی لوگ اسی زندگی میں دوزخ میں گرے ہوئے ہیں بھلا بتلاؤ کہ ظن بھی کچھ چیز ہے جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ شائد یہ بات صحیح ہے یا غلط یاد رکھو کہ گناہ سے پاک ہونا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں فرشتوں کی سی زندگی بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ دنیا کی بے جا عیاشیوں کو ترک کرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لینا اور خدا کی طرف ایک خارق عادت کشش سے کھینچے جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں زمین کو چھوڑنا اور آسمان

پر چڑھ جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ خدا سے پورے طور پر ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ **تقویٰ** کی باریک راہوں پر قدم مارنا اور اپنے عمل کو ریاکاری کی ملونی سے پاک کر دینا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایسا ہی دنیا کی دولت اور حشمت اور اس کی کیمیا پر لعنت بھیجنا اور بادشاہوں کے قرب سے بے پروا ہو جانا اور صرف خدا کو اپنا ایک خزانہ سمجھنا بجز یقین کے ہرگز ممکن نہیں۔ اب بتلاؤ اے مسلمان کہلانے والو کہ ظلمات شک سے نور یقین کی طرف تم کیونکر پہنچ سکتے ہو۔ یقین کا ذریعہ تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو **یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ** کا مصداق ہے۔ سو چونکہ **عہدِ نبوت** پر تیرہ سو برس گذر گئے اور تم نے وہ زمانہ نہیں پایا جبکہ صدہا نشانوں اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ قرآن اُترتا تھا اور وہ زمانہ پایا جس میں خدا کی کتاب اور اُس کے رسول اور اُس کے دین پر ہزارہا اعتراض عیسائی اور دہریہ اور آریہ وغیرہ کر رہے ہیں اور تمہارے پاس بجز لکھے ہوئے چند ورقوں کے جن کی اعجازی طاقت سے تمہیں خبر نہیں اور کوئی ثبوت نہیں اور جو معجزات پیش کرتے ہو وہ محض قصوں کے رنگ میں ہیں تو اب بتلاؤ کہ تم کس راہ سے اپنے تئیں یقین کے بلند **مینار** تک پہنچا سکتے ہو اور کس طریق سے دشمن کو بتلا سکتے ہو کہ تمہارے پاس خدا پر یقین لانے کے لئے اور گناہ سے بچنے کیلئے ایک ایسی چیز ہے جو دشمن کے پاس نہیں تا وہ انصاف کر کے تمہارے مذہب کا طالب ہو جائے اس حرکت سے ایک عقلمند کو کیا فائدہ کہ ایک گوبر کو چھوڑ دے اور دوسرے گوبر کو کھا لے۔ سچائی کو ہر ایک سعید دل لینے کو طیار ہے بشرطیکہ سچائی اپنے نور کو ثابت کر کے دکھلا دے جس **اسلام** کو آج یہ **مخالف مولوی** اور اُن کا گروہ غیر مذہب کے لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ صرف پوست ہے نہ مغز۔ اور محض افسانہ ہے نہ حقیقت۔ پھر کوئی کیونکر اُس کو قبول کرے اور بس بیماری سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک شخص مذہب کو تبدیل کرنا چاہتا ہے اگر وہی بیماری اُس دوسرے مذہب میں بھی ہے تو اس تبدیلی سے بھی کیا فائدہ۔ یُوں تو ہر ہو بھی دعوی کرتے ہیں کہ ہم ایک خدا کے قائل ہیں مگر خدا کا قائل وہی ہے جسکی یقین کی آنکھیں کھل گئی ہیں اور وہی گناہ سے بچ سکتا ہے

کہ جو یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھنا ہے باقی سب قصے جھوٹ ہیں اور سب کفارے باطل ہیں سو وہی زندہ خدا اس آخری زمانہ میں اپنے تئیں پیش کرتا ہے تا لوگ ایمان لاویں اور ہلاک نہ ہوں۔ قرآن شریف خدا کا کلام تو ہے بلکہ سب سے بڑا کلام مگر وہ تم سے بہت دور ہے تمہاری آنکھیں اس کو دیکھ نہیں سکتیں اب وہ تمہارے ہاتھ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ توریت یہودیوں کے ہاتھ میں۔ اسی وجہ سے اگر تم انصاف کرو تو گواہی دے سکتے ہو کہ بباعث اس کے اس پاک کلام کے یقینی انوار تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں تم اس کی باطنی تقدس کا کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے اور اگر واقعات خارجیہ کی شہادت کچھ چیز ہے تو تم انصافاً آپ ہی شہادت دے سکتے ہو کہ اس موجودہ زمانہ میں تمہاری کیا حالتیں ہیں سچ کہو کہ کیا تم گناہوں سے اور تمام اُن حرکات سے جو تقوے کے برخلاف ہیں ایسے ڈرتے ہو جیسا کہ ایک زہر ہلاہل کے استعمال سے انسان ڈرتا ہے سچ کہو کہ کیا تم اُس تقوے پر قائم ہو جس تقوے کے لئے قرآن شریف میں ہدایت کی گئی تھی۔ سچ کہو کہ وہ آثار جو سچے یقین کے بعد ظاہر ہوتے ہیں وہ تم میں ظاہر ہیں۔ تم اسوقت جھوٹ نہ بولو اور بالکل سچ کہو کہ کیا وہ محبت جو خدا سے کرنی چاہیئے اور وہ صدق و ثبات جو اس کی راہ میں دکھلانا چاہیئے وہ تم میں موجود ہے۔ تم خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہو کہ اس مردار دنیا کو جس صفائی سے ترک کرنا چاہیئے کیا تم اُسی صفائی سے ترک کر چکے ہو۔ اور جس اخلاص اور توحید اور تفرید سے خدائے واحد لاشریک کیطرف دوڑنا چاہیئے۔ کیا تم اُسی اخلاص سے اس کی راہ میں دوڑ رہے ہو۔ ریاکاری سے بات مت کرو اور لاف زنی سے لوگوں کو خوش کرنا مت چاہو کہ وہ خدا درحقیقت موجود ہے جو تمہارے ہر ایک قول اور فعل کو دیکھ رہا ہے۔ تم بات کرتے وقت اس قادر کا خیال کر لو جسکا غضب کھا جانیوالی آگ ہے وہ جھوٹی شیخیوں کو ایک دم میں جہنم کا ہیزم کر سکتا ہے۔ سو تم سچ سچ کہو کہ تمہارے قدم دنیا کی خواہشوں یا دنیا کی آبروؤں یا دنیا کے مال و متاع میں پھنسے ہوئے ہیں یا نہیں۔ پس اگر تمہیں خدا پر یقین حاصل ہوتا تو تم اس زہر کو ہرگز نہ کھاتے اور قریب تھا کہ دنیا اس زہر سے مرجاتی اگر خدا یہ آسمانی سلسلہ اپنے ہاتھ سے

قائم نہ کرتا اور اگر تم چالاکی سے کہو کہ ہم ایسے ہی ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا اور ہم میں گناہ کی کوئی تاریکی نہیں اور پورے یقین کے انجن سے ہم کھنچے جا رہے ہیں تو تم نے جھوٹ بولا ہے اور آسمان اور زمین کے بنانے والے پر تہمت لگائی ہے اس لئے قبل اس کے کہ جو تم مرو خدا کی لعنت تمہاری پردہ دری کرے گی۔ یقین اپنے نوروں کے سمیت آتا ہے۔ کوئی آسمان تک نہیں پہنچ سکتا ہے مگر وہی جو آسمان سے آتا ہے۔ اگر تم جانتے کہ خدا کا تازہ بتازہ اور یقینی اور قطعی کلام تمہاری بیماریوں کا علاج ہے تو تم اس سے انکار نہ کرتے جو عین صدی کے سر پر تمہارے لئے آیا۔ اے غافلو یقین کے بغیر کوئی عمل آسمان پر جا نہیں سکتا اور اندرونی گندگیاں اور دل کی مہلک بیماریاں بغیر یقین کے دور نہیں ہو سکتیں جس اسلام پر تم فخر کرتے ہو یہ رسم اسلام ہے نہ حقیقت اسلام۔ حقیقی اسلام سے شکل بدل جاتی ہے اور دل میں ایک نور پیدا ہو جاتا ہے اور سفلی زندگی مر جاتی ہے اور ایک اور زندگی پیدا ہوتی ہے جس کو تم نہیں جانتے۔ یہ سب کچھ یقین کے بعد آتا ہے اور یقین اُس یقینی کلام کے بعد جو آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ خدا۔ خدا کے ذریعہ سے ہی پہچانا جاتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے۔ تم میں سے کون ہے جو اپنے ہم کلام کو شناخت نہیں کر سکتا پس اسی طرح مکالمات کی حالت میں معرفت میں ترقی ہوتی جاتی ہے بندہ کا دعا کرنا اور خدا تعالیٰ کا لطف اور رحم سے اس دُعا کا جواب دینا نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ بعض موقعہ پر بیس بیس دفعہ یا تیس تیس دفعہ یا پچاس پچاس دفعہ یا قریباً تمام رات یا قریباً تمام دن اسی طرح ہر ایک دعا کا جواب پانا اور جواب بھی فصیح تقریریں۔ اور بعض دفعہ مختلف زبانوں میں اور بعض دفعہ ایسی زبانوں میں جن کا علم بھی نہیں اور پھر اس کے ساتھ نشانوں کی بارش اور معجزات اور تائیدوں کا سلسلہ۔ کیا یہ ایسا امر ہے کہ اس قدر مسلسل مکالمات اور مخاطبات اور آیات بینات کے بعد پھر خدا کی کلام میں شک رہے۔ نہیں نہیں بلکہ یہ ایسا امر ہے کہ اس کے ذریعہ سے بندہ اسی عالم میں اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور دونوں عالم اس کے لئے بلا تفاوت یکساں ہو جاتے ہیں اور جس طرح **نوسرہ** کے استعمال سے یکدفعہ بال گر جاتے ہیں ایسا ہی **اس نور** کے نزول جلال سے

وحشیانہ زندگی کے بال جو جرائم اور معاصی سے مراد ہے کالعدم ہو جاتے ہیں اور انسان مُردوں سے بیزار ہو کر اس دلارام زندہ کا عاشق ہو جاتا ہے جس کو دنیا نہیں جانتی اور جیسا کہ تم دنیا کی چیزوں سے بے صبر ہو ویسا ہی وہ خدا کی دُوری پر صبر نہیں کر سکتا غرض تمام برکات اور یقین کی کنجی وہ کلام قطعی اور یقینی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر نازل ہوتا ہے جب خدائے ذوالجلال کسی اپنے بندہ کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے تو **اپنا کلام** اُس پر نازل کرتا ہے اور اپنے مکالمات کا اس کو شرف بخشتا ہے اور اپنے خارق عادت نشانوں سے اس کو تسلی دیتا ہے اور ہر ایک پہلو سے اُس پر ثابت کر دیتا ہے کہ وہ اس کا کلام ہے تب وہ کلام قائم مقام دیدار کا ہو جاتا ہے اُس روز انسان سمجھتا ہے کہ خدا ہے کیونکہ **انا الموجود** کی **آواز سُنتا ہے** خدا تعالیٰ کی کلام سے پہلے اگر انسان کا خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان ہوتا ہے تو بس اسی قدر کہ وہ مصنوعات پر نظر کر کے یہ خیال کر لیتا ہے کہ اس **ترکیب محکم** ابلغ کا کوئی **صانع** ہونا چاہیئے لیکن یہ کہ درحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے یہ **مرتبہ** ہرگز بجز **مکالمات** الٰہیہ کے حاصل نہیں ہو سکتا اور گندی زندگی جو **تحت الثریٰ** کی طرف ہر لحظہ کھینچ رہی ہے وہ ہرگز دُور نہیں ہوتی۔ اسی جگہ سے عیسائیوں کے خیالات کا بھی باطل ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ **ابن مریم** کی خودکشی نے اُن کو **نجات** دیدی ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ تنگ و تاریک دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں جو محجوبیت اور شکوک اور شبہات اور گناہ کا **دوزخ** ہے پھر **نجات** کہاں ہے نجات کا سرچشمہ یقین سے شروع ہو جاتا ہے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ انسان کو اس بات کا یقین دیا جائے کہ اُس کا خدا درحقیقت موجود ہے جو مجرم اور سرکش کو بے گناہ نہیں چھوڑتا اور رجوع کرنیوالے کی طرف رجوع کرتا ہے یہی یقین تمام گناہوں کا **علاج** ہے بجز اس کے دنیا میں نہ کوئی **کفارہ** ہے نہ کوئی خون ہے جو گناہ سے بچاوے کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہر یک جگہ تمہیں یقین ہی نا کردنی باتوں سے روک دیتا ہے تم آگ میں ہاتھ نہیں ڈال سکتے کہ وہ مجھے

جلا دیگی۔ تم شیر کے آگے اپنے تئیں کھڑا نہیں کرتے کیونکہ تم یقین رکھتے ہو کہ وہ مجھے کھالیگا تم کوئی **زہر** نہیں کھاتے کیونکہ تم یقین رکھتے ہو کہ وہ مجھے **ہلاک** کر دے گی۔ پس اِس میں کیا شک ہے کہ بے شمار تجارب سے تم پر ثابت ہو چکا ہے کہ جس جگہ تمہیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ فعل یا یہ حرکت بلا شبہ مجھے ہلاکت تک پہنچائیگی تم فی الفور اس سے رُک جاتے ہو اور پھر وہ گناہ تم سے سرزد نہیں ہوتا۔ پھر خدا تعالیٰ کے مقابل پر کیوں اس ثابت شدہ فلسفہ سے کام نہیں لیتے کیا تجربہ نے ابتک گواہی نہیں دی کہ بجز یقین کے انسان گناہ سے رُک نہیں سکتا ایک بکری یقین کی حالت میں اس مرغزار میں چر نہیں سکتی جس میں شیر سامنے کھڑا ہے پس جبکہ یقین لایعقل حیوانات پر بھی اثر ڈالتا ہے اور تم تو انسان ہو۔ اگر کسی دل میں خدا کی ہستی اور اسکی ہیبت اور عظمت اور جبروت کا یقین ہے تو وہ یقین ضرور اُسے گناہ سے بچا لیگا۔ اور اگر وہ نہیں بچ سکا تو اُسے یقین نہیں کیا خدا پر یقین لانا اس یقین سے کمتر ہے کہ جو شیر اور سانپ اور زہر کے وجود کا یقین ہوتا ہے۔ سو وہ گناہ جو خدا سے دور ڈالتا ہے اور جہنمی زندگی پیدا کرتا ہے اُس کا اصل سبب عدم یقین ہے **کاش** میں کس وقت کے ساتھ اسکی منادی کر سکوں کہ گناہ سے چھوڑانا یقین کا کام ہے۔ جھوٹھی فقیری اور مشیخت سے توبہ کرانا یقین کا کام ہے خدا کو دکھلانا یقین کا کام ہے۔ وہ مذہب کچھ بھی نہیں اور گندہ ہے اور مردار ہے اور ناپاک ہے اور جہنمی ہے اور خود جہنم ہے جو یقین کے چشمہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ زندگی کا چشمہ یقین سے ہی نکلتا ہے اور وہ پَر جو آسمان کی طرف اڑاتے ہیں وہ یقین ہی ہے۔ کوشش کرو کہ اس خدا کو تم دیکھ لو جس کی طرف تم نے جانا ہے۔ اور وہ مرکب یقین ہے جو تمہیں خدا تک پہنچائیگا کس قدر اسکی تیز رفتار ہے کہ وہ روشنی جو سورج سے آتی اور زمین پر پھیلتی ہے وہ بھی اس کی سرعت رفتار کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی **اے پاکیزگی کے ڈھونڈھنے والو** اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بنکر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کے راہوں کو ڈھونڈو۔ اور اگر تمہیں اس منزل تک ابھی رسائی نہیں تو اس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے **خدا** کو

دیکھ لیا ہے اور یہ کہ کیونکر یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھا جاوے اِس کا جواب کوئی مجھ سے سُنے یا نہ سنے مگر میں یہی کہوں گا کہ اُس یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے اندر اور ساتھ رکھتا ہے جب وہ آسمان پر سے اُترتا ہی تو نئے سرے مُردوں کو قبروں میں سے نکالتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ باوجود آنکھوں کے بینا ہونے کے تم آسمانی آفتاب کے محتاج ہو۔ اسی طرح خداشناسی کی بینائی محض اپنی اٹکلوں سے حاصل نہیں ہو سکتی وہ بھی ایک آفتاب کی محتاج ہے اور وہ آفتاب بھی آسمان پر سے اپنی روشنی زمین پر نازل کرتا ہے یعنی خدا کا کلام۔ کوئی معرفت خدا کے کلام کے بغیر کامل نہیں ہو سکتی۔ خدا کا کلام بندہ اور خدا میں ایک دلّالہ ہے وہ اُترتا ہے اور خدا کا نور اُس کے ساتھ ہوتا ہے اور جس پر وہ اپنے پورے کرشمہ اور پوری تجلّی اور پوری خدائی عظمت اور قدرت اور برہنہ کرشمہ کے ساتھ اُترتا ہے اُس کو وہ آسمان پر لے جاتا ہے۔

غرض خدا تک پہنچنے کے لئے بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے اور کوئی سبیل نہیں۔

نظم

کے شوی عاشق رخ یارے / تا نہ بردل رخش کند کارے
ہم چنیں ان بے دو گفتارے / آن کند کارہا کہ دیدارے

لاجرم عشق دلبر خوشبو / خیزد از گفتگو چو دیدن رُو
گفتگو راکشش بود بسیار / بے سخن کم اثر کند دیدار

ہر کہ ذوقِ کلام یافتہ است / راز ایں رہ تمام یافتہ است
زیرلب گفتگوئے جانانے / زندگی بخشدت بیک آنے

دوزخی کز عذاب پُر چون خُم / اصل آن ہست لا یکلّمہم
دل نہ گردد بصفا نہ خیز دبیم / تا چو موسے نمیشوی تو کلیم

ہست دارو ے دل کلام خدا / کے شوی مست جز بجام خدا
تا نہ او گفت خود انا الموجود / عقدۂ ہستیش کسے نہ کشود

تا نشد مشعلے زغیب پدید / از شب تار جہل کس نرہید
تا نہ خود را نمود خود دادار / کس ندانست کوئے آں دلدار

تا نہ خود از سخن یقیں بخشید / کس نہ زندان ریب و شک نرہید
ہر چہ باشد نہ ہد و صدق و سداد / بے یقین سست باشدش بنیاد

گر یقیں نیست بر خدائے یگاں / از محالات قوتِ ایماں
بے یقیں دیں و کیش بیہودہ است / بے یقیں ہیچ دل نیاسودہ است

بے یقین و تجلیات یقیں / کس نرستہ ز دام دیو لعیں
بے یقین از گنہ نرستہ کسے / دانم احوال شیخ و شاب بسے

آں خدای کہ ذات اوست نہاں ۔ دور تر از دو چشم عالمیاں
زیں سبب ہست حاجت گفتار ۔ گر میسر نے شود دیدار
بے یقیں کے ہمی شود دل پاک ۔ مردہ چوں سر برآرد از تہ خاک
زیں سبب خلق شد چو مردارے ۔ سر تہی گشت از سر یارے
دین و مذہب برائے آں باشد ۔ کز یقیں سوئے حق کشاں باشد
از ریا عیب خویش مے پوشند ۔ ہر دم از حرص و آز می جوشند
نفس دوں تا نہ بیند آں انوار ۔ کے شود سرد خواہش مردار
اژدہائے دماں کہ نفسش نام ۔ بے کلام خدا نہ گردد رام
وہ چہ دارد اثر کلام خدا ۔ دیو بگریزد از پیام خدا
ہمچو قول خدا کدام سحر ۔ کہ رود تیرگی ازو یکسر
آنچناں دور شد ز خبث و فساد ۔ کہ نماند اثر ز استعداد
کس نیابد ازاں یگاں اسرار ۔ جز سعیدے کہ یابد آں گفتار
ہیچ دانی کلام رحماں چیست ۔ واں کہ آں خور بیافت آں کمہ کیست
نور در ذات خویش و نور دہد ۔ رگ ہر شک و ہر گماں ببرد
ہمچو میخے کہ ہست فولادی ۔ در دل آید فزایدت شادی
کارہا میکند بانسانی ۔ ہمچو باد صبا بہ بستانی
در وحی خدا چو گردد باز ۔ بستہ گردد بر آدمی در آز
زاں کشش دل ہمی شود بیدار ۔ متنفر ز غیر و طالب یار
میوہ از روضۂ فنا خوردہ ۔ واز خود و آرزوئی خود مردہ
پاک و طیب بچشم ہیچو نی ۔ پیش کوراں خبیث و ملعونی
دست غیبی کشیدہ دامن دل ۔ برکشیدہ دو دست یار ز گل

بے وجودش یقیں چساں آید ۔ گر نظر نیست گفت گو باید
بے کلام و شہادت آیات ۔ کے یقیں میشود کہ ہست آں ذات
جز یقیں مشکل است صدق و ثبات ۔ سخت دشوار ترک منہیات
روز و شب کار و بار فسق و فجور ۔ حاصل عمر کفر و کبر و غرور
ایں چہ دینے کہ می کشد ہر آں ۔ سوئے شیطان و سیرت شیطان
چوں یقیں نیست بر خدائے وحید ۔ لاجرم نفس شد خبیث و پلید
ہست واللہ کلام ربانی ۔ از خدا آں کہ خدا دانی
ایں فسون است بہر ایں مارے ۔ کز لب یار پاک و گفتارے
دزد را کار ہست با شب تار ۔ چوں سحر شد گریزد آں غدار
ہر کہ ایں در بروئے خدا بکشاد ۔ بے توقف خدائش آمد یاد
واں کہ در عمر خود ندید آں نور ۔ کور ماند ز نور حق مہجور
ہر کہ ایں مہر بر سر او تافت ۔ ذوق مہر خدا ہماں کس یافت
آں کلامش کہ نورہا دارد ۔ شک و ریب از قلوب بردارد
دل کہ باشد گرفتۂ اوہام ۔ یابد از وے سکینت و آرام
زو رہد عادتِ فساد و شقاق ۔ چارۂ زہر نفس چون تریاق
مے کشاید دو چشم انساں را ۔ مے نماید جمال رحماں را
یک کششش کہ میکند بیروں ۔ در دل آید فرو رخ بیچوں
رو ز ہر حرص و آز تابندہ ۔ سوئے یار ازل شتابندہ
سیل عشقش ز جائے خود بردہ ۔ رخت در جائے دیگر آوردہ
از یقیں پر چو شیشۂ عطار ۔ لاابالی ز لعنت اغیار
پاک دل پاک جان و پاک ضمیر ۔ دور تر از مکائد و تزویر

۞ گر یقین نیست نیز ایماں نیست ۞ زہد و صدق و ثبات و عرفاں نیست ۞

اینچنان عشق تیز مرکب راند — کہ ازان مشت خاک ہیچ نماند
پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے — قصہ کوتاہ کرد آوازے
رفتہ بیرون ز حلقۂ اغیار — دل بریدہ ز غیر آن دلدار
آنچنان یار در کمند انداخت — کہ نداند بدیگرے پرداخت
ذکر دلبر غذائے او گشتہ — ہمہ دلبر برائے او گشتہ
دل و جان بر رخے فدا کردہ — وصل او اصل مدعا کردہ
ازخودی ہائے خود فتاد جدا — سیل پُر زور بود بُرد از جا
عشق دلبر بروئے او بارید — ابر رحمت بکوئے او بارید
ہر ظہورے یکے سبب دارد — داند آن کو بدل طلب دارد
این میسر نمے شود زنہار — جز سخن ہائے دلبر و دلدار
بالخصوص آن سخن کہ از دلدار — خاصیت دارد اندرین اسرار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست — غازۂ روئے او دم شہداست
کربلائے است سیر ہر آنم — صد حسین است در گریبانم
کارہائے کہ کرد با من یار — برتر آن دفتر است از اظہار
دل من بردہ الفتِ خود دار — خود مرا شد بوحی خود استاد
دیدم از خلق رنج و مکروہات — وآنچہ بیش است پیش این لذات
آنچہ من بشنوم ز وحی خدا — بخدا پاک دانمش ز خطا
من خدا را بدو شناختہ ام — دل بدین آتشش گداختہ ام
آنچہ بر من عیان شد از دادار — آفتابے است با دو صد انوار
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفان نہ **کمترم** ز کسے
آن یقینے کہ بود **عیسیٰ** را — بر کلامے کہ شد برو القاء
کشتۂ دلبر و دلارامے — رستہ یکسر ز ننگ از نامے
آن ندائے یقین کہ گوش شنید — کرد کارو ز غیر حق ببرید
پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش — رستہ از بند خود پرستی خویش
قدم خود زدہ براہِ عدم — گم بیادش ز فرق تا بقدم
سوختہ ہر غرض بجز دلدار — دوختہ چشم دل ز غیر نگار
مردۂ و خویشتن فنا کردہ — عشق جوشید و کار ہا کردہ
تن چو فرسود دستان آمد — دل چو از دست رفت جان آمد
از یقینے کہ شد ز گفتارے — در دل او برست گلزارے
پس چنین شورش محبتِ یار — کہ بشوید ہم از خودی آثار
عشق کور و نماید از دیدار — نیز گہ برخیزد از گفتار
کشتۂ او نہ یک نہ دو نہ ہزار — این قتیلان او برون ز شمار
این سعادت چو بود قسمت ما — رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
آدمم نیز احمدِ مختار — در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داداست ہر نبی را جام — داد آن جام را مرا **بتمام**
وحی او را عجب اثر دیدم — روئے آن مہر زان قمر دیدم
دیدم از سحرِ خلق جلوۂ یار — کار دیگر برآمد از یک کار
ہمچو قرآن منزہ اش دانم — از خطا ہا ہمین است ایمانم
بخدا ہست این کلام مجید — از دہان خدائے پاک وحید
این خدائے ست رب اربابم — یکہ رو آرم ار ازو **تابم**
وارث **مصطفےٰ** شدم بیقین — شدہ رنگین برنگ یار حسین
وان یقین **کلیم** بر تورات — وان یقین ہائے سید السادات

کم نیم زان همہ بروئے یقین
هر کہ گوید دروغ ہست لعین

لیک آئینہ ام ز رب غنی
از پئے صورت مہ مدنی

هرچہ آن یار بر دل من ریخت
نہ شیاطین بدو نہ نفس آمیخت

خالص آمد کلام آن دادار
زین سبب شد دلم پر از انوار

ہست آن وحی تیرہ سوختنی
کہ نبود است بر یقین مبنی

لیکن این وحی بالیقین ز خداست
همہ کارم از آن یقین شدہ راست

آمدم آن زمان کہ باد خزان
کرد یکسر ریاض دین ویران

در مشائخ نماند جز تزویر
عالمان ہم نشستہ ہمچو ضریر

عاشق زر شدند و دولت و جاہ
دل تہی از محبت آن شاہ

اندر این روزہائے چون شب تار
قوم را بد ز حق بحالت زار

پس مرا از جہانیان بگزید
در دلم روح پاک خویش دمید

در دل من ز عشق شور افگند
خود مرا از گسست ہر پیوند

کرد دیوانہ و خرد ہا داد
بست یک در ہزار در بکشاد

خلق و مردم نصیحتم بکنند
تا ببرم ز یار خود پیوند

من نیم کور تا چو کورانی
بگزینم پئے زبستانی

آن بر تازہ کان عطیہ یار
چون ز دست افگنم پئے مردار

گر جہانے بدشمنی خیزد
تیغ گیرد کہ خون من ریزد

من نہ آنم کہ ترک او گویم
جان من ہست یار من رو تم

رخت ہرگز ز کوچہ اش نبرم
بزدلان دیگر اند و من دگرم

فارغم کرد عشق صورت یار
از غم حملہ ہائے این اغیار

شورش عشق ہست ہر آنے
تا بکے خیر این گریبانے

ناصحان را خبر ز حالم نیست
گذری سوئے آن نہالم نیست

آمدم چون سحر بلجۂ نور
تا شود تیرگی ز نورم دور

شور افگندہ ام کہ تا ز نیکار
خلق گردد ز خواب خود بیدار

غافلان من ز یار آمدہ ام
ہمچو باد بہار آمدہ ام

این زمانم زمانہ گلزار
موسم لالہ زار و وقت بہار

آمدم تا نگار باز آید
بے دلان را قرار باز آید

دست غیبم بپرورد ہر دم
کرد عیشم بمن ظہور اتم

نور الہام ہمچو باد صبا
نزد من آرد ز غیب خوشبو ہا

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہان بہ پیراہنم

پر شد از نور من زمان و زمین
سر ہنوزت برآسمان ز کین

باخدا جنگہا کنی ہیہات
این چہ جور و جفا کنی ہیہات

از توتغ برون نہادی پا
ہوش کن اے بریدہ زان یکتا

از پئے خلق و ننگ و نام و رسوم
تافتی رو ز حضرت قیوم

رو بدو کن کہ رو رخ یار است
ہمہ روہا فدائے دلدار است

وحی حق را چو بشنوی از ما
این مگو ما نیافتیم چرا

تا نہ کار دلت بجان برسد
چون پیامت ز دلستان برسد

تا نہ از خود روی جدا گردی
تا نہ قربان آشنا گردی

تا نیائی ز نفس خود بیرون
تا نہ گردی بروئے او مجنون

تا نہ خاکت شود بسان غبار
تا نہ گردد غبار تو خونبار

تا نہ خونت چکد برائے کسے
تا نہ جانت شود فدائے کسے

چون دہندت بکوئے جانان راہ
چون نیایدت اذن از درگاہ

تو حریص دراہم و دینار	روز و شب چون سگان پس مردار	با چنین حرص و آز و کبر و غرور	چون نمانی ز کوئے جانان دور
گر بجوئی سوار این رہ راست	اندر آنجا بجو کہ گرد نجاست	اندر آنجا بجو کہ **زور نماند**	خودنمائی و کبر و شور نماند
اندر آنجا بجو کہ مرگ آمد	چون خزان رفت بار و برگ آمد	فانیان را جہانیان نرسند	جانیان را ز بانیان نرسند
لاف ہائے زبان بود مردار	جز سگان کس نجویدش زنہار	در دلے چون بروید آن گلزار	بلبلش اہل دل شوند ہزار
این قبولیت از خدا آید	نہ بتزویر و افترا آید	چادری کاندرو خدا باشد	صد عزیزے برو فدا باشد
در بود زیر جامہ شیطانے	زود بینی تباہ و ویرانے	میخوری زہر گر تو بخل و حسد	میکنی با عباد رب احد
تا نہ میری بتر ز مردارے	دور از فضل حضرت بارے	تا نہ گردد سرت نگون ز نیاز	پردہ از نفس تو نہ گردد باز
تا نہ ریزد ترا ہمہ پر و بال	اندرین جا پریدن است محال	پردۂ نیست بر رخ دلدار	تو ز خود پردۂ خودی بردار
ہر کہ را دولت ازل شد یار	کار او شد تذلل اندر کار	آن سعیدان لقائے او دیدند	کہ بلاہا برائے او دیدند
آبرو ریختہ پئے **آن شاہ**	دل ز کف واز سر او فتادہ کلاہ	گر نیابند سوئے یار گذر	از غمش جان کنند زیر و زبر
کردہ بنیاد خود ہمہ ویران	ہم ملایک ز صدق شان حیران	چون دلے سوئے دل رہے دارد	یار چون یار خویش بگذارد
لاجرم این چنین وفادارے	جام عزت خورد ازان یارے	ہمچو دیوانہ یک جہان خیزد	تا بیک لحظہ خون او ریزد
لیکن آن یار خود فرود آید	تا عدو را دو دست بنماید	ہمچنین صادقان نشان دارند	قدسیان بہرشان بپیکارند
این نہان جنگ گر تبصر بینے	راہ مردان راہ بگزینے	ہر عدوے کہ خیزد از سر کین	خود بگو بد سرش خدائے معین
چون شود بندہ یار آن جانان	بر کابش دوند سلطانان	ہر کہ جان بہر یار باختہ است	یار ما قدر او شناختہ است
از سگان کمتر است دشمن او	بدگہر کوفتہ زہاون او	ہست از عادت خدائے علیم	میکند فرق در سعید و لئیم
ہیچ دانی لئیم را چہ نشان	آنکہ او دشمن **امام** زمان	آنکہ او آمد از خدائے یگان	پیش چشمش ز خیل مفتریان
گر نبودے شقی و کرم زمین	توبہ کردی ز گفتگوئے چنین	انچہ با من کند عنایت یار	کے بغیرے شنیدی اے مردار
گر شعار تو **اتقا بودے**	مشعل غیب رہنما بودے	اتقا را بود ز صدق آثار	اے سیہ دل ترا بصدق چہ کار
نیستی از خدا تو راز شناس	ہمہ بر ظن و وہم ہست اساس	آنچہ گوئی ز راہ کبر و جحود	بیش ازین گفتہ اند قوم یہود
نفس تو قبر روح تو خستہ	ہمہ ابواب آسمان بستہ	این چہ غفلت کہ خود بدین کیشے	واز خدا ہیچ گہ نیندیشے

ای بسا رازها که زین صواب / پیش کوران مقام احتجاب
ره طلب کن بگریه و زاری / تا بجوشد ترحم باری

یک شب از صدق نعرہ ہا بردار / پیش آن عالم حقیقت کار
از ادب نے براہ استکبار / زود مد خواہ اندر این اسرار

ترکن از اشک خویش بستر خویش / باز لب را کشائے با دل ریش
کای خدائے علیم راز نہان / کے بعلمت رسد دل انسان ص

ما خطا کار و کار ماست خطا / شد تبہ کار ما زعجلت ہا
گر ز تست این کہ سوئے تو خواند / وز تو بہتر کدام کس داند

گنہ ما ببخش و چشم کشا / تا نہ میریم از خلاف و ابا
ورنہ این ابتلا ز ما بردار / کہ رحیمی و قادر و غفار

اہل اخلاص چون کنند دعا / از سر صدق و ابتہال و بکا
شور افتد ازان در اہل سما / زان رسد حکم نصرت و ایوا

پس کجائی چرا نمے آئی / اندر این بارگاہ یکتائی
تو دعا کن بصدق و سوز و گداز / تا شود بر دلت در حق باز

از خودی حال خود خراب مکن / شب پری کار آفتاب مکن
چون رسد عجز کس بحد تمام / نصرة یار را رسد ہنگام

پس چرا نصرتش نمے خواہی / دور رفتی بکام گمراہی
نہ زمان بینی و نہ حالت قوم / دل چو کوران زبان کشادہ بلوم

ایکہ حشمت زکبر پوشیدہ / چہ کنم تا کشایدت دیدہ
گر ترا در دلست صدق و طلب / خود روی ہا مکن ز ترک ادب

راز راہ خدا بجوز خدا / تو نہ چون خدا بجائے خود آ
ہوش دار اے بشر کہ عقل بشر / دارد اندر نظر ہزار خطر

سر کشیدن طریق شیطانی است / برخلاف سرشت انسانی است
تا نہ فضلش در تو بکشاید / صد فضولی بکن چہ کار آید

آن خدائے کہ وعدہ حکمے / داد از راہ رحم و لطف ہمے
او بدانست از ازل کہ انام / راہ خود گم کنند از اوہام

ورنہ کار حکم چہ خواہد بود / رہ نمائی بمرد راہ چہ سود
راہ گم کردہ را حکم باید / تا بدو راہ راست بنماید

این مگو ما خودیم عالم دین / تو بہ کن ازین کلمات چنین
کور را کور کے نماید راہ / ہر کہ آگاہ از خدا آگاہ

دین نیاید بغیر دیندارے / سگ نداند بغیر مردارے
سخن یار و سینہ افسردہ / جامۂ زندہ است بر مردہ

گر بری ریگ را رفیع و بلند / جنبش باد خواہدش افگند
خانۂ تست کان ز معمارے / ورنہ افتد ز سیل دیوارے

دین ما این ہزار طوفان است / خانہ از پائے بست ویران است
این عجب قوم ہست ناہنجار / با چنین خانہ فارغ از معمار

آنچہ با دین نمود قوم پلید / با امامان نہ کردہ است یزید
باز گوئی کہ من نمے بینم / حاجت دیگرے پئے دینم

ایکہ راضی شدی بنقص و زیان / این دین است بلکہ دشمن آن
دین بیاموزدت خدائے قدیر / ورنہ رسمی است خام و زشت و حقیر

مسلمت مسلمی نہ کرد اے دون[1] / واز بخارے بخار سر افزون
این ہمہ استخوان بدامانت / نیست یکذرہ مغز در جانت

ص چون طالب مزید ایمان بود [illegible]

[1] ہی صحیح مسلم نے تجھے مسلمان نہ کیا ۱۲

کوئی و باز در دلت هوسے | که بخواند ترا بصیر کسے
زین خیال تو مردنت بهتر | زین غذا زهر خوردنت بهتر
اے نشسته بصدر سجاده | این چه سودات در سر افتاده
تا نماند اندر قیاس و فهم کسے | که شود کار پیل از مگسے
از خدا چون رسید پیغامت | چون نترسی ز خبث انجامت
بس همین است طاعت الغول | که دلت حکم حق نه کرد قبول
حجت لغو در میان آری | خبث نفس است اصل بیزاری
هرچه ثابت شد است از قرآن | تو از او سر بپیچے اے نادان
صد نشان شد عیان چو مهر منیر | نزد تست این دروغ باتو بر
دیده آخر برائے آن باشد | که بدو مرد راه دان باشد
وه چه این چشم هست وین دیده | که بروئے آفتاب پوشیده
گر بدل باشدت خیال خدا | این چنین ناید از تو استغنا
از دل و جان طریق او جوئی | واز سر صدق سوئے او پوئی
هر کرا دل بود بدلدارے | خبرش پرسد از خبردارے
گر نباشد لقائی محبوبے | جوید از نزد یار مکتوبے
بے دلارام نایدش آرام | گه بروئش نظر گهی بکلام
آنکه داری بدل محبت او | نایدت صبر جز بصحبت او
فرقت او گر اتفاق افتد | در تن و جان تو فراق افتد
دست از هجر او کباب شود | چشمت از فرقتش پر آب شود
باز چون آن جمال و آن روئے | شد نصیب دو چشم در کوئے
دست در دامنش زنی بجنون | که ز نادیدنت دلم شد خون
این محبت بذرهٔ امکان | واز دل افگندهٔ فدائے جهان
این وفا با بذرهٔ ناچیز | فارغ افتاده ز یار عزیز
او فرستاد بندهٔ از جود | تا رهاند ترا ز ریب و جحود
آن قدر بارها نشان بنمود | که نه صد معرفت درے بکشود
باز سر میزنی بانکارے | سهل بنداشتی چنین کارے
لا ابالی فتادهٔ زان یار | فارغی زان جمال و زان گفتار
مردگان را همین کشی بکنار | واز دلارام زندهٔ بیزار
کس شنیدی که قانع از یار است | عشق و صبر این دو کار دشوار است
این بود حال و طور عاشق زار | این بود قدر دلبرے مردار
عاشقان را بود ز صدق آثار | اے سیه دل ترا بعشق چه کار
نزد تو چون رسید زان کوئے | پیک آن دلستان خوش روئے
عزتش اینکه کافرش خوانی | واز سر زجر از درش رانی
صد هزاران نشان همی بینی | باز منکر شوی ز بے دینی
خویشتن را تو عالم انگاری | زین فضولی کنی بغداری
تا ز تو هستی ات بدر نرود | این رگ شرک از تو بر نرود
پای سعیت بلند تر نرود | تا ترا دود دل بسر نرود
یار پیدا شود دران هنگام | که تو گردی نهان ز خود بتمام
تا نه سوزی ز سوز و غم نرهی | تا نه میری ز موت هم نرهی
چیست آن هرزه جان و تن که بسوخت | آتش اندر دلی بزن که بسوخت
کلبهٔ جسم خود بکن برباد | چون نمی گردد از خدا آباد
پای خود را جدا کن از تن خویش | چون نگیرد ره صداقت پیش

آفرین خدا بران جانے ۔ کہ ز خود شد برائے جانانے
منزل یار خویش کرد بدل ۔ واز ہوا ہا رمید صد منزل
از خودی در شد و خدا را یافت ۔ گم شد و دست رہنما را یافت
ایکہ دیوانہ پئے اموال ۔ وہ کہ در کار دین چنین اہمال
وقت عیش ست و موسم شادی ۔ تو چہ در سوگ و ماتم افتادی
از خدائت رسید رہبر دین ۔ مرد دین باش و چون زنان منشین
خیز و از بہر یار کارے کن ۔ یک نظر سوئے این بہارے کن
ورنہ مرگ است اژدہائے دمان ۔ زود میگیردت مشو نادان
آن صبا کہ گہتی زیار آورد ۔ در دمے موسم بہار آورد
تو خزان بہر خود پسندیدے ۔ من ندانم چہ در خزان دیدے
از پئے زندہ کردن آمد یار ۔ تو ہم از دست خود شدی مُردا
قصہ ہا پیش میکنی ز ضلال ۔ کاین کرامات ہائے اہل کمال
گر درین قصہ ہا اثر بودے ۔ دلت از رجس دور تر بودے
قصہ ہا گر بیان کنی تو ہزار ۔ کے رہد از تو خبث دل زنہار
زین قصص ہیچ راہ نکشاید ۔ صد ہزاران بگو چہ کار آید
بنشین مدتے با اہل یقین ۔ تا دہندت دو دیدۂ حق بین
اندرون تو ہست دیو ضلال ۔ بر زبان قصہ ہائے از ابدال
روز چون روشن است از دادار ۔ چشم بکشا و شب پرے بگذار
در خورۂ مرتشکے نہ گیرد راہ ۔ تو ز دادار خویش دیدہ بخواہ
نیستی طالب حقیقت راز ۔ پس ہمین مشکلست آنرا ساز
این مگو من محافظ دینم ۔ خود شفا بخش دین مسکینم
در دلت صد ہزار بیماری ۔ چہ ازین دل توقعی داری
تند بادِ بخواہ از دادار ۔ تا خس و خار تو برد یکبار
جز خدا راہ چارہ سازی نیست ۔ باز کن دیدہ جائے بازی نیست
خبرے نیستت ز جانانہ ۔ مے زنی ہرزہ کام کورانہ
ہمچو کرمے بجز کلام خدا ۔ مردہ ہستی بغیر جام خدا
آن یقینے کہ بخشدت دادار ۔ چون خیال خودت نہد بکنار
آن یکے از دہان دلدارے ۔ نکتہ ہائے شنید و اسرارے
وان دگر از خیال خود بگمان ۔ پس کجا باشد این دو کس یکسان
ذوق این می چو تو نمیدانی ۔ ہرزہ عوعو کنی بنادانی
آن خدا دان کہ خود دہد آواز ۔ نہ کہ از وہم کس نماید باز
واجب آمد ازین بہر دوران ۔ کہ تکلم کند خدائے یگان
ورنہ دین ست محض افسانہ ۔ این چنین دین ز صدق بیگانہ
آن ز شیطان بود نہ از حق دین ۔ کہ نہ دارد دوام وحی یقین
دین ہمان دین بود کہ وحی خدا ۔ نشود ز وبہ ہیچ وقت جدا
وحی و دین خداست چون توام ۔ یک چو گم شد دگر شود گم ہم
بے یقین چون نجات یابد خلق ۔ بیگمان روز حق نتابد خلق
بے خدا چون یقین بدل آید ۔ گفتگو با لقائے باید
ایکہ مغرور راہ مظنونے ۔ تو نہ غافل کہ سخت مجنونے
نفس امّارہ بندۂ صدآز ۔ جز یقین کے بگردد انش باز
چون بہ بینی بہ بیشۂ شیرے ۔ نہ کنی در گریختن دیرے
ہم چنین پیش تو چو گرگ آید ۔ دل تپد ہیبت سترگ آید

پس بدین دعوی یقین کرترا   هست بر کردگار و روز جزا
باز چون بیکسی گناه بزرگ   چه خدا نیست نزد تو چون گرگ
بر خدا نیستت یقین ز نہار   زین چو گرگان خوش باید مردار
آن یقینے که مانعی ز خطاست   گر بخواہی رہش بگویم راست
آن کلام خدا بقطع و یقین   پاک و برتر ز دخل دیو لعین
پس ہمان چارۂ خطا کاریست   راہ دیگر طریق مکاریست
کس شنیدی که با یقین ہلاک   باز در بیشہ رود بیباک
پس چه ممکن که با یقین خدا   باز گردد وے بگرد خطا
شک و ظن را یقین نہادی نام   زین شدی با جرائمت بدنام
اندکے سوئے خود نظر انداز   از سرِ غور دیدہ را کن باز
تا بدانی که کور و محجوبے   سخت محروم ماندہ زین خوبے
ذرّہ نیست در تو از انوار   شب دیجور را بماہ چه کار
این خدائے عجیب در دل تست   که از و صد نبات ظلمت رست
شب تار است و دشت و بیم دوان   چون بخوابی ز غفلت اے نادان
خیز و بر حال خود نگاہ بکن   خطر رہ بہ بین و آہ بکن
خیز و از نفس خود برون نشان   گرچه خواہی مراتب عرفان
چه یقین نزد اوست آب حیات   یا پسندید ورطۂ شبہات
گر دلت می تپد برائے یقین   بخل چون کرد آن کریم و معین
ہرچه در فطرت تو ریختہ است   باز زان عزم چون گریختہ است
زین عیان شد که آن کریم و رحیم   داد ہر مقتضائے این تقویم
باز انسان ز قصر ہمت او   گشت غافل ز نور فطرت او
گر یقین نیست خواہش انسان   پس چه باعث که جویدش ہر آن
آنچه در فطرتِ بشر مکتوم   چون بماند بشر ازو محروم
بحر فیض است چون روان ہر دم   تا رسانند تا یقینِ اتم
پس اگر قانعی بظنونے   تو نہ عاقل که سخت مجنونے
دل تپدانہ برائے رفع حجاب   حیز دلے کان تنداست ہمچو کلاب
افلا تبصرون گفت خدا   خیز و در نفس جو تعطش ہا
ہمت دون مدار چون دونان   رو بجو یار را چو مجنونان
ہر که جویای اوست یافتہ است   تافت آن رو که سر نتافتہ است
آفرین خدا بران مردے   که بدین درد شد بدست چون گردے
از پئے وصل آن مہیمن پاک   اوفتادہ بسر نیاز بخاک
ہر زمان با خدائے یکتائے   بر زمین و بر آسمان جائے
ذرہ ذرہ جدا شدہ ز زمین   دل پریدہ بسوئے عرش برین
بر رخ او تجلیات خدا   در دلش جلوہ گاہ ذات خدا
این ہمہ حالت از خدا آید   چون یقین از کلامش افزاید
تو نفہمی ہنوز این سخنم   در دلت چون فرو شوم چه کنم
اے دریغا که دل ز درد گداخت   درد ما را مخاطبے نشناخت
اے خورِ روئے یار زود برآ   که دل آزرد از شب یلدا
عمر ما ہم رسید تا بکنار   بکنارم درآئی اے دلدار
ایکه تو طالبِ خدا ہستی   آن یقین جو که بخشدت ہستی
آن یقین جو که سیل تو گردد   ہمہ دریا ز میل تو گردد
آن یقین جو که آتش افروزد   ہرچه غیر خدا ہمہ سوزد

از یقین ہست زہد و عرفان ہم | گفتمت آشکار و پنہان ہم
بے یقین نفس گردد ہچو سگے | جنبدش نزد ہر فساد رگے
گر ترا آرزوئے دیدار است | پاک دل شو کہ مشکل این کار است
این خرد جملہ خلق میدارند | ناز کم کن کہ چون تو بسیارند
زہر فرقت چشی و ناکامی | باز منکر ز وحی و الہامی
داروئے ہر شکی کہ در دلہاست | این بلا را شفاء وحی خداست
آن گمان برد و این نمود فراز | آن نہان گفت و این کشود آن راز
آنکہ شکست ہر بت دل ما | ہست وحی خدائے بے ہمتا
آنکہ داد از یقین دل جامے | ہست گفتار آن دلارامے
اے بریدہ امیدہا ز خدا | توبہ کن از فساد خود باز آ
ترک کن کین و کبر و ناز و دلال | تا نہ کارت کشد بسوئے ضلال
اے ز دین بیخبر بخور غم دین | کہ نجات معلق است بدین
دل ازین درد و غم فگار بکن | دل چہ جان نیز ہم نثار بکن
بخت گردد چو زو بگردی باز | دولت آید ز آمدن بہ نیاز
دولت عمر میدمد بزوال | تو پریشان بفکر دولت و مال
این ہمہ را بکشتنت آہنگ | گہ بصلحت کشند و گاہ بجنگ
ہر کہ دارد یکے دلارامے | جز بوصلش نیابد آرامے
در دل عاشقان قرار کجا | توبہ کردن ز روئے یار کجا
کامیابان و زین جہان ناکام | زیرکان دور تر پریدہ ز دام
در خداوند خویش دل بستہ | باطن از غیر یار بگسستہ
ریزہ ریزہ شد آبگینہ شان | بوئے دلبر دمد ز سینہ شان
جز یقین دین تو چو مردارے | سر پر از کبر و دل ریاکارے
ہر کہ دور از نگار خواہد ماند | نفس دون را شکار خواہد ماند
این مراد از خرد چہ میجوئی | وحی حق شوید از سیہ روئی
چارۂ دل کلام دلدار است | ہر چہ غیرش کنند بیکار است
جان تو بر لب از نخوردن آب | باز از آب زندگی رو تاب
ہست بر عقل منت الہام | کہ ازو پخت ہر تصور خام
آن فرو ریخت این بکف بسپرد | آن طمع داد و این بجا آورد
آنکہ ما را رخ نگار نمود | ہست الہام آن خدائے ودود
وصل دلدار و مستی از جامش | ہمہ حاصل شدہ ز الہامش
عیش دنیائے دون دمے چند است | آخرش کار با خداوند است
چون ازین دام گہ ببندی بار | باز نائی درین بلاد و دیار
ہان تغافل مکن ازین غم خویش | کہ ترا کار مشکل است بہ پیش
ہست کارت ہمہ بآن یکذات | چون صبوری کنی ازو ہیہات
اے رسن ہائے آز کردہ دراز | زین ہوس ہا چرا نیائے باز
خویش و قوم و قبیلہ پر ز دغا | تو بریدہ برائے شان ز خدا
ہست آخر بآن خدا کارت | نہ تو یار کسے نہ کس یارت
تا نہ بیند صبوریش نایَد | ہر دمش سیل عشق بربایَد
حسن جانان بگوش خاطر شان | گفت رازے کہ گفتنش نتوان
از خود و نفس خود خلاص شدہ | مہبط فیض نور خاص شدہ
پاک از دخل غیر منزل دل | یار کردہ بجان و دل منزل
نقش ہستی بشست جلوۂ یار | سر زد آخر ز جیب دل دلدار

فانیان و پر از خدائے وحید	پاک و رنگین برنگ ربّ مجید	آن خدا دیگر و دگر انسان	لیکن ایشان در و شدند نہان
نے ز سر ہوش نے ز پا خبرے	در سر دلستان بخاک سرے	ہر کسے را بخود سرو کارے	کار دلدادگان بدلدارے
عالم دیگر است عالم شان	دور از غیر حق معالم شان	خفتہ اند و بچشم تو بیدار	جز خدا کس نہ محرم اسرار
فارغان از مذمّت و تحسین	نے ز مدحے خبر نہ از نفرین	ہر کہ با ذات او سرے دارد	پشت بر روئے دیگرے دارد
ہر کہ گیرد درش بصدق و حضور	از در و بام او ببارد نور	نور تابان چو مہر ز پیشانی	پر ہمہ روز عشق ربّانی
عشق آن یار مدعا گشتہ	دل ز غیر خدا جدا گشتہ	لطف او ترک طالبان نکند	کس بکار رہش زیان نکند
ہر کہ آن در گرفت کارش شد	صد امیدے برو نگارش شد	مثل آں دلستان کجا دیدی	پس چرا ہجر او پسندیدی
بہ کہ تو زود تر رہش گیری	این نہ باشد کہ پیش از ان میری	عمر اول بہ بین کجا رفت است	رفت و بنگر زتو چہا رفت است
پارۂ عمر رفت در خردی	پارۂ را بسرکشی بردی	تازہ رفت و بماند پس خوردہ	دشمناں شاد و یار آزردہ
بشنو از وضع عالم گذران	چون کند از زبان حال بیان	کین جہان باکسے وفا نکند	تکند مہر تا جدا نہ کند
گر بود گوش بشنوی صد آہ	از دل مردۂ درون تباہ	کہ چرا رو بتافتم ز خدا	دل نہادم در آنچہ گشت جدا
ہمچنین ساعتے ترا در پیش	گور آواز ہا دہد چون خویش	یاد کن وقت کوچ و ترک جہان	جان بلب خانہ پر ز شور و فغان
زن بنالد بدیدۂ خونبار	پسرے گرید از پس دیوار	دخترے سر برہنہ اشک روان	ہمہ خویشان شدہ تن بیجان
ناگہان بانگ آمد از سر درد	کہ فلان زین سرائے رحلت کرد	چند فرزند را گذاشت یتیم	بیوہ بیچارہ ماندہ با صد بیم
این مآل است عیش دنیا را	گر ندانی بپرس دانا را	بر سر گور پائے تست اے خام	ہوش کن تا نہ بد شود انجام
این جہان است مثل مردارے	ہر طرف چون سگے طلبگارے	رست آنکس کہ رست زین مردار	خاک شد تا مگر شود خوش یار
لطف او ترک طالبان نکند	کس بکار رہش زیان نکند	ہر کہ از خود شد از دش خواند	نکتہ ہست گر کسے داند

ماحصل اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ انسان اس دار الظلمات میں آکر کبھی نجات نہیں پا سکتا بجز اس کے کہ خود خدا تعالیٰ کے مکالمات سے مشرف ہو کر یا کسی اہل مکالمہ یقینیہ اور اہل آیات بیّنہ کی صحبت میں رہ کر اس ضروری اور قطعی علم تک پہنچ جائے کہ اس کا ایک خدا ہے جو قادر اور کریم اور رحیم ہے اور یہ دین یعنی اسلام جس پر یہ قائم ہے در حقیقت یہ سچا ہے

اور روز جزا اور بہشت اور دوزخ سب سچ ہے کیونکہ اگرچہ قصّہ اور نقل کے طور پر تمام اہل اسلام اس بات کو مانتے ہیں کہ خدا موجود ہے اور اُس کا رسول برحق مگر یہ ایمان کوئی یقینی بنیاد نہیں رکھتا اس لئے ایسے ضعیف ایمان کے ذریعہ سے یقینی رنگ کے آثار ظاہر ہونا اور گناہ سے سچی نفرت کرنا غیر ممکن ہے اور بوجہ اس کے کہ اسلام پر تیرہ سو برس گذر گئے تمام معجزات گذشتہ برنگ نقول اور قصص ہو گئے ہیں اور قرآن شریف اگرچہ عظیم الشان معجزہ ہے مگر ایک کامل کے وجود کو چاہتا ہے کہ جو قرآن کے اعجازی جواہر پر مطلع ہو اور وہ اس تلوار کی طرح ہے جو درحقیقت بے نظیر ہے لیکن اپنا جوہر دکھلانے میں ایک خاص دست و بازو کی محتاج ہے اس پر دلیل شاید یہ آیت ہے کہ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ پس وہ ناپاکوں کے دلوں پر معجزہ کے طور پر اثر نہیں کر سکتا بجز اس کے کہ اس کا اثر دکھلانے والا بھی قوم میں ایک موجود ہو اور وُہ وہی ہو گا جس کو یقینی طور پر نبیوں کی طرح خدا تعالےٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ نصیب ہو گا۔ غرض تمام برکات اور یقین کے حصول کا ذریعہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے اور انسان کی یہ زندگی جو شکوک اور شبہات سے بھری ہوئی ہے بجز مکالمات الٰہیہ کے سرچشمہ صافیہ کے یقین تک ہرگز نہیں پہنچ سکتی مگر خدا تعالےٰ کا وہ مکالمہ یقین تک پہنچاتا ہے جو یقینی اور قطعی ہو جس پر ایک ملہم قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ وہ اُسی رنگ کا مکالمہ ہے جس رنگ کا مکالمہ آدم سے ہُوا اور پھر شیث سے ہُوا اور پھر نوح سے ہُوا اور پھر ابراہیم سے اور پھر اسحاق سے اور پھر اسمٰعیل سے اور پھر یعقوب سے ہُوا اور پھر یوسف سے اور پھر چار سو برس کے بعد موسیٰ سے اور پھر یسوع بن نون سے ہُوا اور پھر داؤد سے ہُوا اور سلیمان سے اور الیسع نبی سے اور دانیال سے اور اسرائیلی سلسلہ کے آخر میں عیسیٰ بن مریم سے ہُوا اور سب سے اتم اور اکمل طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہُوا۔ لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبہ سے کمتر ہو تو وہ شیطانی کلام ہے نہ ربّانی۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے اور اپنے کرنیں زمین پر چھوڑتا ہے تو اُس کی روشنی ایسی صاف دنیا پر پڑتی ہے کہ کسی دیکھنے والے کو اس کے نکلنے میں شک

باقی نہیں رہتا اور نہ وہ کہہ سکتا ہے کہ کل کا سورج تو یقینی تھا مگر آج کا شکی۔ پس کیا تم اُس الہام میں شک کر سکتے ہو کہ خدائی چہرہ کا نور اپنے اندر رکھتا ہے کیا خدا کی کلام کا طلوع سورج کے طلوع سے کچھ کمتر ہے کوئی چیز اپنی صفات ذاتیہ سے الگ نہیں ہو سکتی۔ پھر خدا کا کلام جو زندہ کلام ہے کیونکر الگ ہو سکے۔ پس کیا تم کہہ سکتے ہو کہ آفتاب وحی الٰہی اگرچہ پہلے زمانوں میں یقینی رنگ میں طلوع کرتا رہا ہے مگر اب وہ صفائی اس کو نصیب نہیں گویا یقینی معرفت تک پہنچنے کا کوئی سامان آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے اور گویا خدا کی سلطنت اور حکومت اور فیض رسانی کچھ تھوڑی مدت تک رہ کر ختم ہو چکی ہے لیکن خدا کا کلام اس کے برخلاف گواہی دیتا ہے کیونکہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اِس دُعا میں اُس انعام کی امید دلائی گئی ہے جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اُن تمام انعامات میں سے بزرگ تر انعام وحی یقینی کا انعام ہے کیونکہ گفتار الٰہی قائم مقام دیدار الٰہی ہے کیونکہ اسی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے پس اگر کسی کو اس اُمت میں سے وحی یقینی نصیب ہی نہیں اور وہ اس بات پر جرأت ہی نہیں کر سکتا کہ اپنی وحی کو قطعی طور پر مثل انبیاء علیہم السلام کے یقینی سمجھے اور نہ اسکی ایسی وحی ہو کہ انبیاء کی طرح اُسکے ترک متابعت اور ترک عمل پر یقینی طور پر دنیا کا ضرر متصور ہو سکے تو ایسی دعا سکھلانا محض دھوکا ہو گا کیونکہ اگر خدا کو یہ منظور ہی نہیں کہ بموجب دُعا اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم انبیاء علیہم السلام کے انعامات میں اس اُمت کو بھی شریک کرے تو اُس نے کیوں یہ دعا سکھلائی اور ایک نا شدنی امر کے لئے دُعا کرنے کی ترغیب کیوں دی۔ پس اگر یہ دُعا سکھلانا یقین اور معرفت کا انعام دینے کی نیت سے نہیں بلکہ محض لفظوں سے خوش کرنا ہے پس اسی سے فیصلہ ہو گیا کہ یہ اُمت اپنی نصیبوں میں سب اُمتوں سے گری ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کی مرضی نہیں ہے کہ اس اُمت کو یقینی چشمہ کا پانی پلا کر نجات دے بلکہ وہ انکو شکوک اور شبہات کے ورطہ میں چھوڑ کر ہلاک کرنا چاہتا ہے لیکن یاد

رہے کہ ضرور اُن انعامات میں جو نبیوں کو دئے گئے اس اُمت کیلئے حصہ رکھا گیا ہے کیونکہ اگر مسلمانوں کے کامل افراد کی فطرتوں میں یہ حصہ نہ ہوتا تو اُن کے دلوں میں یہ خواہش نہ پائی جاتی کہ وہ خداشناسی کے درجہ میں حق الیقین کے درجہ تک پہنچ جائیں اور ان انعامات سے سب بڑھ کر یقینی مخاطبات اور مکالمات کا انعام ہے جس سے انسان اپنی خداشناسی میں پوری ترقی کرتا ہے گویا ایک طور سے خدا تعالےٰ کو دیکھ لیتا ہے اور اسکی ہستی پر رویت کے رنگ میں ایمان لاتا ہے تب الٰہی ہیبت پورے طور پر اُس کے دل پر کام کرتی ہے اور جیسا کہ ہر ایک جگہ رویت اور یقین کا خاصہ ہے وہ خاصہ اُس کے اندر اپنا کام کرنے لگتا ہے اور شکوک اور شبہات کی تاریکی اس طرح دور ہو جاتی ہے جیسا کہ آفتاب سے ظلمت۔ تب روئے زمین پر اُس جیسا کوئی اتقی نہیں ہوتا اور اُس جیسا کوئی گناہ سے بیزار نہیں ہوتا اور اُس جیسا اُس خالق یگانہ سے کوئی محبت کرنے والا نہیں ہوتا اور اُس جیسا اُس یار کا کوئی وفادار نہیں ہوتا۔ اور اُس جیسا کوئی ڈرنے والا نہیں ہوتا اور اُس جیسا کوئی توکل کرنیوالا نہیں ہوتا۔ اور اُس جیسا پیوند میں کوئی صادق نہیں ہوتا۔ اور جیسا کہ خدا تعالےٰ کے کلام سے ظاہر ہے یقینی اور قطعی وحی کا قیامت کے دن تک اس اُمت کو وعدہ دیا گیا ہے ایسا ہی عقل بھی نوع انسان کے لئے اُسکو ضروری سمجھتی ہے کیونکہ گناہ اور فسق و فجور کا علاج اور چارہ بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ خدا کا جمال اور جلال یقینی طور پر انسان پر مکشوف ہو وجہ یہ کہ تجربہ گواہی دے رہا ہے کہ یا تو سچی محبت گناہ اور مخالفت سے روکتی ہے یا سچی ہیبت نافرمانیوں سے باز رکھتی ہے اور سچی محبت میں بھی ایک خوف ہوتا ہے اور وہ یہی کہ یار مہربان سے تعلق نہ ٹوٹ جائے اور جس پر سچی محبت اور سچی ہیبت کی کیفیت یقینی طور پر وارد ہو اور یا وہ شخص کہ جو کامل طور پر اس شخص کا شناسندہ اور محبت کنندہ اور اُس کا زیر اثر ہو وہ بلا شبہ گناہ سے روک لیا جاتا ہے اور دوسرے لوگ دنیا میں جس قدر ہیں اُن میں سے کوئی بھی گناہ کی زہر سے خالی نہیں۔ ہاں مکاری سے بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم بے گناہ ہیں اور ہمارے دلوں میں کوئی ناپاکی نہیں مگر وہ جھوٹے ہیں اور خدا اور مخلوق کو دھوکا

دینا چاہتے ہیں گناہ سے پاک ہونا بجز اس کے ممکن ہی نہیں کہ ہیبت اللہ کی موت یقین کی تیز شعاعوں کی وجہ سے انسان کے دل پر وارد ہو جائے اور سچی محبت اور سچی ہیبت دل میں بس جائے اور دل خدا کے جمال اور جلال سے رنگین ہو جائے اور یہ دونوں کیفیتیں کبھی اور ہرگز دل میں آہی نہیں سکتیں جب تک کہ خدا کی ہستی اور اُس کی اِن دونوں قسم کے صفات پر یقین پیدا نہ ہو۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ نجات کی جڑ اور نجات کا ذریعہ صرف یقین ہی۔ وہ یقین ہی ہے کہ باوجود بلاؤں کے سامنے کے اطاعت کے لئے گردن جھکا دیتا اور آگ میں داخل ہونے کیلئے کھڑا کر دیتا ہے وہ یقینی نظارہ ہی ہے جو عاشق بنا دیتا ہے اور مرنے کیلئے تیار کر دیتا ہے وہ یقینی نظارہ ہی ہے کہ جس سے انسان خدا کیلئے آرام کا پہلو چھوڑتا اور مخلوق کی تعریف اور تحسین سے لاپرواہ ہو جاتا اور اُس کے لئے تمام دنیا کو اپنا خطرناک دشمن بنا لیتا ہے انسان یقینی ہیبت کی وجہ سے مباح چیزوں کو بھی ڈرتا ڈرتا ہی استعمال کرتا ہے اور زبان کو ناگفتنی باتوں سے روکتا ہے گویا اُس کے مُنہ میں سنگریزے ہیں اور یہ یقین یا تو دیدار سے میسر آتا ہے اور یا اُس گفتار سے جو خدا کا یقینی کلام ہے جو اپنی طاقت اور شوکت اور دلکش خاصیت اور خوارق سے ثابت کر دیتا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے بجز اس صورت کے نہ خدا کی ہستی پر یقین آ سکتا ہے اور نہ اُس کی صفات پر۔ اب جس حالت میں یہ مانا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ اس بات پر قادر ہے کہ یقینی کلام کسی بندہ پر نازل فرماوے اور اُس کا وعدہ انعمت علیہم اِس امکان کو ضروری ٹھہراتا ہے اور نجات بھی اسی کلام الٰہی پر موقوف ہے جو یقینی ہو اور انسانی فطرت بھی اس کی پیاسی پائی جاتی ہے تو کیوں اور کیا وجہ کہ خدا اس فیض سے اُمت کو محروم رکھے کیا انسان کی فطرت میں یہ جوش نہیں ڈالا گیا کہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقین پیدا کرے اور کوئی ایسا ذریعہ اس کو حاصل ہو جس سے وہ سمجھ لے کہ وہ اپنی تمام پاک صفات کے ساتھ درحقیقت موجود ہے مگر کیا وہ ذریعہ صرف آسمان اور زمین کی صنعتیں ہو سکتی ہیں ہرگز نہیں کیونکہ غایت درجہ اُن سے صرف ضرورت خالق محسوس ہوتی ہے نہ کہ یہ کہ خالق درحقیقت موجود بھی ہے اور ضرورت خالق پر دلیل

قائم ہونا اس خالق کی واقعی ہستی پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی اسی لئے انبیاء اور آسمانی نشانوں کی حاجت پڑی کیونکہ دلائل عقلیہ صرف اس حد تک خدا تعالیٰ کی نسبت علم بخشتے ہیں کہ ان مصنوعات پر نظر کر کے جن میں ایک ابلغ اور محکم ترکیب پائی جاتی ہے یہ ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ ان کا ایک صانع ہونا چاہیئے لیکن یہ دلائل یہ ثابت نہیں کرتیں کہ وہ صانع فی الواقع ہے بھی۔ اور ہے اور ہونا چاہیئے میں ایک فرق ہے جو اس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ پہلی کتابیں اور پہلے معجزات خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک قطعی دلیل ہے کیونکہ اس وقت نہ وہ معجزات بدیہی طور پر مشاہدات میں سے ہیں اور نہ اس وقت وہ کلام نازل ہو رہا ہے۔ ہاں قرآن شریف معجزہ ہے مگر وہ اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک ایسا شخص ہو کہ اس معجزہ کے جوہر ظاہر کرے اور وہ وہی ہوگا جو بذریعہ الہامی کلام کے پاک کیا جائے گا۔ اب جبکہ انسانی فطرت اور انسانی کانشنس اور انسانی روح شکوک و شبہات کی موت سے مرنا پسند نہیں کرتی اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک کھلے کھلے یقین کی پیاسی ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ جس قادر اور حکیم نے انسان کو یقین حاصل کرنے کی پیاس لگا دی ہے اُس نے پہلے سے اس بات کا انتظام بھی کر لیا ہے کہ انسان یقین کے مرتبہ تک پہنچ جائے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا انتظام ہے جو یقین تک پہنچاتا ہے سو مجھے چھوڑو نا ہیں صاف صاف کہہ دوں کہ وہ انتظام ابتداء دنیا سے آج تک ایک ہی چلا آیا ہے یعنی خدا کا قول جس کی تائید اور تصدیق اس کا خارق عادت فعل کرتا ہے اور یہ دھوکا مت کھاؤ کہ خدا کا کلام ایک مرتبہ یا چند مرتبہ جو گذشتہ زمانہ میں نازل ہو چکا ہے وہ یقین عطا کرنے کیلئے کافی ہے بار بار کی کیا ضرورت ہے۔ اسی شبہ میں آریہ سماج والے گرفتار ہیں۔ کیونکہ اُن کے نزدیک وید خدا کا کلام ہے اور وہ ایک دفعہ اس موجودہ دَور دُنیا کے لئے نازل ہو چکا ہے پھر بار بار کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن وہ اور ایسا ہی اُن کے سب ہمخیال دھوکا کھاتے ہیں اور اس دھوکا میں عیسائی بھی شریک ہیں جو کہتے ہیں کہ توریت نے تعلیم کے حق کو پورا کر دیا تھا پھر قرآن کی کیا ضرورت تھی۔ اِن تمام تو ہمات کا جواب یہی ہے

کہ خدا کی غرض کتابوں کے نازل کرنے سے افادہ یقین ہے کہ تا اُس کی ذات اور صفات اور اُس کی پسندیدہ اور ناپسند راہوں پر لوگوں کو یقین آجاوے اور پھر یقین کی برکت سے وہ اپنے خدا پر پورا ایمان لاویں اور بدی سے پورے طور پر پرہیز کریں اور نیکی کو پورے طور پر حاصل کریں سو جب نبوت کا زمانہ گذر جاتا ہے اور خدا کا کلام قصوں کے رنگ میں پڑھا جاتا ہے تب یہ غرض مفقود ہو جاتی ہے اور دلوں میں اُس کلام پر یقین نہیں رہتا۔ جیسا کہ تم یہودیوں کا حال دیکھتے ہو کہ توریت اُن کے ہاتھ میں ہے اور کھوٹ اُن کے دلوں میں۔ اور کیا تم عیسائیوں میں بتا سکتے ہو کہ ایسے لوگ اُن میں کتنے ہیں کہ ایک طرف مار کھا کر دوسری طرف بھی پھیر دیتے ہیں اور چادر لینے والے کو کُرتہ دینے کے لئے طیار ہیں اور آنکھوں کو بدنظری سے روکتے ہیں اور لوگوں پر عیب نہیں لگاتے اور اُن کے دل ٹھٹھے اور مکّاری اور منصوبہ باز نہیں مگر شاذ و نادر جس نے نہ انجیل سے بلکہ اپنی فطرت کی ہدایت سے بدی سے پرہیز کی ہو۔ غرض جس طرح ہر یک صبح تازہ کھانے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح جب مرور زمانہ سے نور ایمان جو یقین ہے کم ہو جاتا ہے تو وہ خدا کی کلام کو پڑھتے تو ہیں مگر وہ پڑھنا اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترتا۔ تب خدا کا کلام جو اُن سے دُور ہو جاتا ہے اور اُنہیں چھوتا نہیں کوئی نیک اثر اُن پر ڈال نہیں سکتا گویا وہ کلام اُن کو چھوڑ کر آسمان پر اُٹھ جاتا ہے تب ایک جوہر قابل پیدا کیا جاتا ہے جس کو کلام اپنی طرف کھینچتا ہے اور خدا کی کلام کی طاقت اُس کو یقین کے کامل مرتبہ تک پہنچاتی ہے تب وہ علم جو آسمان پر اُٹھ گیا تھا پھر اُس کے ذریعہ سے زمین پر واپس آجاتا ہے اسی طرح ہمیشہ یقین خدا کے تازہ مکالمہ سے تازہ پیدا ہوتا رہتا ہے اور جس شریعت کو خدا تعالیٰ منسوخ کر دیتا ہے اس شریعت کی پیروی کرنے والوں کے دل ممسوخ ہو جاتے ہیں اور اُن میں کوئی باقی نہیں رہتا جس پر تازہ کلام وارد ہو۔ تب وہ کتاب ایک متعفن پانی کی طرح ہو جاتی ہے جس کے ساتھ بہت کیچڑ اور گند مل گیا ہے اور ایسی شریعت سے انسانوں کو کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اُن کے ہاتھ میں صرف قصے

رہ جاتے ہیں اور آسمان کا تازہ پانی یعنی تازہ کلام الٰہی ان کے پاس نہیں آتا پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا نے اُن کو چھوڑ دیا ہے خلاصہ کلام یہ کہ مردود مذہب کی یہ نشانی ہے کہ تازہ کلام کا نور اس میں پایا نہیں جاتا اور وہ لوگ ہمیشہ اُسی کلام پر بھروسہ رکھتے ہیں جسکو تازہ الٰہی کلام تصدیق نہیں کرتا اور نہ تازہ نشان تصدیق کرتے ہیں اِس لئے اُن کے دل مُردہ رہتے ہیں اور نور یقین جو گناہوں کو جلاتا ہے اُن کے نزدیک نہیں آتا۔ اس تمام بیان کا خلاصہ در خلاصہ یہ ہے کہ تازہ کلام الٰہی خدا کی شریعت کا پشتیبان ہے اور اُس کشتی کو جو گناہوں کے سبب سے غرق ہونے لگتی ہے جلد تر کنار امن تک پہنچانے والا ہے مگر شاید کوئی بھول نہ جائے اِس لئے بار بار کہا جاتا ہے کہ کلام الٰہی سے مراد وہی کلام ہے کہ جو زمانہ کیلئے تازہ طور پر اُترتا ہے اور اپنی طبعی خاصیت سے مُلہم اور اس کی ہم نشینوں پر ثابت کرتا ہے کہ میں یقینی طور پر خدا کا کلام ہوں۔ اور ایسا مُلہم طبعاً اُس میں اور خدا کے دوسرے کلمات میں جو پہلے نبیوں پر نازل ہوئے من حیث الوحی کچھ فرق نہیں سمجھتا گو دوسری وجوہ سے کچھ فرق ہو۔ لیکن یاد رہے کہ عوام الناس کے ایسے شکی وہمی الہام ہماری اس بحث سے خارج ہیں جن کے ساتھ نہ تو خدائی نشان اور آسمانی متواتر تائیدیں ہوتی ہیں کہ تا اس قول کو فعل کی شہادت کے ساتھ قوت دیں اور نہ خود مُلہم کو اُن کی نسبت یقین کامل ہوتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ دبدہا میں رہتا ہے کہ آیا یہ شیطانی ہیں یا رحمانی۔ اس جگہ یہ نکتہ خوب توجہ کر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو الہامات ایسے مردہ اور ضعیف الاثر ہوں جو مُلہم پر مشتبہ رہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف سے۔ وہ درحقیقت شیطان کی طرف سے ہی ہوتے ہیں یا شیطان کی آمیزش سے اور گمراہ ہے وہ شخص جو اُن پر بھروسا کرتا ہے اور بدبخت ہر وہ شخص جو اس خطرناک ابتلا میں ماخوذ ہے کیونکہ شیطان اُس سے بازی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو ہلاک کرے اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ یعنی رحمانی الہام کی نشانی کیا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ اس کی کئی نشانیاں ہیں (۱) اول یہ کہ الٰہی طاقت اور برکت اس کے ساتھ ایسی ہوتی ہے کہ اگرچہ اور دلائل ابھی ظاہر

نہ ہوں وہ طاقت بڑے جوش اور زور سے بتلاتی ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور مُلہم کے دل کو ایسا اپنا مُسخّر بنا لیتی ہے کہ اگر اُس کو آگ میں کھڑا کر دیا جاوے یا ایک بجلی اُس پر پڑنے لگے وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ الہام شیطانی ہے یا حدیث النفس ہے یا شکّی ہے یا ظنّی ہے بلکہ ہر دم اس کی رُوح بولتی ہے کہ یہ یقینی ہے اور خدا کا کلام ہے (۲) دوسرے خدا کے الہام میں ایک خارق عادت شوکت ہوتی ہے (۳) تیسری وہ پُر زور آواز اور قوت سے نازل ہوتا ہے (۴) چوتھی اس میں ایک لذّت ہوتی ہے (۵) اکثر اس میں سلسلہ سوال و جواب پیدا ہو جاتا ہے۔ بندہ سوال کرتا ہے خدا جواب دیتا ہے اور پھر بندہ سوال کرتا ہے خدا جواب دیتا ہے خدا کا جواب پانے کے وقت بندہ پر ایک غنودگی طاری ہوتی ہے لیکن صرف غنودگی کی حالت میں کوئی کلام زبان پر جاری ہونا وحی الٰہی کی قطعی دلیل نہیں کیونکہ اس طرح پر شیطانی الہام بھی ہو سکتا ہے (۶) چھٹی وہ الہام کبھی ایسی زبانوں میں بھی ہو جاتا ہے جن کا مُلہم کو کچھ بھی علم نہیں (۷) خدائی الہام میں ایک خدائی کشش ہوتی ہے۔ اول وہ کشش مُلہم کو عالم تفرید اور انقطاع کی طرف کھینچ لیجاتی ہے اور آخر اس کا اثر بڑھتا بڑھتا طبائع سلیمہ سعیدہ پر جا پڑتا ہے تب ایک دنیا اُس کی طرف کھینچی جاتی ہے اور بہت سی رُوحیں اُس کے رنگ میں بقدر استعداد آجاتی ہیں (۸) آٹھویں سچا الہام غلطیوں سے نجات دیتا اور بطور حَکَم کے کام کرتا ہے اور قرآن شریف کے کسی بیان میں مخالف نہیں ہوتا (۹) سچے الہام کی پیشگوئی فی حد ذاتہٖ سچی ہوتی ہے گو اس کے سمجھنے میں لوگوں کو دھوکا ہو (۱۰) دسویں سچا الہام تقویٰ کو بڑھاتا اور اخلاقی قوتوں کو زیادہ کرتا اور دنیا سے دل برداشتہ کرتا اور معاصی سے متنفّر کر دیتا ہے (۱۱) سچا الہام چونکہ خدا کا قول ہے اس لئے وہ اپنی تائید کے لئے خدا کے فعل کو ساتھ لاتا ہے اور اکثر بزرگ پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو سچی نکلتی ہیں اور قول اور فعل دونوں کی آمیزش سے یقین کے دریا جاری ہو جاتے ہیں اور انسان سفلی زندگی سے منقطع ہو کر ملکوتی صفات بن جاتا ہے یقینی الہام میں سے جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے وہ حصہ جو خوارق اور پیشگوئیوں پر مشتمل ہے ہم کسی قدر اُس میں سے بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں۔

یعنی ہم نمونہ کے طور پر چند وہ نشان لکھتے ہیں جو اُس وحی کے ساتھ وقتاً فوقتاً ظاہر ہوئے جو میرے پر نازل ہوئی اور وہ یہ ہیں :-

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے یہ خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں اور ہزارہا اُن کے گواہ ہیں جن میں سے بعض اس جگہ لکھے گئے۔	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱	سنہ ۱۸۷۴ء	**پہلی پیشگوئی مع تفصیل واقعہ** - میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضیٰ مرحوم اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے گورنمنٹ انگریزی میں وہ پنشن پاتے تھے اور اس کے علاوہ چار سو روپیہ انعام ملتا تھا اور چار گاؤں زمینداری کے تھے پنشن اور انعام اُنکی ذات تک وابستہ تھے اور زمینداری کے دیہات کے متعلق سرکار کے مقدمات شروع ہونے کو تھے اتنے میں وہ قریباً ۸۵ برس کی عمر میں بیمار ہو گئے اور پھر بیماری سے شفا بھی ہو گئی - کچھ خفیف سی زحیر باقی تھی - ہفتہ کا روز تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ مجھے کچھ غنودگی ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا - وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ جس کے معنی مجھے یہ سمجھائے گئے کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس حادثہ کی کہ غروب آفتاب کے بعد پڑیگا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ پیشگوئی میرے والد کے متعلق ہے اور وہ آج ہی غروب آفتاب کے بعد وفات پائیں گے اور یہ قول خدا تعالےٰ کی طرف سے بطور ماتم پرسی کے ہے - اس وحی الٰہی کے ساتھ ہی میرے دل میں بمقتضائے بشریت	آج تک ظاہر ہو رہی ہے۔

زندہ گواہ رویت

اس وحی الٰہی کی گواہ رویت ایک بڑی جماعت ہے اگر میں تفصیل سے لکھوں تو ایک ہزار سے بھی زیادہ ہوگا مگر چونکہ حضرت مرزا صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ہی جس کو آج اٹھائیس برس گذر چکے ہیں اس الہام کو ایک نگینہ پر کھدوا کر ایک مہر بنوائی گئی تھی جو ابتک موجود ہے جس کا یہ نشان ہے  اس لئے زیادہ ثبوت کی

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں ہزارہا اُن کے گواہ ہیں جن میں سے بعض اسجگہ لکھے گئے	گواہان پیشگوئی
نمبر پیشگوئی ۱		یہ گذرا کہ ان کی وفات سے مجھے بڑا ابتلا پیش آئیگا کیونکہ جو وجوہ آمدن انکی ذات سے وابستہ ہیں وہ سب ضبط ہو جائینگی اور زمینداری کا حصہ کثیرہ شرکاء لے جائیں گے اور پھر نہ معلوم ہمارے لئے کیا کیا مقدر ہے میں اس خیال میں ہی تھا کہ پھر یک دفعہ غنودگی آئی اور یہ الہام ہوا الیس اللہ بکاف عبدہ ۔ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ پھر اسکے بعد میرے دل میں سکینت نازل کی گئی اور نماز ظہر کے بعد میں نیچے اُترا اور جون کا مہینہ اور سخت گرمی کے دن تھے اور میں نے جا کر دیکھا کہ میرے والد صاحب تندرست کیطرح بیٹھے تھے اور نشست برخاست اور حرکت میں کسی سہارے کے محتاج نہ تھے اور حیرت تھی کہ آج واقعہ وفات کیونکر پیش آئیگا لیکن جب غروب آفتاب کے قریب وہ پاخانہ میں جا کر واپس آئے تو آفتاب غروب ہو چکا تھا اور پلنگ پر بیٹھتے کے ساتھ ہی غرغرہ نزع شروع ہو گیا شروع غرغرہ میں مجھے اُنہوں نے کہا دیکھا یہ کیا حالت ہے اور پھر آپ ہی لیٹ گئے اور بعد اس کے کوئی کلام نہ کی اور چند منٹ میں ہی اس ناپائدار دنیا سے گذر گئے۔ آج تک جو دہم اگست ۱۹۰۲ء ہے مرزا صاحب مرحوم	
زندہ گواہ رویت	کچھ ضرورت نہیں کیونکہ یہ مُہر ایک آریہ کی معرفت بنوائی گئی تھی جو ابتک زندہ موجود ہے جس کا نام ملاوامل ہے اور اُس کا دوسرا ہم قوم بھائی شرمپت نام بھی اس بات کا گواہ ہے اور وہ آریہ میرے اِس الہام کو بذریعہ میرے ایک خط کے امرتسر میں حکیم محمد شریف کلانوری مرحوم کے پاس لے گیا تھا اور وہاں ایک مُہر کن سے یہ مہر بنوائی		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں ہزارہا انکے گواہ ہیں جن میں سے بعض اس جگہ لکھے گئے	تاریخ ظہور پیشگوئی
		کے انتقال کو اٹھائیس برس ہو چکے ہیں بعد اس کے میں نے مرزا صاحب کی تجہیز تکفین سے فراغت کر کے وہ وحی الٰہی جو تکفل الٰہی کے بارہ میں ہوئی تھی یعنی **الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ** اس کو ایک نگینہ پر کھدوا کر وہ مُہر اپنے پاس رکھی اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ خارق عادت طور پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور نہ صرف میں بلکہ ہر ایک شخص جو میرے اس زمانہ کا واقف ہو جبکہ میں اپنے والد صاحب کے زیر سایہ زندگی بسر کرتا تھا وہ گواہی دے سکتا ہے کہ مرزا صاحب مرحوم کے وقت میں کہ کوئی مجھے جانتا بھی نہیں تھا اُن کی ※ وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے اس طور سے میری دستگیری کی اور ایسا میرا متکفل ہوا کہ کسی شخص کے وہم اور خیال میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ہونا ممکن ہے ہر ایک پہلو سے وہ میرا ناصر اور معاون ہوا مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی مگر اب تک اُس نے کئی لاکھ آدمی کو میرے دسترخوان پر روٹی کھلائی۔ ڈاکخانہ والوں کو خود پوچھ لو کہ کس قدر اُس نے روپیہ بھیجا۔ میری دانست میں دس لاکھ سے کم نہیں۔ اب ایماناً کہو کہ یہ **معجزہ** ہے یا نہیں۔	
زندہ گواہ رویت	گئی تھی حکیم صاحب مرحوم کے دوستوں اور اولاد کو بھی یہ واقعہ معلوم ہو اب جو شخص ذرا حیا کو کام میں لا کر یہ سوچے اور تحقیق کرے کہ آج سے ۲۸ برس پہلے یعنی حضرت والد صاحب کے زمانہ میں میں کیا چیز تھا※ پھر خدا کی اس وحی الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ کے بعد خدا نے میری کیسی پرورش کی تو میں یقین نہیں رکھتا کہ اس معجزہ سے بجز اس شخص کے کہ سخت درجہ کا بیحیا ہو انکار کر سکے۔		

※ باہر کے لوگوں میں سے بجز دو چار آدمیوں کے کون کہہ سکتا ہے کہ میں جانتا تھا۔

نمبر	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں ہزارہا انکے گواہ ہیں جن میں سے بعض اس جگہ لکھے گئے۔	زمانہ ظہور پیشگوئی
۲	۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء	لا تیئس من روح اللّٰہ الا ان روح اللّٰہ قریب۔ الا ان نصر اللّٰہ قریب۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق ینصرک اللّٰہ من عندہ۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ لا مبدل لکلمات اللّٰہ۔ دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء سفیر ہند پریس امرتسر۔ ترجمہ خدا کے فضل سے نومید مت ہو یعنی یہ خیال مت کر کہ کوئی میری طرف التفات نہیں کرتا اور نہ کوئی میری نصرت کرتا ہے یہ بات سُن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک ایسی راہ سے تجھے پہنچیگی کہ کبھی بند نہیں ہوگا اور لوگ ہر ایک راہ سے آتے رہینگے جو بند نہیں ہوگا بلکہ لوگوں کے چلنے سے عمیق ہوتا رہیگا یعنی لوگ ہر ایک راہ سے بکثرت تیرے پاس آئیں گے یہاں تک کہ راہیں عمیق ہو جائیں گی۔ یہ استعارہ اس منشاء کے ادا کرنے کیلئے ہے کہ سلسلہ رجوع خلائق کا کبھی بند نہیں ہوگا اور یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا مگر شاذ و نادر جو صرف چند ابتدائی زمانہ کے تعارف والے تھے اور نہ گورنمنٹ کو میری طرف کچھ	اس پیشگوئی سے بیس سال بعد ہر ایک پہلو سے نصرت الٰہی اور نیز رجوع خلائق ظہور میں آیا۔
زندہ گواہ رویت		اس پیشگوئی کا بیان کرنا اور پھر پورا ہونا براہین احمدیہ کی شہادت سے ثابت ہے کیونکہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ پیشگوئی مندرج ہے اور براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جو قریباً بائیس ۲۲ برس سے ملک میں شائع ہو گئی ہے یہ وہ زمانہ تھا کہ جب میں گوشہ تنہائی میں پڑا ہوا تھا نہ مہمان تھے اور نہ کوئی مہمانخانہ تھا۔ اس واقعہ کو تمام یہ قصبہ جانتا ہے۔	

بسم	ان پیشگوئیوں	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں ہزارہا ان کے گواہ ہیں جن میں سے بعض اس جگہ لکھے گئے	گواہوں
نمبر پیشگوئی ۸		خیال تھا کہ اس کا اتنا بڑا سلسلہ قائم ہوگا اور نہ اس ملک کے لوگوں میں سے کوئی پیشگوئی کر سکتا تھا کہ یہ غیر معمولی ترقی ایک دن ضرور ہوگی مگر یہ خدا کا فعل ہے جو باوجود ہزارہا روکوں کے جو قوم کی طرف سے اور مولویوں کی طرف سے ہوئیں خدا نے میری اُس دُعا کو قبول کر کے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۲ میں ہے یعنی یہ کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دیا۔ جب میں نے کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے اکیلا مت چھوڑ تو جواب دیا کہ میں اکیلا نہیں چھوڑونگا۔ اور جب میں نے کہا کہ میں نادار ہوں مجھے مالی مدد دے تو اُس نے کہا کہ ہر یک راہ سے تجھے مدد آئے گی اور وہ راہیں عمیق ہو جائینگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یکّوں کی کثرت سے قادیان کی سڑک کئی دفعہ ٹوٹ گئی اُس میں گڑھے پڑ گئے اور کئی دفعہ سرکار انگریزی کو وہ سڑک مٹی ڈال کر درست کرانی پڑی اور پہلے اس سے قادیان کی سڑک کا یہ حال تھا کہ ایک یکّہ بھی اُس پر چلنا شاذ و نادر کے حکم میں تھا اب ہر یک سال راہ یکّوں کے باعث سے عمیق ہو جاتا ہے اور نیز خدا نے اسی سال میں قریب ستّر ہزار کے اس جماعت کو پہنچا دیا کون مخالف ہے جو اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ جب ابتدا میں یہ وحی الٰہی نازل ہوئی	
زندہ گواہ رویت		کون ایسا بے ایمان ہے جو اس سے انکار کریگا اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہ صدہا انسان جو اب آتے جاتے اور موجود رہتے ہیں یہ اس وقت بھی موجود تھے ڈاکخانوں کی کتابوں کو دیکھو کہ کیا یہ مالی آمدن پہلے بھی کبھی تھی اور کیا پہلے اس کثرت سے لوگ آتے تھے۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں۔	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار

خلاصہ مضمون پیشگوئی نمبر ۲

تو اُس وقت سات آدمی بھی میرے ساتھ تھے مگر اسکے بعد ان دنوں میں ہزارہا انسانوں نے بیعت کی خاص کر طاعون کے دنوں میں جس قدر جوق در جوق بیعت میں داخل ہوئے اُس کا تصور خدا کی قدرت کا ایک نظارہ ہے گویا طاعون دوسروں کو کھانے کیلئے اور ہمارے بڑھانے کے لئے آئی ابھی معلوم نہیں کہ طاعون کی برکت سے کیا کچھ ترقی ہوگی۔ اسی برس میں تمام بیعت کرنیوالوں نے اپنے ذمہ لے لیا کہ کچھ نہ کچھ ماہانہ اس سلسلہ کی مدد میں نذر کیا کریں سو اس ایک ہی برس میں ہزارہا روپیہ کی آمدن ہوئی اور ہزارہا لوگ بیعت میں داخل ہوئے اور داخل ہوتے ہیں اور وہ الہام کہ یأتیک من کل فج عمیق ویأتون من کل فج عمیق عین طاعون کے دنوں میں پورا ہوا۔ اگر کوئی شخص براہین احمدیہ کو ہاتھ میں پکڑے اور میری پہلی حالت غربت اور تنہائی کو جو براہین احمدیہ کے زمانہ میں تھی قادیان میں آکر تمام ہندو مسلمانوں سے دریافت کرے یا گورنمنٹ انگریزی کے کاغذات میں دیکھے کہ کب سے گورنمنٹ نے میرے سلسلہ کو ایک جماعت عظیم قرار دیا ہے تو بلاشبہ وہ یقینی اور قطعی طور پر سمجھ لے گا کہ اس قدر خدا کی طرف سے حسب منشاء پیشگوئی کے نصرت ہونا اور ستر ہزار سے بھی زیادہ لوگوں کا بیعت میں داخل ہونا باوجود تمام مولویوں کے شور

زندہ گواہ رویت

اور وہ معزز احباب جو بچشم خود دیکھ رہے ہیں کہ کیونکر اُس پُرانے زمانہ کی پیشگوئی بڑے زور شور سے ان دنوں میں پوری ہو رہی ہے اُن احباب کے بطور گواہان رویت ذیل میں چند نام لکھے جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں۔	تاریخ ظہور پیشگوئی
		و فریاد کرنے کے بے شک ایک معجزہ ہے ورنہ خدا قادر تھا کہ اس سلسلہ کو ترقی سے روک دیتا اور مولویوں کے منصوبوں کو پورا کر دیتا یا مجھے ہلاک کر دیتا اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یأتیک من کل فج عمیق و یاتون من کل فج عمیق اس طرح پر بھی ہر ایک پر ثابت ہو سکتا ہے کہ بیس برس کے بعد ان دنوں میں پنجاب اور ہندوستان کے شہروں میں سے کوئی شہر خالی نہیں رہا۔ جس کے باشندوں میں سے کوئی نہ کوئی قادیان میں نہیں آیا اور نہ کوئی ایسی طرف ہے جس سے مالی مدد نہ آئی۔ اب سوچ لو کہ کیا اس قدر دور دراز عرصہ کے بعد غیب کی باتیں پورا ہونا کیا بجز خدا کی وحی کے کسی اور کی کلام میں یہ طاقت ہے اور اگر انسان ایسا کر سکتا ہے تو نظیر کے طور پر پیش کرو۔ کہ کس نے میری طرح گمنامی کی حیثیت میں ہو کر ظہور پیشگوئی کے دنوں سے بیس برس پہلے بذریعہ تحریر تمام دنیا میں شائع کیا کہ ایک دن وہ آنیوالا ہے کہ میری یہ حالت گمنامی جاتی رہیگی اور ہزارہا تحائف میرے پاس آئینگے اور ہزارہا لوگ دُور دراز ملکوں کا سفر کر کے میرے ملنے کے لئے آئیں گے میں جانتا ہوں کہ ایسی نظیر پیش کرنے پر ہرگز انسان قادر نہیں۔	

نام گواہان:

مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی۔ مولوی محمد علی ایم اے۔ نواب محمد علی خان صاحب (مالیر کوٹلہ) خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے پلیڈر میر ناصر نواب صاحب دہلوی۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی۔ مرزا خدا بخش صاحب جھنگ سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراس۔ مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی چھاؤنی۔ شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس لاہور خلیفہ نور الدین صاحب جموں وغیرہ گواہاں جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
۳ الہام سوم	۱۸۸۰ و ۱۸۸۲ء	لَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲۔ ترجمہ خلق اللہ تیری طرف رجوع کریگی سو تجھے چاہیئے کہ تو اُن سے مُنہ نہ پھیرے اور نہ انکی کثرت کو دیکھ کر تھک جائے اس الہام میں یہ بشارت دی گئی تھی کہ لوگ فوج در فوج تیرے پاس آئیں گے اور اس قدر آئیں گے کہ انسان بمقتضائے بشریت انکی متواتر ملاقاتوں سے ملول ہو سکتا ہے اور اُن کی ہجوم سے تھک سکتا ہے کیونکہ بہت کثرت ہوگی۔ سو تو ایسا مت کرنا اور کثرت مخلوقات سے گھبرا نا مت۔ اب جس حد تک کوئی انسان چاہے ثابت کرے کہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جس کو بیس[20] بائیس[22] برس گذر گئے لوگوں کا میری طرف رجوع نہ تھا بلکہ میں اُن لوگوں میں سے نہیں تھا جن کا دنیا میں کچھ ذکر کیا جاتا۔ پس خدا کا یہ فرمانا کہ تم نے کثرت خلق اللہ کو دیکھکر تھکنا مت۔ یہ خبر پورے بیس برس بعد اس پیشگوئی کے ظہور میں آئی یعنی حال میں جبکہ ہزارہا لوگ قادیان میں آنے لگے اور آرہے ہیں۔	یہ پیشگوئی اس وقت سے بطور اتم اکمل ظہور میں آئی جب پنجاب میں طاعون پڑی
۴ الہام چہارم	۱۸۸۰ و ۱۸۸۲ء	اصحاب الصفہ وما ادراك ما اصحاب الصفہ۔ ترٰی اعینهم تفیض من الدمع۔ یصلون علیك۔ ربنا اننا سمعنا	[illegible]
[illegible]		اِن تمام پیشگوئیوں کا گواہ ناطق براھین احمدیہ ہے اور اس قصبہ کو تمام لوگ اس گاؤں اور گرد و نواح کے جانتے ہیں کہ جس زمانہ کی یہ پیشگوئیاں ہیں اس زمانہ میں میری شہرت کا نام و نشان نہ تھا اور پنجاب کے لوگ بآسانی	

[illegible]	[illegible]	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں۔	[illegible]
تفصیل مضمون پیشگوئی نمبر ۴		منادیا ینادی للایمان۔ وداعیًا الی اللّٰہ و سراجًا منیرا۔ املوا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲۔ ترجمہ۔ صُفہ کے دوست اور تُو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے دوست تو اُن کی آنکھوں کو دیکھے گا کہ اُن سے آنسو جاری ہیں۔ تیرے پر درود بھیجیں گے۔ یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز کو سُنا جو کہتا تھا کہ اپنے ایمان کو درست کرو اور قوی کرو اور وہ خدا کی طرف بلاتا تھا اور شرک سے دور کرتا تھا اور وہ ایک چراغ تھا زمین پر روشنی پھیلانے والا (لکھ لو) یہ پیشگوئی جس زمانہ میں براہین احمدیہ میں شائع کی گئی۔ اُسوقت نہ کوئی صفہ تھا نہ اصحاب الصفہ۔ پھر بعد اس کے جو مخلصین قادیان میں ہجرت کرکے آئے اُن کے لئے صفے اور مہمانخانے طیار کئے گئے۔ دیکھو یہ کسقدر عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ اُس زمانہ میں یہ باتیں بتلائی گئیں جبکہ کسی کو اس طرف خیال بھی نہیں آسکتا تھا کہ ایساوقت بھی آئیگا کہ قادیان میں ایسے مخلص جمع ہوں گے اور اُن کے لئے صفے تیار کئے جاوینگے۔	بعد اظہار اس کے ظہور میں آگئی
۵ الہام پنجم	۱۸۷۶ء و ۱۸۷۷ء	سبحان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک ینقطع اٰباءک ویبدأ منک دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰۔ ترجمہ۔ پاک ہے خدا ہر ایک تہمت سے جو بہت برکت والا اور بہت بلند ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کریگا تیرے باپ دادے کا	اس کا اظہار ۱۸۸۸ء سے شروع ہوگیا
زندہ گواہ رویت	سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس زمانہ میں نہ خود کبھی قادیان میں آئے اور نہ لوگوں کو قادیان آتے دیکھا اور نہ سُنا اور نیز بڑا ثبوت اس کا کاغذات گورنمنٹ ہیں اور پیشگوئی نمبر پنجم کا ثبوت خود ظاہر ہے کہ بعد اس پیشگوئی کے خدا نے چار لڑکے مجھے دیے اور وہ عزت اور شہرت مجھے دی کہ میرے خاندان میں کسی کو نہیں دی گئی۔		

نمبر شمار	تاریخ پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	پیشگوئی کے ظہور کا زمانہ
بقیہ مضمون پیشگوئی نمبر ۵		ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی بنیاد تجھ سے ڈالے گا۔ اب بتلاؤ کیا یہ سچ نہیں کہ میری شہرت میرے خاندان کی شہرت سے بہت زیادہ بڑھ گئی اور ہزارہا مخلوقات کو خدا نے ربقہ اطاعت میں داخل کر دیا اور آج کے دن سے پہلے کون جانتا تھا کہ اس سلسلہ کی اس قدر ترقی ہو جائیگی خاص کر براہین احمدیہ کے زمانہ میں جبکہ نہ کوئی سلسلہ تھا نہ دعوت تھی نہ جماعت تھی نہ شہرت تھی پس افسوس اُن پر جو نہیں سمجھتے اور خدا کی عجائب قدرتوں پر غور نہیں کرتے۔	
الہام نمبر ۶	۱۸۷۷ و ۷۸ء	اردت ان استخلف فخلقت اٰدم۔ انّی جاعل فی الارض خلیفہ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۲۔ یہ پیشگوئی باعتبار مفہوم لفظ آدم کے ہے کیونکہ فرشتوں نے آدم کی خلافت کو منظور نہ کیا۔ مگر آخر وہی جس کو رد کیا گیا تھا خلیفہ ٹھہرایا گیا اور نامنظور کرنے والوں کی کچھ پیش نہ گئی بلکہ سخت منکر ان میں سے شیطان کہلایا پس لفظ آدم میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا اور خدا اس خلافت کو اپنے ہاتھوں سے زمین پر جمائے گا۔ اور اس پیشگوئی کا ایک حصہ ازالہ اوہام میں ایک الہام ہے اور وہ یہ ہے۔ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدّماء۔ قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ ان تمام الہامات کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ زمین پر پیدا کروں	آج سے آٹھ سال پہلے
زندہ ولادت		پیشگوئی نمبر ۵ کا ثبوت گذر چکا اور پیشگوئیاں نمبر ۶ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ آدم کے رنگ پر میرے پر بھی اعتراض ہوں گے اور میری معائب شماری ہوگی اور آخر خدا میری عزت ظاہر کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عیب شمار لوگوں کو خائب و خاسر ہونا پڑا اور خدا نے میری تائید کی اور اگرچہ تائید الٰہی بجائے خود	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	سو میں نے آدم کو یعنی اس عاجز کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہیں۔ اسی آدم کو زمین پر اپنی خلافت کیلئے مامور کرنے والا ہوں اور لوگ کہیں گے کہ کیوں ایسا خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے کہ مفسد ہے اور خوں ریز ہے یعنی خونریزی کی تہمت لگائینگے چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق آخرکار نادان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ لیکھرام کے معاملہ کے بارے میں اور ڈاکٹر کلارک کے بارے میں اور آتھم کے بارے میں۔ پھر فرماتا ہے کہ خدا کہے گا کہ تم غلطی کرتے ہو اس شخص کی نسبت جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ یہ پیشگوئی صاف طور پر دلالت کرتی ہے کہ لوگ انکار کریں گے اور جھوٹے الزام لگائیں گے اور منظور نہیں کریں گے سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا نے میرا نام آدم رکھا تا آخر کو اول سے نسبت ہو اور نیز یہ بھی مشابہت درمیان تھی کہ آدم توام کے طور پر پیدا کیا گیا پہلے نر اور پیچھے مادہ ہُوا۔ تا ترقی کرنے والے انسانی سلسلہ کی طرف اشارہ کرے۔ اور میں بھی آدم کی طرح توام پیدا کیا گیا مگر پہلے لڑکی پیدا ہوئی اور بعد اُس کے میں۔ تا یہ وضع پیدائش انسانی سلسلہ کے ختم ہونے پر اشارہ کرے۔ سو میں اس طور سے آخر ہوں جیسا کہ آدم اول تھا اور عیسیٰ بن مریم کو آدم سے صرف ایک مناسبت تھی کہ بغیر باپ کے پیدا ہُوا اور وہ مناسبت بھی ناقص		پیشگوئی نمبر ۲

ایک نشان ہوتا ہے لیکن جب قبل از وقت پیشگوئی کے رنگ میں اُس کو بیان کیا جاوے تو وہ نشان نورٌ علیٰ نور ہو جاتا ہے کیونکہ پیشگوئی کا پورا ہونا اس بات پر مُہر کر دیتا ہے کہ وہ تائید جو ظہور میں آتی ہے وہ درحقیقت منجانب اللہ ہے۔

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ اشاعت پیشگوئی	نمبر شمار
	کیونکہ ماں موجود تھی مگر میں روحانی طور پر بغیر باپ اور ماں دونوں کے ہوں کیونکہ نہ کوئی مرشد رکھتا ہوں جو بجائے باپ کے ہو اور نہ خاندان نبوت جو بجائے ماں کے ہو اور میں آدم کی طرح توام ہوں اور حضرت عیسیٰ توام نہیں تھا اور آدم کی طرح تو تیزی کی میرے پر تہمت لگائی گئی۔ اور حضرت عیسیٰ پر یہ تہمت نہیں لگائی گئی۔ اور آدم کی طرح میں جمالی اور جلالی دونوں رنگ رکھتا ہوں مگر حضرت عیسیٰ محض جمالی رنگ تھا۔ اس لئے میں آدم کے لئے مظہر اتم ہوں مگر حضرت عیسیٰ مظہر اتم نہیں تھا چونکہ نوع انسان جس نقطہ سے شروع ہوئی اُسی نقطہ پر اُس کو بلحاظ وضع دوری ختم ہونا چاہیئے اِسلئے آخر سلسلہ نوع انسان میں آدم کا مظہر اتم پیدا کیا گیا تا اس طرح پر دائرہ خلقت انسان پورا ہو جائے اور چونکہ نر اور مادہ پیدا کیا گیا تھا اس لئے خدا نے مجھے نر اور مادہ یعنی بطور توام پیدا کیا تا آخر کو اول سے مشابہت ہو اور نیز مجھے اُس نے نہ خاندان نبوت سے پیدا کیا جو بطور ماں کے ہے اور نہ مرشد جو روحانی تعلیم دیتا مجھے عطا کیا تا بطور روحانی باپ کے ٹھہرتا اور یہ ضرور نہ تھا کہ میں عیسیٰ کی طرح بغیر باپ کے پیدا ہوتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ضرور نہ تھا کہ عصا کا سانپ بناتے بلکہ قرآن شریف کے معجزہ کو قائم مقام عصا ٹھہرایا گیا کیونکہ خدا نہیں چاہتا کہ گذشتہ نشانوں کو دوبارہ ظاہر کرے مگر برنگ دیگر		تتمہ پیشگوئی ۷

زندہ گواہ رویت	نہ کہ اتفاقی طور پر۔ غرض ایک مرسل اور مامور کے لئے خلافت اور نبوت کا منصب ثابت کرنا کسی ایسی تائید الٰہی کو چاہتا ہے جس کے ساتھ پیشگوئی ہو اور اُس پیشگوئی کی ضرورت سمجھتا ہے جس کے ساتھ تائید ہو اور اثبات مدعا کیلئے بجز اس کے اور کوئی ضرورت نہیں

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
ساتویں پیشگوئی		وان یروا اٰیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر واستیقنتها انفسهم وقالوا لات حین مناص - دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸- ترجمہ جب دیکھیں گے کوئی نشان تو مُنہ پھیر لینگے اور کہیں گے کہ یہ ایک مکر ہے اور یہ تو ابتدا سے چلا آتا ہے کوئی انوکھی بات نہیں کوئی خارق عادت امر نہیں اور اُن کے دل یقین کر گئے اور کہا کہ اب گریز کی جگہ نہیں - یہ آیت یعنی وان یروا اٰیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر - یہ سورۃ قمر کی آیت ہے شق القمر کے معجزہ کے بیان میں اس وقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کر کے جو ایک قسم کا خسوف تھا یہی کہا تھا کہ اس میں کیا	

زندہ گواہ رویت کے

براہین احمدیہ کا الہام صفحہ ۴۹۸- اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی بارہ برس پہلے خسوف سے کی گئی تھی اور باوجود اس کے کہ یہ پیشگوئی کتاب دارقطنی میں قریباً ہزار برس پہلے اور کتاب اکمال الدین میں جو شیعہ کی نہایت معتبر کتاب ہے اسی قدر مدت پہلے کی گئی تھی مگر تب بھی لوگوں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ خسوف قمر مہینہ کی پہلی رات میں یعنی ہلال کو ہونا چاہیئے تھا اور کسوف شمس ٹھیک مہینہ کے وسط میں ہونا چاہیئے تھا یعنی پندرھویں تاریخ مگر جس طرح پر یہ ہوا یہ تو ایک مستمر امر ہے یعنی قدیم سے اسی طرح چلا آتا ہے حالانکہ حدیث میں خارق عادت کا کوئی لفظ نہیں صرف اپنی نادانی سے فقرہ اول شب اور فقرہ درمیانی روز سے یہ غلط معنی نکالتے ہیں اور حدیث کا مطلب ظاہر ہے اور وہ یہ کہ خسوف قمر اسکی مقررہ راتوں میں سے جو قانون قدرت میں مقرر ہیں اول رات میں ہوگا اور کسوف شمس اس کے مقررہ دنوں میں سے درمیان کے دن میں یعنی اٹھائیس ۲۸ تاریخ ہوگا اور اسی طرح وقوع میں آیا یہ ایک سچے مہدی موعود کیلئے ایک علامت مقرر کی گئی تھی کہ اس کے دعوٰی کے دنوں میں جب اسکی تکذیب ہوگی اور وہ نشان کا محتاج ہوگا تب ماہ رمضان میں ان تاریخوں میں خسوف

جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں

بقیہ پیشگوئی نمبر ۶

انوکھی بات ہے قدیم سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کوئی خارق عادت امر نہیں پس خدا تعالےٰ نے اس الہام میں وہی آیت پیش کرکے یہ اشارہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو بھی خسوف کا نشان دکھلایا جاوے گا اور منکر لوگ وہی کہیں گے جو ابوجہل وغیرہ نے کہا تھا یعنی اس طرح پر قدیم سے خسوف کسوف ہوتا آیا ہے“ خارق عادت ہونا چاہیئے تھا تاہم مانتے ہیں۔پس دیکھو یہ پیشگوئی کیسی عظیم الشان ہے۔جو خسوف کسوف سے بارہ برس پہلے لکھی گئی۔

بقیہ ترجمہ اردو عبارت پیشگوئی نمبر ۷

کسوف ہو جائیگا اب ظاہر ہے کہ ہمیشہ رمضان میں خسوف کسوف نہیں ہوتا اگر ہوتا ہوگا تو صدہا برس کے بعد اور پھر یہ کہ خسوف بھی انہی تاریخوں میں ہو یہ خصوصیت بھی صدہا سال کو ہی چاہتی ہے۔اب حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تک مہدی معہود ظاہر نہ ہو یہ خصوصیتیں کسی زمانہ میں کسی کاذب مدعی کے وقت میں جمع نہیں ہونگی صرف مہدی کے وقت میں جمع ہونگی چنانچہ ایسا ہی ہؤا تو اب ظاہر ہے کہ مہدی معہود کی علامت کیلئے اسی قدر کافی تھا کہ اس کے ابتدائی زمانہ میں رمضان میں ان تاریخوں میں خسوف کسوف ہوگا قانون قدرت کو توڑنے کی کچھ ضرورت نہ تھی رہا یہ امر کہ دارقطنی کی حدیث ضعیف ہے اگر ہم فرض کرلیں تو پھر کتاب اکمال الدین میں بھی تو یہی حدیث ہے ماسوا اس کے اصل بات تو یہ ہے کہ محدثین کی نہ تو تصدیق یقینی ہے اور نہ تکذیب اس لئے خدا نے اس حدیث کی تصدیق خود کردی اب کس محدث کی مجال ہے کہ اسکی تکذیب کرے پیشگوئی تو انجیل اور توریت کی بھی ماننی پڑیگی اگر وہ صفائی سے پوری ہو جاوے گو وہ کتابیں محرف مبدل ہیں بلکہ اگر سکھوں کے گرنتھ میں بھی کوئی پیشگوئی ہو جو بےحد رطب یابس کا ذخیرہ ہے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے تب بھی ماننی پڑیگی۔کیا انسان کی تنقید خدا کی تنقید سے بہتر ہے۔

نمبر شمار	زمانہ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	زمانہ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۲	۱۸۷۹ء و ۱۸۸۰ء	یاعبدالقادر انی معك اسمع واریٰ غرست لك بیدی رحمتی وقدرتی ۔ والقیت علیك محبة منّی ۔ ولتصنع علیٰ عینی ۔ کزرع اخرج شطاہ فاستغلظ فاستویٰ علیٰ سوقه ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۴ ترجمہ ۔ اے قادر کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں ۔ میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں ۔ میں نے اپنی محبت تیرے پر ڈال دی تاکہ تُو میری آنکھوں کے رُوبرو پرورش کیا جائے ۔ تُو ایک بیج کی طرح ہے یعنی اکیلا ہے جس کی ابھی کوئی شاخ نہیں نکلی صرف ایک سبزہ نکلا مگر بعد اس کے ایسا ہوگا کہ وہ سبزہ موٹا ہو جاویگا اور اس کی شاخیں تنہ پر قائم ہونگی اور وہ ایک بڑا درخت بن جاویگا اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کس قدر صفائی سے پوری ہوئی اور باوجود سخت مخالفوں کی سخت مزاحمتوں کے یہ سلسلہ ایک عظیم بزرگی کے ساتھ قائم ہوگیا اور جیسا کہ پیشگوئی کا منشاء تھا اس تخم کی بہت سی شاخیں نکل آئیں اور پنجاب اور ہندوستان میں پھیل گئیں اور پھیلتی جاتی ہیں ۔ براہین احمدیہ میں بارہا یہ ذکر آچکا ہے کہ تُو اس وقت اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں جیسا کہ ایک جگہ میری دُعا کا خود خدا تعالیٰ ذکر فرماتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ یعنی اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو بہترین وارث ہے پس اس جگہ خدا گواہی دیتا ہے کہ اس الہام کے وقت میں اکیلا تھا سو خدا نے وعدہ دیا کہ تو اکیلا نہیں رہے گا اور ایک جہان تیری شاخوں میں داخل ہو جائے گا ۔	یہ پیشگوئی بیس برس بعد طاعون کے زمانہ میں پوری ہوئی ۔
یادداشت		براہین احمدیہ ان تمام پیشگوئیوں کی گواہ ہے اور کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ یہ اُس زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں کہ جبکہ اُس اقبال اور عزت اور کامیابی کے کچھ بھی آثار نہیں تھے کہ جو اب ۱۹۰۱ء و ۱۹۰۲ء میں ظہور میں آئے ۔	

نمبر شمار	زمانہ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	زمانہ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۹	۱۸۸۰ء ۱۸۸۴ء	اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ ۔ ترجمہ ۔ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں پس وہ اس کو ان تمام الزاموں سے بری کریگا جو اس پر لگائے جائینگے اور وہ خدا کے نزدیک وجاہت رکھتا ہے ۔ یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر کے وقت میں میرے پر خون کا الزام لگایا گیا خدا نے اُس سے مجھے بری کر دیا اور پھر مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر کے وقت میں مجھ پر الزام لگایا گیا اُس سے بھی خدا نے مجھے بری کر دیا اور پھر مجھ پر جاہل ہونے کا الزام لگایا سو مخالف مولویوں کی خود جہالت ثابت ہوئی اور پھر مہر علی نے مجھ پر سارق ہونے کا الزام لگایا سو اُس کا خود سارق ہونا ثابت ہوا ۔ ایسا ہی یہ دن کبھی نہیں گذرینگے جبتک خدا کج دل انسانوں کو نہ دکھلا دے کہ یہ میرا بندہ میری طرف سے تھا ۔ تب بہتوں کی آنکھیں کھلیں گی مگر کیا فائدہ ۔ اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را ٭ مرشوے کردہ را نبود زیب دخترے	یہ پیشگوئی اس زمانہ سے پوری ہونی شروع ہوئی جبکہ میرے پر قتل وغیرہ کے جھوٹے مقدمے کئے گئے
پیشگوئی نمبر ۱۰	۱۸۸۰ء ۱۸۸۴ء	اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ یعنی ہم تجھے بہت سے ارادتمند عطا کرینگے اور ایک کثیر جماعت تجھے دی جائیگی ۔ دیکھو اس پیشگوئی کو بیس برس گذر گئے اور اب وہ کثیر جماعت ہوئی اور نہ صرف ستر ہزار بلکہ اب تو یہ جماعت لاکھ کے قریب ہو گئی اور اُن دنوں میں ایک بھی نہ تھا ۔	یہ پیشگوئی اِن دنوں میں کامل ظہور ہوا
زندہ گواہ رویت کے	جن مقدمات میں خدا نے مجھے بری کیا جو بڑے افترا اور اتفاق سے پیدا کئے گئے تھے اُن کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں سرکاری کاغذات موجود ہیں اور جن صدہا نشانوں کے ساتھ تہمت اور کذب اور افترا اور جعل سے خدا نے مجھے بری کیا اُن نشانوں میں سے بطور نمونہ اسی فہرست میں موجود ہیں اور منصف کے لئے کافی ہو سکتی ہیں ٭		

نمبر شمار	زمانہ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	زمانہ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۱	؁۱۸۸۰ء	یا احمد فاضت الرحمت علٰی شفتیک دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۷ ترجمہ ۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی جاویگی۔ بلاغت اور فصاحت اور حقائق اور معارف تجھے عطا کئے جاوینگے سو ظاہر ہے کہ میری کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کرسکا۔ اس الہام کے بعد بیس ۲۰ سے زیادہ کتابیں اور رسائل میں نے عربی بلیغ فصیح میں شائع کئے مگر کوئی مقابلہ نہ کرسکا خدا نے اُن سے زبان اور دل دونوں چھین لئے اور مجھے دے دئے۔	جس وقت سے عربی کتابیں تالیف ہوئیں
پیشگوئی نمبر ۱۲	؁۱۸۸۰ء	وقالوا انّٰی لک ھذا ان ھذا الا سحر یوثر۔ لن نومن لک حتّٰی نری اللہ جھرۃ لا یصدق السفیہ الا سیفۃ الھلاک عدوٌّ لی وعدوٌّ لک۔ قل اتٰی امر اللہ فلا تستعجلوہ۔ دیکھو صفحہ ۵۱۸ و ۵۱۹ براہین احمدیہ۔ ترجمہ۔ اور کہتے ہیں کہ یہ مقام تجھے کہاں سے ملا یہ تو ایک فریب ہے۔ ہم تیرے پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو نہ دیکھ لیں یہ لوگ تو بجز موت کے نشان کے کبھی مانینگے نہیں۔ انکو کہہ دے کہ مرّی یعنی طاعون بھی چلی آتی ہے سو تم مجھ سے جلدی مت کرو۔ یہ پیشگوئی بیس برس پہلے طاعون کے کی گئی تھی۔	طاعون کے دنوں میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی
پیشگوئی نمبر ۱۳	〃	امراض الناس وبرکاتہ۔ لوگوں کی مرضیں اور خدا کی برکتیں دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۹۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک	طاعون کے دنوں میں
زندہ گواہ رویت کے		جیسا کہ ہم اُوپر لکھ آئے ہیں یہ تمام پیشگوئیاں براہین احمدیہ میں درج ہیں اور وہ گواہ بھی درج ہیں جنکے روبرو بعض پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور طاعون پھیلنے کی خبر جو براہین احمدیہ میں تھی وہ اب ملک میں پھیل رہی ہے اس وقت بھی جو ۳ ؍ اگست ۱۹۰۲ء ہے بعض حصوں پنجاب میں	

نمبر شمار	زمانہ اشاعت پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	زمانہ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۱۲۰		سخت وبا کا زمانہ آئیگا اور آخر یہ ہوگا کہ جو لوگ خدا اور اس کے مامور کی طرف سچے دل سے اور پورے اخلاص سے توجہ کرینگے وہ بچائے جائینگے اور بہرحال نسبتًہ عافیت سے حصہ لینے والے سب سے زیادہ وہی ہونگے سو یہ طاعون کے زمانہ کیطرف اشارہ ہے اور جو لوگ انجام تک جیتے رہینگے وہ دیکھیں گے کہ وبا طاعون کے دنوں میں خدا کی خاص برکات اس سلسلہ کے مخلصوں کے شامل حال رہیں گی اور وہ نسبتًہ جلتی ہوئی آگ سے بہت دُور رہیں گے۔	
پیشگوئی نمبر ۱۲۱	۱۸۸۰ء ۱۸۸۲ء	بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲ یعنی اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آگیا اور اب وہ وقت آرہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر اُن کا قدم پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی براہین احمدیہ میں ایک انگریزی الہام ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ دن آتے ہیں کہ جب خدا تمہاری مدد کرے گا خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان۔ یہ ان دنوں کی پیشگوئی ہے جبکہ اس سلسلہ کا نام ونشان نہ تھا کیا یہ انسان کی قدرت میں سے ہے۔	بیس برس بعد طاعون کے دنوں میں
زندہ گواہ رؤیت	طاعون زور پر ہے اور معلوم نہیں کہ موسم سرما میں کیا صورت پیش آئیگی اب سوچ لو کہ کیا یہ امور غیبیہ انسان کے ہاتھ میں ہیں کیا آج سے ۲۰ برس پہلے کسی کو خبر بھی تھی کہ اس ملک میں اس زور سے طاعون آئیگی ایسا ہی ان پیشگوئیوں میں ترقی کے زمانہ کی اس وقت خبر دی گئی ہے جبکہ یہ عاجز گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ اب سوچ لو کہ کیا انسان بھی یہ قدرت رکھتا ہے		

نمبر	زمانہ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	زمانہ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۵	۱۸۸۰-۷۹ء	ایک دفعہ مجھے قطعی طور پر الہام ہوا کہ آج ۲۱ آئینگے نہ کم نہ زیادہ۔ چنانچہ قادیان کے آریوں کو ملزم کرنے کیلئے اس روپیہ کے آنیکی اطلاع دیگئی تب تفتیش کیلئے ایک آریہ گیا اور ہنستا ہوا آیا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں پھر الہام ہوا کہ اکیس روپیہ آئے ہیں۔ ایک اور آریہ پھر ڈاکخانہ میں گیا اور وہ خبر لایا کہ دراصل ۲۰ روپیہ آئے ہیں ڈاکخانہ والے نے غلطی سے پانچ روپیہ کہے تھے اور اسی موقعہ پر ایک شخص وزیر سنگھ نامی نے علاج کرانے کی غرض سے ایک روپیہ دیدیا۔ اس طرح پر پورے اکیس روپیہ ہو گئے۔ یہ بیس روپیہ منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے مجھے بھیجے تھے اور جب ایسی صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور آریہ اس کے گواہ ہو گئے۔ تب میں نے ایک روپیہ کی شیرینی آریوں کو کھلا دی تا ہمیشہ اس پیشگوئی کو یاد رکھیں۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۴	اسی دن جس دن پیشگوئی کی گئی
پیشگوئی نمبر ۱۶	۱۸۸۰-۷۹ء	براہین احمدیہ چھپ رہی تھی اور روپیہ نہیں تھا چھاپنے والے کا تقاضا تھا تب دُعا کی گئی اور یہ الہام ہوا ”دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں“ ساتھ اس کے یہ بھی الہام ہوا ”دن وِل یُو گو ٹُو امرت سر“ یعنی اُس دن تم امرت سر بھی جاؤ گے۔ یہ الہام آریوں کو سنایا گیا خوب کان کھولے گئے چنانچہ دس دن تک ایک پیسہ نہ آیا جب گیارھواں دن ہوا تو ایک سو بیس روپیہ محمد افضل خاں صاحب ایک شخص نے راولپنڈی سے بھیجے اُسی دن ایک اَور شخص نے بھیجدئے اسی دن سرکاری سمن آیا اور ایک گواہی کے لئے امرتسر جانا پڑا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۶۹	بیان پیشگوئی سے گیارہویں دن
ضروری نوٹ		پیشگوئی نمبر ۱۵ میں جسقدر خدا کی قدرت اور غیب کی خبر پائی جاتی ہے اُسکو غور سے پڑھو اور پیشگوئی نمبر ۱۶ خود ظاہر ہے کیا ایسی صاف غیب گوئی کہ دس دن تک کوئی روپیہ نہیں آئے گا اور دس کے بعد گیارہویں	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۷	۱۸۸۰ و ۸۲ء	ایک شخص نور احمد نام مولوی غلام علی صاحب امرتسری کے شاگردوں میں سے قادیان میں آیا اور اس سے منکر تھا کہ اس اُمت کے بعض افراد خدا تعالیٰ سے سچی اور یقینی وحی پا سکتے ہیں۔ اسکو یہ کہہ کر ٹھہرایا گیا کہ ہم دعا کرتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسا الہام کرے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہو۔ سو دعا منظور ہو کر یہ الہام حکایتاً عن الغیر انگریزی میں ہوا **آئی ایم کوئرلر** یعنی میں مقدمہ کرنیوالا ہوں اور جھگڑنے والا ہوں اور ساتھ یہ الہام ہوا **ھذا شاھد نزاغ**۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۷۲ یعنی یہ گواہ تباہی ڈالنے والا ہے اور تفہیم کی گئی ہے کہ کسی کا مقدمہ ہے اور وہ مجھے گواہ بنانا چاہتا ہے یہ تمام مراتب میاں نور احمد کو قبل از ظہور پیشگوئی سنائے گئے اُس دن حافظ نور احمد امرتسر جانے کو تیار تھا بارش ہوئی اور وہ روک لیا گیا شام کو اسکے روبرو رجب علی نام ایڈیٹر مطبع سفیر ہند کا امرتسر سے خط آیا اور ساتھ ہی ایک سمن شہادت میرے نام آیا جس سے معلوم ہوا کہ پادری رجب علی نے مجھے اپنا گواہ لکھوایا ہے اور دعوے صحیح تھا اور میری شہادت موجب تباہی مدعا علیہ تھی یہی معنے	یہ پیشگوئی فجر کو بیان کی گئی اور تیسرے پہر پوری ہو گئی۔
زندہ گواہ رویت کے		دن روپیہ ضرور آئیگا اور اُس دن کسی مجبوری سے امرتسر بھی جانا پڑیگا کیا ایسی پیشگوئیوں پر انسان بھی قادر ہو سکتا ہے اور اس سے زبردست اور کیا ثبوت ہوگا کہ آریہ جو دین کے پکے دشمن ہیں اس پیشگوئی کے گواہ ہیں منجملہ ان کے لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان جو اب تک زندہ موجود ہیں اس نشان سے خوب واقف ہیں ان کیلئے بڑی مصیبت ہے کہ اسلام کی گواہی دیں لیکن اگر یہ مقام براہین احمدیہ کا انکو دکھلایا جاوے اور انکی اولاد کی انکو قسم دی جاوے کیونکہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں تو ممکن نہیں کہ جھوٹ بولیں کیا دعا قبول ہو کر پھر خدا کا پیشگوئی کرنا اور اپنی تائید دکھلانا اور امرتسر جانیکا نشان ساتھ رکھنا یہ معجزہ نہیں اور پیشگوئی نمبر ۱۷ کا حافظ نور احمد اور حافظ حامد علی وغیرہ گواہ ہیں۔	

نمبر	تاریخ پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں *	گواہان رویت پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۶		اس الہام کے تھے کہ ھٰذا شاھد نزاغ۔ سو اس طرح پر حافظ نور احمد امرتسری نے جو ہمارے مخالف تھا پیشگوئی کو سُن بھی لیا اور پھر اسکو پورے ہوتے دیکھ بھی لیا۔ مذکورہ بالا آریہ جو میرے پاس ہر روز آتے تھے وہ بھی اس بات کے گواہ ہیں میرے ملازم اور متعلقین بھی گواہ ہیں اب دیکھو کہ علم غیب تو خاصہ خدا ہے اگر یہ الہامات خدا کی طرف سے نہیں تو کیا نعوذ باللہ شیطان ایسے صاف اور صریح غیب پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی صاف اور صریح غیب محض برگزیدہ رسولوں کو دیا جاتا ہے اگر کوئی ان بیانات کو جھوٹا سمجھتا ہے تو اُسے سمجھنا چاہیئے کہ ۲۰ برس کے یہ الہامات شائع ہیں اور کتاب میں گواہوں کے نام درج ہیں مگر کسی نے تکذیب شائع نہ کی اور انسان جھوٹ پر صبر نہیں کر سکتا اور اب بھی اکثر گواہ زندہ ہیں اور اگر اب بھی تسلی نہیں تو ایسے مکذب کو اختیار ہے کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین سے ہی فیصلہ کرے۔	
پیشگوئی نمبر ۱۷	۱۸۸۲/۹/۲۷	ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے چنانچہ میں نے شرمپت اور ملا وامل مذکورہ بالا آریوں کو یہ پیشگوئی بتلائی مگر اُن آریوں نے اس بات پر ضد کی کہ انہیں میں سے	
ثبوت مطبوعہ ۱۸۸۲ء و ۱۸۸۴ء	براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۶۹ و ۴۷۵ میں یہ ہر دو پیشگوئیاں الفاظ مذکورہ بالا کی موجود ہیں وہ ہر دو آریہ مخالف دین اور ہندو ہیں اب تک زندہ موجود ہیں دشمن دین ہیں قسم کے ساتھ جھوٹ نہیں بولیں گے۔ پس دیکھو خوارق اور معجزات اس کو کہتے ہیں جس کے دشمن گواہ ہوں۔ ایسا ہی		

* بتلائی

نام گواہان	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	کوئی ڈاک خانہ میں جانے تا معلوم کرے کہ اُسی دن کسی ایسے شخص کی طرف سے کوئی روپیہ آیا ہے یا نہیں چنانچہ ملاوا مل آریہ اِس کام کے لئے گیا اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ مبلغ دس روپیہ ارباب سرور خاں نے بھیجے ہیں مگر آریوں نے اس بات سے انکار کیا کہ سرور خان کو محمد لشکر خان کا کوئی قرابتی سمجھا جائے۔ ناچار منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ مصنف عصائے موسیٰ جو ہوتی مردان میں تھے اُن کو خط لکھنا پڑا کہ اس جگہ یہ بحث در پیش ہے اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرور خاں کی محمد لشکر خان سے کچھ قرابت ہے یا نہیں ہوتی مردان سے منشی الٰہی بخش صاحب نے لکھا کہ سرور خاں ارباب لشکر خاں کا بیٹا ہے اور آریہ لاجواب ہو گئے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۷۴ و صفحہ ۴۷۵۔		بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۸
اسی زمانہ میں بعض طالبوں سے	جس زمانہ میں براہین چھپ رہی تھی روپیہ کی آمدن میں قدم قدم پر تنگی تھی کوئی جماعت نہ تھی جن سے چندہ لیا جائے اس لئے مدت تک مسودہ کتاب کا معطل پڑا رہا۔ اور الہامات تسلی دیتے	۱۸۷۹ء و ۱۸۸۰ء	پیشگوئی نمبر ۱۹

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ عـــہ

منشی الٰہی بخش صاحب مصنف عصائے موسیٰ دشمنوں میں سے ہیں مگر انکو بھی قسم سے سچ بولنا پڑے گا۔

علاوہ اس کے یہ پیشگوئی بیس[۲۰] برس کی ہے اگر اسمیں کوئی امر خلاف واقعہ ہوتا تو آریہ باوجود اس قدر مذہبی عداوت کے اس پر صبر نہیں کر سکتے تھے ضرور اس کا رد قسم کیساتھ شائع کرتے کہ یہ امور خلاف واقعہ ہیں اور پیشگوئی نمبر ۱۹ کے گواہ اول تو براہین احمدیہ ہے جس میں یہ پیشگوئی لکھی گئی پھر اس زمانہ

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۹		تھے کہ یہ تمام کام ہوجائینگے اور ایک جماعت بھی ہوجائیگی چنانچہ منجملہ انکے بعض انگریزی الہامات ہیں اور میں انگریزی نہیں جانتا۔ اس کوچہ سے بالکل ناواقف ہوں ایک فقرہ تک مجھے معلوم نہیں مگر خارق عادت طور پر مندرجہ ذیل الہامات ہوتے۔ آئی لو یو۔ آئی ایم وِدْ یو۔ آئی شل ہیلپ یو۔ آئی کین وَہٹ آئی وِل ڈو۔ دی کین وہٹ وی وِل ڈو۔ صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱۔ گاڈاز کمنگ بائی ہز آرمی۔ صفحہ ۴۸۴۔ ہی از وِدْ یو ٹو کِل اینیمی۔ صفحہ ۴۸۴۔ دی ڈیز شل کم وہن گاڈ شیل ہیلپ یو گلوری بی ٹو دس لارڈ۔ گارڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہوِن۔ صفحہ ۵۲۲۔ ووہ آل مین شڈ بی اینگری بٹ گاڈ از ود یو ہی شیل ہیلپ یو۔ وارڈس آف گاڈ کین ناٹ اکیس چینج۔ صفحہ ۵۵۴۔ آئی لو یو۔ آئی شیل گو یو ءِ لارج پارٹی آف اسلام۔ صفحہ ۵۵۶ دیکھو صفحات مذکورہ براہین احمدیہ ترجمہ۔ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔ ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے۔ خدا ایک لشکر لیکر چلا آتا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ تا تمہارے دشمن کو ہلاک کرے یعنی اُس کو مغلوب و مخذول کرے	
نمبر ۱۱۰ اول از روئے نمبر ۱۹	اور براہین کے زمانہ کو پیش نظر رکھ کر ہر ایک عاقل سوچ سکتا ہے کہ براہین کے وقت میں کیا حالت تھی اور بعد میں کیا حالت ہوئی اور جیسا کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں یہ پیشگوئیاں جن میں یہ ذکر ہے کہ میں اس سلسلہ کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ انکا ۱۹۰۱ء و ۱۹۰۲ء میں پورا ہوجانا اظہر من الشمس ہے اول یہ بات ظاہر ہے کہ جس زمانہ میں براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کہ یہ ایک بڑی جماعت بنائی جائے گی اُس		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس حجت سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق ، پیشگوئیاں جو ظہور میں آ چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۹		وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان۔ اگر تمام آدمی تم سے ناراض ہو جائیں گے مگر خدا تمہارے ساتھ رہیگا۔ وہ انجام کار تمہاری مدد کرے گا۔ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں میں ایک بھاری جماعت اسلام کی تمہیں دونگا اور میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ اب دیکھو جس زمانہ میں یہ انگریزی الہام ہوئے تھے کیسی گمنامی اور کس مپرسی کا زمانہ تھا اور آج وہ تمام وعدے پورے ہو گئے اور اس زمانہ میں جماعت کا وعدہ ہوا جبکہ میرے ساتھ ایک بھی نہ تھا اور اب یہ جماعت ستر ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہے اور انگریزی الہام میں یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تمام آدمی تم سے ناراض ہو جائیں گے مگر خدا تمہارے ساتھ رہیگا اور وہ انجام کار تمہارا مددگار ہوگا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا کا ایک خاص فضل تمہارے شامل حال ہے جو محبّین اور محبوبین کے شامل حال ہوا کرتا ہے بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ دُنیا میں تین قسم کے کام کیا کرتا ہے (۱) خدائی کی حیثیت سے (۲) دوسری دوست کی حیثیت سے (۳) تیسرے دشمن کی حیثیت سے۔ جو کام عام مخلوقات سے ہوتے ہیں وہ محض خدائی حیثیت سے ہوتے ہیں۔ اور جو کام محبّین اور محبوبین سے ہوتے ہیں وہ نہ صرف خدائی حیثیت سے	

بقیہ نوٹ ان روایت نمبر ۱۹	وقت جماعت کا نام و نشان نہ تھا جیسا کہ خود براہین احمدیہ میں بار بار اس کا ذکر ہے۔ اور یہ دُعا بھی ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ یعنی اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑیو اور تو بہتر وارث ہے۔ ماسوا اس کے کون پنجاب یا ہندوستان سے دعوےٰ کر سکتا ہے کہ وہ براہین احمدیہ کے

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۹		بلکہ دوستی کی حیثیت کا رنگ اُن پر غالب ہوتا ہے اور صریح دنیا کو محسوس ہوتا ہے کہ خدا اُس شخص کی دوستانہ طور پر حمایت کر رہا ہے اور جو کام دشمنوں کی حیثیت سے ہوتے ہیں اُن کے ساتھ ایک موذی عذاب ہوتا ہے اور ایسے نشان ظاہر ہوتے ہیں جن سے صریح دکھائی دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُس قوم یا اُس شخص سے دشمنی کر رہا ہے اور خدا جو اپنے دوست کے ساتھ کبھی یہ معاملہ کرتا ہے جو تمام دنیا کو اس کا دشمن بنا دیتا ہے اور کچھ مدت کیلئے اُنکی زبانوں یا اُن کے ہاتھوں کو اس پر مسلط کر دیتا ہے یہ اس لئے خدائے غیور نہیں کرتا کہ اس اپنے دوست کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یا بے عزت اور ذلیل کرنا چاہتا ہے بلکہ اس لئے کرتا ہے کہ تا دنیا کو اپنے نشان دکھاوے اور تا شوخ دیدہ مخالفوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے دشمنی میں ناخنوں تک زور لگا کر نقصان کیا پہنچایا۔	
پیشگوئی نمبر ۲۰	۱۸۸۲ء و ۱۸۸۳ء	ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین صفحہ ۵۵۶۔ ترجمہ۔ دو گروہ یعنی دو جماعتیں تمہیں عطا کی جاویں گی ایک وہ جماعت ہے جو نزول آفات	۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۲ء تک کامل طور پر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔

بقیہ روئیت گواہ نمبر ۱۹

زمانہ میں مریدانہ طور پر مجھ سے کوئی تعلق رکھتا تھا بلکہ میرے روشناس بھی صرف چند آدمی ہی نکلیں۔ گا اور خود گورنمنٹ بھی اس بات کی گواہ ہو کہ قادیان میں میرے لئے کسی کی آمدورفت نہ تھی۔ اور پیشگوئی نمبر ۲ کا ثبوت بھی براہین احمدیہ پر غور کرنے سے کھلتا ہے۔ کیونکہ براہین احمدیہ جس میں یہ پیشگوئی ہو بتلا رہی ہے کہ براہین کا زمانہ تنہائی کا زمانہ تھا اور اب ہمارے سلسلہ میں ہزارہا آدمی شامل ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۰		سے پہلے قبول کرے گی اور دوسری وہ جماعت ہے جو نشانوں کو دیکھکر بکثرت جوق جوق سلسلہ بیعت میں داخل ہوگی۔ اب بتلاؤ کہ کیا حسب اس پیشگوئی کے وقوع میں آگیا یا نہیں ایسی آنکھیں تو بند نہیں کرنی چاہئیں جیسا کہ اندھوں کی آنکھیں ہوتی ہیں ذرہ دریافت کرو خواہ سرکاری کاغذات دیکھ لو کہ کیا براہین احمدیہ کے وقت سات آدمی بھی تھے اور کیا اب ستر ہزار آدمی میرے ساتھ داخل بیعت ہیں یا نہیں یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ تائید اور رحمت سے ملی ہوئی پیشگوئی ہے	
پیشگوئی نمبر ۲۱	۱۸۶۵ء	قریباً پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کی تالیف سے مجھے بذریعہ زیارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواب میں اطلاع دی گئی کہ میں ایک کتاب تالیف کرونگا اور اس کتاب کو مسلمانوں میں عام قبولیت کا مرتبہ حاصل ہوگا اور مخالف اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھینگے چنانچہ پندرہ برس کے بعد براہین احمدیہ تالیف کی گئی اور اس میں یہ تمام تذکرہ موجود ہے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹	پندرہ سال بعد ۱۸۸۰ء
پیشگوئی نمبر ۲۲	۱۸۶۸ء	شرمپت آریہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اس کا بھائی بشمبر داس نامی اور ایک دوسرا شخص خوشحال نامی ایک مقدمہ میں دونوں قید ہو گئے تھے جب	چھ ماہ بعد
زندہ گواہ رویت کے		پیشگوئی نمبر ۲۰ کا ثبوت ہم لکھ چکے ہیں۔ اور پیشگوئی نمبر ۲۱ کا ثبوت وہ گواہ ہیں جن کے پاس یہ خواب بیان کی گئی تھی اور اب تک ان میں سے بعض زندہ ہیں اور نیز خود براہین احمدیہ بھی گواہ ہے کیونکہ جس قبولیت کی یہ رویا بشارت دیتی تھی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۸ اور ۲۴۹ میں چھپ گئی چھپنے کے وقت اس قبولیت کا کوئی نشان ظاہر نہ تھا بلکہ مالی مشکلات پیش آئی تھیں مگر ایک مدت کے بعد براہین احمدیہ کی لوگوں میں شہرت اور قبولیت پھیل گئی اور پیشگوئی نمبر ۲۲ اس تمام گانو میں ایک مشہور واقعہ ہے اور کئی مسلمان اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتے ہیں مگر	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۲۲		اپیل گذرا شرمپت نے جیسا کہ اضطراب کے وقت ہندوؤں کا حال ہوا کرتا ہے مجھ سے دعا کی درخواست کی اور انجام دریافت کیا تب دعا کرنے کے بعد رات کے وقت خدا تعالیٰ نے رؤیا میں کُل حقیقت مقدمہ کی مجھ پر کھول دی اور ظاہر کیا کہ دعا اس طور پر قبول ہو گی کہ بشمبر داس کی نصف قید تخفیف کر دی جائیگی اور یُوں ہو گا کہ اس مقدمہ کی مثل عدالت چیف کورٹ سے پھر ماتحت عدالت میں واپس آئیگی اور اس عدالت سے بشمبر داس کی قید صرف آدھی رہ جائیگی اور آدھی معاف کر دی جائیگی اور اُس کا دوسرا رفیق خوشحال نامی پوری قید بھگت کر خلاصی پائیگا اور ایک دن بھی کم نہیں ہوگا اور وہ بھی بری نہیں ہوگا۔ اُسی وقت اس رویا سے بہت سے آدمیوں کو اطلاع دی گئی اور شرمپت کو بھی بلا کر اطلاع دی گئی اور آخر اسی طرح وقوع میں آیا جس طرح پیشگوئی کی گئی تھی دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۱ +	
پیشگوئی نمبر ۲۳	۱۸۸۴ء	مقدمہ مذکورہ بالا جس میں بشمبر داس قید ہوا تھا بصورت اپیل چیفکورٹ میں دایر کیا گیا تو بشمبر داس کے بھائی مسمی دھنپت نے گانویں آکر مشہور کر دیا کہ ہماری اپیل منظور ہو گئی اور بشمبر داس بری ہو گیا۔ یہ خبر عشاء کے وقت مشہور	۵ فروری ۱۸۸۴ء

نقشہ گواہان رویت ۲۲ — پیشگوئی نمبر ۲۲ و پیشگوئی نمبر ۲۳ کی نسبت بشمبر داس کے حقیقی بھائی شرمپت کی گواہی کافی ہے جس نے مجھ سے دعا کرائی تھی اور جس کا نتیجہ نصف قید کی تخفیف ہوئی تھی شرمپت کو قبل از وقت خدا تعالےٰ سے اطلاع پا کر مقدمہ کا انجام میں نے بتلا دیا تھا کہ مثل واپس آ گئی اور بشمبر داس کی نصف قید تخفیف کی جائے گی بری نہیں ہوگا اس قدر تخفیف دُعا کا نتیجہ ہے مگر خوشحال اس کا رفیق بالکل بری نہیں ہوگا ایک دن بھی اس کا کم نہیں ہوگا۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۳		ہوئی اور اس وقت میں مسجد میں تھا اور چونکہ یہ صورت میری پیشگوئی کے مخالف تھی اس لئے سخت گھبراہٹ کا موجب ہوئی میں اس بیقراری میں تھا کہ عین سجدہ کے وقت میں مجھے الہام ہوا لاتخف انک انت الاعلٰی یعنی کچھ خوف نہ کر تو ہی غالب ہے۔ آخر وہ خبر غلط ثابت ہوئی اور شمبر داس کی قید تو تخفیف ہوئی مگر وہ بری نہ ہوا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۰۔	
پیشگوئی نمبر ۲۴	۱۸۸۷ء	ہمارا ایک مقدمہ تحصیل بٹالہ میں موروثی اسامیوں پر بابت درود درختوں کے تھا۔ مجھے معلوم کرایا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہوگی مگر حکم سنانے کیوقت فریق ثانی تو عدالت میں موجود تھا اور ہماری طرف سے اتفاقاً کوئی حاضر نہ تھا شام کو فریق ثانی اور اسکے گواہوں نے جو قریب پندرہ آدمی کے تھے بازار میں آکر بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا شرمپت اور دیگر آریہ لوگوں کو جو میں نے یہ پیشگوئی سنائی تھی وہ بہت خوش ہوئے کہ آج ہمارا ہاتھ پڑ گیا اور مجھے سخت اضطراب ہوا اس لئے کہ بیان کرنیوالے پندرہ آدمی ہیں۔ عصر کا وقت تھا اور میں مسجد میں اکیلا تھا اور کوئی نہ تھا اتنے میں ایک آواز گونج کر آئی میں نے خیال کیا کہ یہ باہر سے آواز ہے آواز کے یہ لفظ تھے کہ ڈگری ہوگئی ہے مسلمان ہے یعنی تو کیوں باور نہیں کرتا	
زندہ گواہ رویت		پیشگوئی نمبر ۲۴ کے متعلق مثل دفتر سرکاری میں موجود ہے اور شرمپت وغیرہ آریہ گواہ ہیں۔ حاکم مجوز نے جس کا نام حافظ ہدایت علی تھا صرف مدعا علیہ کے بیان پر کہ ہمیں حسب فیصلہ صاحب کمشنر درخت کاٹ لینے کا حق حاصل ہے۔ مقدمہ کو خارج کر دیا۔ اور مدعا علیہ کو حکم سنا کر معہ اسکے گواہوں کے رخصت کر دیا اس پر انہوں نے گاؤں میں آکر مشہور کر دیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے لیکن جب وہ عدالت کے کمرہ سے نکل گئے تو اس وقت مثلخواں نے جو اتفاقاً باہر گیا ہوا تھا حاکم کو کہا کہ آپ نے اس مقدمہ میں دھوکا کھایا ہے اور جو فریق ثانی نے نقل روبکار صاحب کمشنر پیش	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۴		کیا خدا سے کوئی زیادہ معتبر ہے آخر یہی سچ نکلا کہ ڈگری ہوگئی تھی اور اُس فریق کو دھوکا لگا تھا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۲	
پیشگوئی نمبر ۲۵	۱۸۸۰ و ۱۸۸۲ء	میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کردیگا الفتنۃ ھٰھُنا فاصبر کما صبر اولوا العزم (یعنی انہیں ایام میں ایک فتنہ ہوگا پس تُو اولوا العزم رسولوں کیطرح صبر کر)* یہ پیشگوئی لیکھرام کے واقعہ کیطرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ میں تجھے قدرت نمائی سے اُٹھاؤنگا چنانچہ آتھم کی نسبت شور و ہنگامہ کے بعد لیکھرام والی پیشگوئی ایسے شوکت اور ہیبت کے ساتھ پوری ہوئی کہ تمام دشمنوں کے مُنہ کالے ہوگئے اور مجھ کو انہوں نے گرانا چاہا تھا خدا نے اپنے ہاتھ سے مجھے اٹھایا اور ایک چمکتا ہوا نشان دکھلادیا اور لیکھرام کے متعلق جو پیشگوئی ظہور میں آئی وہ درحقیقت خدا کی ایک چمکار تھی گویا خدا اپنے رسول کیلئے خود اُتر کر لڑا۔ اور اس پیشگوئی کے بعد بدقسمت آریوں کی دشمنی بڑھ گئی یہاں تک کہ انہوں نے اس نادان برہمن کے مرنیکے بعد ہمارے گھر کی تلاشی بھی کرائی۔ اسی کی طرف پیشگوئی میں بھی اشارہ ہے کہ فرمایا	پندرہ برس کے بعد
بقیہ رویت گواہ نمبر ۲۴		کی ہے وہ حکم تو فنانشل صاحب کے حکم سے منسوخ ہوچکا ہے اور اس نے وہ روبکار دکھلادی تب ہدایت علی کی عقل نے چکر کھایا اور اُسی وقت اپنی روبکار پھاڑ دی اور ڈگری کی۔ یہ خدا کی قدرت کے نظارے ہیں پیشگوئی نمبر ۲۵ کا پورا ثبوت لیکھرام والی پیشگوئی میں ابھی آئیگا۔	

* دیکھو صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۵		الفتنۃ ھٰہنا فاصبر کما صبر اولوا العزم ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷ اور خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں دو امر کی خبر دی ہے (۱) اول یہ کہ دنیا سخت مقابلہ کریگی اور کسی طرح قبول نہیں کریگی اور وہ اپنی طرف سے زمین پر گرا دیگی اور جھوٹا ہونے کا الزام دیگی جیسا کہ آتھم کے شرطی میعاد کے بعد نادان مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر شور برپا کیا اور اپنے خیال میں گرا دیا اور خدا نے لیکھرام کو قتل کر کے گرنے کے بعد پھر اُٹھایا (۲) دوسری یہ کہ خدا اس پیشگوئی میں وعدہ کرتا ہے کہ میں زور آور حملوں سے اس مرسل کی سچائی ظاہر کروں گا۔ سو وہی زور آور حملے ہیں کہ کھلے کھلے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن خود بخود مر رہے ہیں۔ قوم کے دشمنوں نے اس نور کے بجھانے کے لئے ناخنوں تک زور لگائے مگر یہ جماعت جو اول صرف دو تین آدمی تھے اب ستر ہزار تک پہنچ گئی اور خدا کے قہر کے ہاتھ نے سرغنہ مخالفوں کے پانچ حصوں میں سے تین حصے دنیا پر سے اُٹھائے۔ سمٰعیل مولوی علیگڈھ جس نے کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے (یعنی وہ اور میں) جو شخص جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ خود وہ پہلے مر گیا۔ اور غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب فتح رحمانی میں مجھے جھوٹا قرار دے کر خدا تعالیٰ سے جھوٹے کی موت چاہی سو وہ اس مباہلہ کو شائع کر کے پھر زندہ نہ رہ سکا اور چند ہی روز میں فوت ہو گیا دیکھو کتاب فتح رحمانی صفحہ ۲۶ و ۲۷	
[illegible] ۲۵	اس پیشگوئی کا ثبوت ظاہر ہے کیونکہ خدا نے لیکھرام کو مار کر ثابت کر دیا کہ اُس کا یہ بندہ اُس کی طرف سے ہے		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۲۵		اور محی الدین لکھو کے والے نے بھی اسی مضمون کا الہام شائع کیا یعنی یہ الہام شائع کیا کہ مرزا صاحب فرعون مگر جیسا کہ الحکم ۲۴ر جولائی ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۵ دوسرے کالم میں شائع ہو چکا ہے میری پیشگوئی کے مطابق وہ فوت ہو گیا۔ ایسا ہی رشید احمد گنگوہی اپنے اشتہار کے بعد اندھا ہو گیا۔ شاہدین مخالف لدھانوی دیوانہ ہو گیا اور محمد حسن بھیں میرے مقابلہ اعجاز المسیح پر یہ کلمہ لکھتے ہی کہ لعنت اللہ علی الکاذبین اپنے مُنہ کی لعنت سے ہی پکڑا گیا اور مر گیا ایسا ہی لُدہانہ کے تین مولوی بھی یعنی عبد اللہ۔ عبد العزیز۔ محمد۔ وہ تینوں میرے مقابل پر گندے اشتہار لکھنے کے بعد مر گئے۔ یہ خدا کے زور آور حملے ہیں جن سے سچائی ظاہر ہے اور انہی پر ختم نہیں ابھی اور حملے بھی ہیں آسمان نہیں تھکے گا جب تک زمین اپنی شوخیاں نہیں چھوڑتی	
پیشگوئی نمبر ۲۶	[illegible]	اشکر نعمتی رئیت خدیجتی۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸۔ ترجمہ میرا شکر کر کہ تُو نے میری خدیجہ کو پایا۔ یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اُس نکاح کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا جس سے بفضلہ تعالیٰ چار لڑکے پیدا ہوئے اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی	[illegible] برس بعد
زندہ گواہ پیشگوئی نمبر ۲۶		پیشگوئی نمبر ۲۵ پر تو ایک دنیا گواہ ہے کہ پہلے کیا تھا اور پھر کیا ہو گیا اور پیشگوئی نمبر ۲۶ یعنی شادی کے معاملہ میں جو آج سے اٹھارہ برس ہوئے دہلی میں ہوئی تھی آریہ شرمپت اور ملاوامل اور اکثر دوست گواہ ہیں کہ ان کو اس پیشگوئی کی پہلے خبر دی گئی تھی۔ اس شادی کے متعلق تین الہام تھے ایک یہی کہ جو براہین احمدیہ میں صفحہ ۵۵۸ میں درج ہو گیا۔ دوسرا الہام تھا۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۶		ماں ہی جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہوگی اسی کے مطابق دوسرا الہام ہے اور وہ یہ ہے الحمد للہ الذی جعل لکم الصّھر والنسب یعنی وہ خدا جس نے باعتبار رشتہ دامادی اور باعتبار نسب تمہیں عزت بخشی۔	
پیشگوئی نمبر ۲۷	۱۸۸۰۹۸۲ء	مبارک ومبارک وکل امرٍ مبارک یجعل فیہ۔ ومن دخلہ کَانَ اٰمِنًا۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۹۔ ترجمہ۔ یہ مسجد برکت دی گئی ہے اور برکت دینے والی ہے اور ہر ایک کام جو برکت دیا گیا ہے وہ اس میں کیا جائیگا اور جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آجائیگا۔ اس الہام میں تین قسم کے نشان ہیں (۱) اول یہ کہ اس میں خدا تعالیٰ کیطرف سے مادۂ تاریخ بنائے مسجد ہے (۲) دوم یہ کہ یہ پیشگوئی بتلا رہی ہے کہ ایک بڑے سلسلہ کے کاروبار اسی مسجد میں ہونگے چنانچہ اب تک اسی مسجد میں بیٹھکر ہزارہا آدمی بیعت توبہ کر چکے ہیں اسی میں بیٹھ کر صدہا معارف بیان کئے جاتے ہیں اور اسی میں بیٹھ کر کتب جدیدہ کی تالیف کی بنیاد پڑتی ہے اور اسی میں ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا پنج وقت نماز پڑھتا ہے اور وعظ سنتے ہیں اور دلی سوز سے دعائیں کی جاتی ہیں اور بنائے مسجد کے وقت	طاعون کے زمانہ کے قریب
بقیہ زیر [illegible] نمبر ۲۶	الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب۔ تیسرا الہام تھا بکر وثیب یعنی تمہارے لئے مقدر ایک بکر ہے اور ایک بیوہ۔ یہ الہام بخوبی یاد ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کو میں نے بمقام بٹالہ انہیں کے مکان پر سنایا تھا اتفاقاً انہوں نے دریافت کیا تھا کہ کوئی تازہ الہام ہے تب میں نے سنا دیا تھا۔ اور پیشگوئی نمبر ۲۷ کے مطابق پچاس ہزار سے بھی زیادہ اب تک اس مسجد میں نماز پڑھ چکے ہیں اور انکو خدا نے طاعون اور ہر یک وبا سے بچایا ہے۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۷		میں ان باتوں میں سے کسی بات کی علامت موجود نہ تھی (۳) سوم یہ کہ یہ الہام دلالت کر رہا ہے کہ آئندہ زمانہ میں کوئی آفت آنیوالی ہے۔ اور جو شخص اخلاص کے ساتھ اس میں داخل ہوگا وہ اس آفت سے بچ جاویگا اور براہین احمدیہ کے دوسرے مقامات سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ آفت طاعون ہے سو یہ پیشگوئی بھی اس سے نکلتی ہے کہ جو شخص پوری ارادت اور اخلاص سے جس کو خدا پسند کرلیوے اس مسجد میں داخل ہوگا وہ طاعون سے بھی بچایا جائیگا یعنی طاعونی موت سے۔	
پیشگوئی نمبر ۲۸	سنہ ۱۸۸۰/۸۲ء	يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۰۔ ترجمہ۔ مخالف لوگ ارادہ کرینگے کہ خدا کے نور کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھادیں یعنی بہت سے مکر کام میں لاوینگے۔ مگر خدا اپنے نور کو کمال تک پہنچائیگا اگرچہ کافر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے کہ جبکہ اس سلسلہ کے مقابل پر مخالفوں کو کچھ جوش اور اشتعال نہ تھا اور پھر اس پیشگوئی سے دس برس بعد وہ جوش دکھلایا کہ انتہا تک پہنچ گیا یعنی تکفیر نامہ لکھا گیا قتل کے فتوے لکھے گئے اور صدہا کتابیں اور رسالے چھاپ دئے گئے	چار برس ہوئے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی
زندہ رویت گواہ ۲۸		پیشگوئی نمبر ۲۷ کا ثبوت بیان ہو چکا اور پیشگوئی نمبر ۲۸ کا ثبوت خود ظاہر ہے کہ مخالف مولویوں نے اس سلسلہ کی بیخ کنی کے لئے ناخنوں تک زور لگایا۔ مگر یہ سلسلہ آخر ترقی کر گیا۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۲۸		اور قریباً تمام مولوی مخالف ہو گئے اور کوئی ذلیل سے ذلیل منصوبہ نہ چھوڑا جو میرے تباہ کرنے کیلئے نہ کیا گیا مگر نتیجہ برعکس ہوا اور یہ سلسلہ فوق العادت ترقی کر گیا۔	
پیشگوئی نمبر ۲۹	۱۸۸۰، ۱۸۸۲ء	وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَلَا النَّصَارٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ وَخَرَقُوْا لَہٗ بَنِیْنَ وَبَنَاتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۱۔ ترجمہ۔ یعنی پادری صفت عیسائی جو اپنے زعم میں عیسائیت کے ناصر ہیں اور یہودی صفت مسلمان جو اپنے زعم میں یہودیوں کی طرح عامل بالحدیث ہیں ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تو انکے مذہب میں داخل نہ ہو۔ کہہ وہ خدا ایک ہے اور بے نیاز ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ کوئی اُس کا بیٹا اور یہ لوگ باہم ملکر کچھ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کریگا اور خدا بہتر مکر کرنیوالا ہے اور اُس وقت تیرے لئے ایک فتنہ برپا ہوگا سو صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا ہے یہ پیشگوئی اس فتنہ کے متعلق ہے کہ جو عیسائیوں اور مسلمانوں نے اول آتھم کے وقت کیا۔ اور پھر کلارک کے دعویٰ اقدام قتل کے وقت کیا اور	۱۸۹۴ و ۱۸۹۵ء
زندہ گواہ رؤیت نمبر ۲۹	براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں مجھے مخاطب کر کے یہ پیشگوئی موجود ہے کہ پادری اور یہودی صفت مسلمان ملکر کوئی مکر کرینگے اور تم پر ایک فتنہ برپا کرینگے مگر خدا اصلیت ظاہر کر دے گا سو اول آتھم کے مقدمہ میں ایسا ہی ہوا کہ ان لوگوں نے مل کر پیشگوئی کو جھوٹی قرار دینا چاہا مگر خدا نے اسکی سچائی ظاہر کر دی آتھم نے پیشگوئی کی شرط کے موافق دجال کہنے سے عین مجمع میں رجوع کیا اور بہت سا ہراساں اور خائف ہوا		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۹		کلارک کے مقدمہ میں سب نے اتفاق کر لیا اور ممکن ہے کہ کوئی اور فتنہ بھی ان لوگوں کے ہاتھ سے مقدر ہو کیونکہ ان کا جوش ابھی کم نہیں ہے۔	
پیشگوئی نمبر ۴۰	سنہ ۱۸۸۲ء	ان لم یعصمك الناس فیعصمك اللّٰہ من عندہٖ۔ یعصمك اللّٰہ من عندہٖ وان لم یعصمك الناس۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ ترجمہ۔ اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں یعنی تباہ کرنے میں کوشش کریں۔ مگر خدا اپنے پاس سے اسباب پیدا کر کے تجھے بچائیگا۔ خدا تجھے ضرور بچالے گا اگرچہ لوگ بچانا نہ چاہیں۔ اب دیکھو کہ یہ کس قوت اور شان کی پیشگوئی ہے اور بچانے کیلئے مکرر وعدہ کیا گیا ہے اور اس میں صاف وعدہ کیا گیا ہے کہ لوگ تیرے تباہ اور ہلاک کرنے کیلئے کوشش کرینگے اور طرح طرح کے منصوبے تراشیں گے مگر خدا تیرے ساتھ ہوگا اور وہ ان منصوبوں کو توڑ دیگا اور تجھے بچائے گا اب سوچو کہ کونسا منصوبہ ہے جو نہیں کیا گیا بلکہ میرے تباہ اور ہلاک کرنے کیلئے طرح طرح کے مکر کئے گئے چنانچہ خون کے مقدمے بنائے گئے بے آبرو کرنے کیلئے بہت جوڑ توڑ عمل میں لائے گئے اور ٹیکس لگانے کیلئے منصوبے کئے گئے کفر کے فتوے لکھے گئے قتل کے فتوے لکھے گئے لیکن خدا نے سب کو نامراد رکھا وہ اپنے کسی فریب میں کامیاب نہ ہوئے پس اسقدر زور کا طوفان جو بعد میں آیا	
بقیہ زندہ گواہ رویت نمبر ۳۹	جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور پھر باوجود وعدہ چار ہزار روپیہ کے انعام کے جو قسم کھانے پر ہماری طرف سے تھا قسم نہیں کھائی اور پھر پیشگوئی کے مفہوم کے مطابق میری زندگی میں ہی مرگیا اور پیشگوئی کا خلاصہ یہی تھا کہ فریقین میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا سو مدت ہوئی کہ وہ اس جہان سے گذر گیا اور اسبات پر مُہر لگا گیا کہ وہ مباحثہ میں جھوٹا تھا (۲) دوسرا مکر پادریوں اور مسلمانوں کا یہ تھا کہ ڈاکٹر کلارک نے ایک جھوٹا مقدمہ میرے اقدام		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	مدت دراز پہلے خدا نے اسکی خبر دیدی تھی خدا سے ڈرو اور سچ بولو کہ کیا یہ علم غیب اور تائید الٰہی ہے یا نہیں اور اگر کہو کہ عصمت کا وعدہ چاہتا تھا کہ وہ لوگ کسی قسم کی تکلیف نہ دیں مگر انہوں نے جھوٹے مقدمات کر کے عدالت میں جانے کی تکلیف دی بہت سی گالیاں دیں مقدمات کے خرچ سے نقصان کرایا اس کا جواب یہ ہے کہ عصمت سے مراد یہ ہے کہ بڑی آفتوں سے جو دشمنوں کا اصل مقصود تھا بچایا جاوے دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی عصمت کا وعدہ کیا گیا تھا حالانکہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت زخم پہنچے تھے اور یہ حادثہ وعدۂ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فرمایا تھا اِذْ كَفَفْتُ بَنِىْٓ اِسْرَآئِیْلَ عنك یعنے یاد کر وہ زمانہ کہ جب بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے میں نے تجھ سے روک دیا حالانکہ تواتر قومی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا لیکن خدا نے آخر جان بچا دی پس یہی معنے اِذْ كَفَفْتُ کے ہیں جیسا کہ واللہ یعصمك من الناس کے ہیں		بقیہ پیشگوئی نمبر ۴۸
قتل کی نسبت دائر کیا اور تمام مخالف مسلمان اس کے حامی ہو گئے اور بعض مولویوں نے عدالت میں اسکی طرف سے میرے برخلاف گواہی دی مگر آخر وہ مقدمہ جھوٹا ثابت ہوا اور خارج ہو گیا سو تم اس پیشگوئی کی شان دیکھو کہ ان مقدمات سے کئی سال پہلے خبر دیگئی کہ اس طرح پر پادری اور مسلمان باہم مل کر تیرے پر مقدمات کرینگے اور خدا اُن کے مکر کو پاش پاش کر دیگا ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور پیشگوئی نمبر ۳۰ جو اُوپر بیان ہو چکی ہے اس کا ثبوت بھی اسی سے ملتا ہے کہ دشمنوں نے خون کے مقدمات بھی کئے مگر خدا نے مجھے اُن سے بھی بچایا۔			بقیہ [illegible] نمبر ۴۹

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۱	[illegible]	وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْ کَفَّرَ اَوْقِدْلِیْ یَا هَامَانُ لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ اِلٰی اِلٰهِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ + تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ + مَاکَانَ لَهٗ اَنْ یَدْخُلَ فِیْهَا اِلَّا خَائِفًا + وَمَا اَصَابَکَ فَمِنَ اللّٰهِ - اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ اَلَا اِنَّهَا فِتْنَةٌ مِّنَ اللّٰهِ + لِیُحِبَّ حُبًّا جَمًّا حُبًّا مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْاَکْرَمِ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ + شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَکُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ترجمہ - اور یاد کر وہ زمانہ جبکہ ایک ایسا شخص تجھ سے مکر کریگا کہ جو تیری تکفیر کا بانی ہوگا اور اقرار کے بعد منکر ہو جائیگا (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) اور وہ اپنے رفیق کو کہے گا (یعنی مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کو) کہ اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا یعنی کافر بنانے کیلئے فتویٰ دے میں چاہتا ہوں کہ موسیٰ کے خدا کی تفتیش کروں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے اس جگہ خدا تعالیٰ نے میرا نام موسیٰ رکھا تا اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ جس نظر سے یعنی نہایت تحقیر اور استخفاف سے فرعون نے موسیٰ کو دیکھا تھا اور کہتا تھا کہ یہ میرا ہی پرورش یافتہ ہے اور میں ہی اُسکو ہلاک کرونگا یہی طریق محمد حسین نے اختیار کیا اور نیز اُس فتح کی طرف اشارہ ہے جو مقدر تھا کہ مجھے موسیٰ کی مانند فرعون پر حاصل ہوگی اور پھر مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ٹھہرا کر تبّت یدا ابی لهب وتبّ فرما دیا یعنی	جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے فتویٰ تکفیر میری نسبت شائع کیا اور نذیر حسین دہلوی نے فتویٰ دیا۔
زندہ گواہ رویت نمبر ۳۱		پیشگوئی نمبر ۳۱ کا ثبوت خود مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے ہاتھ سے دیا کہ میرے لئے کفرنامہ لکھا اور کافر ٹھہرایا۔ پھر بعد اس کے بحکم حاکم تکذیب اور تکفیر سے روکا گیا۔ جیسا کہ پیشگوئی میں بیان تھا۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۱		ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے یعنی بے کار ہو گئے اور وہ بھی ہلاک ہو گیا یعنی ضلالت کے گڑھے میں گرا اس کو نہیں چاہیئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے۔ اور جو کچھ تجھے دکھ پہنچیگا وہ تو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے یہ تیرے لئے ایک فتنہ ہوگا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا وہ خدا کی طرف سے اسلئے فتنہ ہے تا وہ بہت ہی تجھ سے پیار کرے اس خدا کا پیار جو عزیز اور بزرگ ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو کبھی نہیں چھینی جائے گی۔ اس جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی ہر ایک جاندار آخر مرنے کو ہے۔ دیکھو اب اس پیشگوئی پر انصاف سے غور کرو کہ اس زمانہ سے پہلے کی یہ پیشگوئی ہے کہ جب مولوی محمد حسین نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا تھا اور یہ پیشگوئی بھی پڑھی تھی کیا بغیر خدا کے کسی کا کام ہے کہ اس پوشیدہ غیب کی خبر دیدے جس کی کسی کو بھی اطلاع نہیں تھی۔ براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۰	
پیشگوئی نمبر ۳۲	۶ فروری ۱۸۹۸ء	خدا نے عالم رویا میں اپنی وحی خاص سے میرے پر ظاہر کیا کہ پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے جارہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض لگانیوالوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں انہوں نے جواب	
زندہ گواہ رویت نمبر ۳۲		پیشگوئی نمبر ۳۱ کا ثبوت گذر چکا ہے اور پیشگوئی نمبر ۳۲ کو ہم نے اپنے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء اور ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء میں شائع کیا تھا جو بہت صفائی سے پوری ہو گئی۔ جب یہ پیشگوئی ۶ فروری ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تب پنجاب میں صرف دو ضلع آلودہ تھے	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں میری تائید میں بیان فرمائیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۲		دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے اور الہام ہُوا کہ الامراض تشاع والنفوس تضاع انّ اللہ لا یغیر ما بقوم حتّی یغیّروا ما بانفسہم انہ اوی القریۃ یعنی یہ طاعون جو ملک میں شروع ہوگئی ہے یہ کبھی دُور نہیں ہوگی اور یہ مرض پھیل جائیگی اور بہت موتیں ہونگی اور کم نہیں ہونگی جب تک لوگ اپنے اعمال کی اصلاح نہ کریں مگر اس قادر خدا نے قادیان کو متفرق اور منتشر ہونے سے بچا لیا ہے یعنی قادیان پر ایسی تباہی نہیں آئیگی کہ اس قصبہ کو بکلّی برباد کردے اور فنا کردے اور منتشر کردے اور قادیان بکلّی طاعون سے محفوظ بھی رہ سکتی ہے مگر بشرط توبہ یعنی اس شرط سے کہ تمام لوگ اپنی بدزبانیوں اور بداعمالیوں اور خباثتوں سے توبہ کرلیں۔ دیکھو اشتہار طاعون شائع کردہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء و ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء۔ یہ رویا اور الہام تھا کہ مجھے دکھایا گیا اور بتایا گیا اور پھر اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء سے اور چار برس کے بعد عام طور پر پنجاب میں طاعون پھیل گئی چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء سے ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء تک عرصہ پونے دس ماہ میں اس قدر پھیل گئی کہ کل ۲۳ اضلاع پنجاب کے اُس سے آلودہ ہوگئے دیکھو سرکاری نقشجات متعلقہ طاعون پنجاب۔ پس یہ پیشگوئی ایسے وقت میں کی گئی تھی یعنی فروری ۱۸۹۸ء میں جبکہ تمام پنجاب میں صرف دو ضلعے طاعون سے آلودہ تھے دیکھو اخبار عام ۲ اگست ۱۹۰۲ء جس میں یہ سرکاری شہادت درج ہے	
تتمہ [illegible] نمبر ۳۲	مگر بعد اس کے پنجاب کے ۲۳ ضلعے اس مرض سے آلودہ ہو گئے اور پونے دس ماہ میں تین لاکھ سولہ ہزار کیس ہوئے اور دو لاکھ اٹھارہ ہزار سات سو ننانوے فوتیاں ہوئیں۔ دیکھو سرکاری نقشہ جات۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے منجملہ خبر خارق عادت پیشگوئیاں میری تائید میں بیان فرمائیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۳	آج سے نو برس پہلے	اسی طرح اس زمانہ میں جبکہ بمبئی میں بھی طاعون کا نام و نشان نہ تھا طاعون کے آنے کے لئے دعا کی گئی اور وہ دعا منظور ہو گئی چنانچہ ۱۳۱۱ھ ہجری میں جس کو نو برس ہو گئے یہ دعائیہ شعر حمامۃ البشریٰ میں موجود ہے۔ فلما طغی الفسق المبید بسیلہ ❊ تمنیت لو کان الوباء المتبر دیکھو صفحہ اول قصیدہ حمامۃ البشریٰ یعنی جب فسق کا طوفان برپا ہوا تو میں نے خدا سے چاہا کہ طاعون آوے۔	چند سال کے بعد اول بمبئی میں طاعون پھوٹ پڑی
پیشگوئی نمبر ۳۴	۱۸۹۷ء	ایسا ہی طاعون کے بارے میں رسالہ سراج منیر میں صفحہ ۵۹ میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ جن لوگوں نے لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کو قبول نہیں کیا تھا اُن پر بھی طاعون کی بلا نازل ہو گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم و ذلۃ فی الحیوۃ الدنیا یعنی جنہوں نے گوسالہ کو عزت دی اور اس کی پرستش کی اُن پر غضب آئیگا اور ذلت کی مار اُن پر پڑے گی سو دنیا میں غضب نازل ہونے سے مراد طاعون ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۶۰ میں طاعون کی نسبت یہ الہام بھی لکھا تھا یا مسیح الخلق عدوانا یعنے طاعون کے غلبہ کے وقت لوگ کہیں گے کہ اے مسیح ہماری شفاعت کر۔ اور اس کتاب کے شائع کرنے پر آج سے جو ۱۸ جولائی ۱۹۰۲ء ہے پانچ برس گذر گئے	اس پیشگوئی سے چند سال بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔
ثبوت نمبر ۳۳ و ۳۴ [illegible]		ان دونوں پیشگوئیوں نمبر ۳۳ و ۳۴ کے ثبوت میں سرکاری نقشجات کافی ہیں۔ جن کا ہم صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴ میں ذکر کر آئے ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۴		اور اس زمانہ میں طاعون کے پھیلنے کی کچھ بھی امید نہ تھی پس دیکھو یہ کس قدر عظیم الشان غیب کی خبریں ہیں جو برابر بائیس برس سے مسلسل طور پر شائع ہو رہی ہیں اور متواتر خبر دی گئی کہ ملک میں طاعون آنیوالی ہے۔	
پیشگوئی نمبر ۳۵	سنہ ۱۳۱۲ ہجری	عرصہ نو برس کا جاتا ہے کہ کتاب سر الخلافہ کے صفحہ ۶۲ میں مخالفوں پر تباہی پڑنے اور نیز طاعون نازل ہونے کے لئے دعا کی گئی تھی سو اب تک ہزاروں مخالف طاعون اور دوسری آفات سے ہلاک اور تباہ ہو چکے ہیں اور وہ دعا یہ ہے وخذ ربّ من عادی الصلاح ومفسدا ۔ ونزّل علیہ الرجز حقًّا و دمّر وفرّج کروبی یا کریمی و نجّنی ۔ ومزّق خصیمی یا الٰہی و عفّر ترجمہ۔ یعنی اے میرے خدا ہر ایک پر جو مفسد ہے طاعون نازل کر یا کسی دوسری موت سے ہلاک کر یا کوئی اور مواخذہ کر اور مجھے غموں سے نجات بخش اور میرے دشمن کو پارہ پارہ کر اور خاک میں ملا دے اور خاک سے آلودہ کر اور خاک میں غلطاں پیچاں کر۔ سو ملک میں طاعون نازل ہو کر ہزارہا بخیل جو ہمارے سلسلہ کے دشمن تھے طاعون سے فوت ہو گئے۔ ابھی آئندہ کی خبر نہیں ماسوا اس کے جو منتخب مولوی تھے بعض اُن میں اندھے ہو گئے اور بعض کانے ہو گئے اور بعض دیوانے اور بہت سے ان میں سے مر گئے چنانچہ برطبق اس دُعا کے مولوی شاہدین[1] دیوانہ ہو گیا۔ رشید احمد[2] اندھا ہو گیا۔	طاعون کے دنوں میں
زندہ گواہ رویت		پیشگوئی نمبر ۳۵ کے ثبوت کے لئے سرکاری نقشجات کافی ہیں اور یہ پیشگوئی کتاب سر الخلافہ میں موجود ہے۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۵		محمد بخش[۳] طاعون سے مرا۔ تینوں مولوی لودھیانہ کے ہلاک کئے گئے۔ محمد حسن بھیں ہلاک کیا گیا غلام دستگیر قصوری ہلاک کیا گیا۔ محی الدین[۹] لکھو کے والا ہلاک کیا گیا۔ اور اصغر علی کی ایک آنکھ جاتی رہی اور مولوی محمد حسین عفر کی دعا کے نیچے آگیا کیونکہ عفر لغت عرب میں خاک آلودہ کرنے کو کہتے ہیں سو وہ تکفیر کی جمعداری سے بحکم حاکم رد کا گیا اور زمینداری کی گرد و غبار میں آلودہ کیا گیا کیونکہ خاک میں غلطاں پیچاں ہونا لوازم زمینداری میں سے ہے۔ وجہ یہ کہ ہر وقت خاک سے ہی کام پڑتا ہے اس قدر تو وقوع میں آگیا ابھی معلوم نہیں کہ اس کا حصہ اور کس قدر باقی ہے۔	
پیشگوئی نمبر ۳۶	۱۳۱۱ھ	کتاب نور الحق کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک بذریعہ الہام الٰہی طاعون کی خبر دی گئی ہے جو چھ برس بعد ظہور میں آئی۔ صفحہ ۳۵ میں یہ عبارت ہے اِعْلَمُوْا اِنَّ اللّٰہَ نَفَثَ فِیْ رَوْعِیْ اِنَّ ھٰذَا الْخُسُوْفَ وَالْکُسُوْفَ فِیْ رَمَضَانَ اٰیَتَانِ مُخَوِّفَتَانِ لِقَوْمٍ اتَّبَعُوا الشَّیْطَانَ .... وَلَئِنْ اَبَوْا فَاِنَّ الْعَذَابَ قَدْ حَانَ۔ ترجمہ۔ خدا نے اپنے الہام کے ساتھ میرے دل میں پھونکا ہے کہ خسوف کسوف ایک عذاب کا مقدمہ ہے یعنی طاعون کا جو قریب ہے۔	طاعون کے دنوں میں
زندہ گواہ رویت		پیشگوئی نمبر ۳۵ کا ثبوت گذر چکا ہے وہی ثبوت پیشگوئی نمبر ۳۶ کا ہے	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۶	۱۸۸۳ء	پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کی وفات کی خبر تین ماہ اس کے مرنے سے پہلے دی گئی اور لالہ شرمپت وغیرہ آریوں ساکنان قادیان کو وہ پیشگوئی سُنائی گئی۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۵۔ یہ لوگ اگر حلف دی جاوے تو سچ سچ کہہ دیں گے۔ پنڈت دیانند کے مرنے پر ہمیں بہت افسوس ہُوا اس لئے کہ وہ ہمارے **چند سوالات کے جواب دینے سے** پہلے ہی گذر گیا **ایک**[۱] یہ سوال تھا کہ آواگون یعنی شامتِ اعمال سے جُون بدلنا یہاں تک کہ کیڑے مکوڑے کتّے بلّے بن جانا۔ یہ تو بقول آریہ صاحبان کروڑہا برسوں سے اِن کے گلے پڑا ہُوا ہے لیکن باوجود یکہ وہ معدودے چند تھے غیر محدود نہ تھے اب تک نجات نہیں ہوئی۔ یا تو پرمیشر نجات دینا نہیں چاہتا یا کوئی قاعدہ نجات کا وید میں مقرر نہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر یقین کے انسان گناہ سے رُک نہیں سکتا سو وید نے کوئی ذریعہ پرمیشر پر یقین لانے کا پیش نہیں کیا اس لئے آریوں کے پاس خداشناسی کا کوئی یقینی طریق نہیں پس شاید اسی وجہ سے کیڑوں مکوڑوں کی ابتک خلاصی نہیں ہوتی ایک تو یہی سوال تھا۔ **دوسرا**[۲] یہ کہ آریہ کی عورت ایک ہی وقت میں ایک خاوند اور ایک اور شخص بطور یارانہ رکھ سکتی ہے۔ کیا یہ دیّوثی نہیں۔ **تیسرا**[۳] یہ کہ اگر پرمیشر روحوں کا پیدا کرنیوالا نہیں اور روحیں کسی وقت گناہ سے نجات پاسکتی ہیں تو جیساکہ وید کا اصول ہے دنیا کا سلسلہ ہمیشہ	۳۰ر اکتوبر ۱۸۸۳ء بیان پیشگوئی سے قریباً تین ماہ بعد
زندہ گواہ رویت نمبر ۳		اس پیشگوئی کا گواہ لالہ شرمپت آریہ اور چند مسلمان ہیں لیکن شرمپت کی گواہی مضبوط ہے صرف قسم کی حاجت ہے۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں میری تائید میں بیان فرمائیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	کے لئے چل نہیں سکتا اور پرمیشر خالی ہاتھ رہ جاتا ہے کیونکہ جو شخص گناہ سے نجات پاگیا وہ تو پرمیشر کے ہاتھ سے گیا اس لئے کہ اُس کا کوئی گناہ نہیں رہا لہذا وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا اور اس سے وید کا یہ اصول جھوٹا ہوتا ہے کہ روحیں بار بار دنیا میں آتی ہیں۔ ان باتوں میں سے کسی بات کا جواب دیانند نے نہ دیا اور اجمیر میں جاکر نامرادی کی حالت میں مر گیا۔		پیشگوئی نمبر ۳۶
	ایک دفعہ یہ وحی الٰہی میری زبان پر جاری ہوئی کہ عبد اللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان وہ صبح کا وقت تھا اور اتفاقاً چند ہندو اُس وقت موجود تھے۔ اُن میں سے ایک ہندو کا نام بشنداس تھا میں نے سب کو اطلاع دی کہ خدا نے مجھے یہ سمجھایا ہے کہ آج اس نام کے ایک شخص کی طرف سے کچھ روپیہ آئیگا۔ بشنداس بول اُٹھا کہ میں اِس بات کا امتحان کروں گا اور میں ڈاک خانہ میں جاؤں گا۔ چونکہ قادیان میں ڈاک اُن دنوں میں دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی وہ اُسی وقت ڈاک خانہ میں گیا اور جواب لایا کہ ڈاک منشی کی زبانی معلوم ہوا کہ درحقیقت ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ایک شخص عبد اللہ خان نے جو اکسٹرا اسسٹنٹ ہے روپیہ بھیجا ہے اور پھر اُس نے بہت متعجب اور حیرت زدہ ہوکر پوچھا کہ یہ کیونکر معلوم ہوگیا	۱۸۸۰ء	پیشگوئی نمبر ۳۷
	اس پیشگوئی نمبر ۳۷ کا وہی بشنداس گواہ ہے جو ساکن قادیان ہے اور ابتک زندہ موجود ہے۔		زندہ گواہ رویت نمبر ۳۷

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		میں نے جواب دیا کہ وہ خدا جس کو تم لوگ نہیں پہچانتے اس نے یہ خبر دی ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶۔	
پیشگوئی نمبر ۳۹	۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء	ایک دفعہ قادیان کا ایک آریہ جو سرگرم آریہ ہے ملاوامل نام مرض دق میں مبتلا ہو گیا اور تپ پیچھا نہیں چھوڑتا تھا اور آثار نومیدی ظاہر ہوتے جاتے تھے چنانچہ وہ ایک دن میرے پاس آکر علاج کا طلبگار ہوا اور پھر اپنی زندگی سے نومید ہو کر بیقراری سے رویا اور میں نے اسکے حق میں دُعا کی خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا قلنا یانار کونی بردًا و سلامًا یعنی ہم نے کہا کہ اے تپ کی آگ سرد اور سلامتی ہو جا چنانچہ بعد اس کے اسی ہفتہ میں وہ ہندو اچھا ہو گیا اور اب تک زندہ موجود ہے۔ براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۷	ایک ہفتہ کے اندر
پیشگوئی نمبر ۴۰	۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء	جب کتاب براہین احمدیہ کے بعض حصے طیار ہو گئے تو مجھے خیال آیا کہ انکو چھاپ دیا جائے مگر میرے پاس کچھ سرمایہ نہیں تھا تب میں نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ لوگ مدد کیطرف متوجہ ہوں اُسی وقت تھوڑی سی غنودگی ہو کر جواب ملا (بالفعل نہیں) تب باوجود بہت سی کوشش کے کسی نے ایک پیسہ بھی نہیں بھیجا اور ایک مدت گذر گئی۔ دیکھو براہین ص ۲۲۵	تین برس تک کتاب کے چھپنے میں توقف رہا
زندہ گواہ رؤیت پیشگوئی نمبر ۳۹ و ۴۰	پیشگوئی نمبر ۳۹ کا گواہ خود ملاوامل آریہ ہے اس کو خوب یاد ہوگا کہ کبھی نومیدی کے وقت میں یہ الہام اس کو بتلایا گیا اور پھر ایک ہفتہ تک اچھا ہو گیا ۔ اور پیشگوئی نمبر ۴۰ کے تو بہت گواہ ہیں اور بعض اسی جگہ موجود ہیں۔		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی کی مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
ان برسوں میں	جب مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ بالفعل تمہاری کچھ مدد نہیں کی جاوے گی تو ایک مدت تک کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہوا اور لوگ لاپروائی سے پیش آئے اور کتاب کا چھپنا معرض التوا میں رہا۔ تب ایک دن قریب مغرب کے پھر دعا کے لئے دل میں جوش پیدا ہوا۔ تو خدائے عزّوجل کی طرف سے یہ وحی میرے زبان پر جاری ہوئی ھُزِّ اِلَیْكَ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكَ رُطَبًا جَنِيًّا۔ دیکھو براہین ص۲۲۶۔ یعنی کھجور کے تنہ کو ہلا تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی۔ تب میں نے چند مشہور لوگوں کی طرف خط لکھے تو اس قدر روپیہ آگیا کہ میں پہلا اور دوسرا حصہ براہین احمدیہ کا اس روپیہ کے ذریعہ سے چھاپ سکا۔ مگر ابھی میری حالت معمولی تھی اور صرف ایک پرانے خاندان کی کسی قدر شہرت بعض دلوں کو متوجہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے اذن اور حکم سے محرک ہو گئی تھی۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ایک ذاتی وجاہت کے لحاظ سے مجھے دنیا میں قبولیت بخشے تب اس کے بعد یہ تمام الہام ہوئے جو کہ براہین احمدیہ میں درج ہیں یعنی اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ سَيَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ۔ براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۱ و ۲۴۲۔ ترجمہ یعنی میں نے اپنی طرف سے تیری	۱۸۷۹ء و ۱۸۸۰ء	پیشگوئی نمبر ۱۱
	ڈاکخانوں کے رجسٹر اس بات کے گواہ ہیں کہ اس کے بعد کس قدر روپیہ آیا اور سرکاری تحریریں گواہ ہیں کہ کس قدر مہمان آئے۔		نمبر ۱۱ زندہ گواہ رؤیت

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے متعدد خبریں خارق عادت پیشگوئیاں تلامیح دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۲ الہام		محبت مستعد دلوں میں ڈال دی تا کہ میری آنکھوں کے سامنے تُو پرورش پاوے عنقریب تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کی طرف میں وحی بھیجوں گا وہ ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس آئیں گے اور انواع اقسام کے تحائف از قسم نقد و جنس ہر ایک راہ سے تیرے پاس لائیں گے ۔ سو اس کے بعد یہ پیشگوئی ایک تخم کی طرح بڑھتی گئی یہاں تک کہ ان دنوں میں جو ۱۳۲۰ھ ہجری ہے بمقابل اس زمانہ کے کہ جب دو تین آدمی مجھ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ بھی بعد میں اب ایک لاکھ سے کچھ* زیادہ اس جماعت کا عدد پہنچ گیا ہے اور ہر ایک طرف سے جب کوئی انسان آتا ہے یا کسی نئے شخص کی طرف سے کوئی تحفہ آتا ہے تو وہ ایک نشان ظاہر ہوتا ہے اور چونکہ اس جگہ آکر بیعت کرنے والے پچاس ہزار سے کم نہیں ہونگے اور جو روپیہ اور تحائف متفرق وقتوں میں آئے وہ دس لاکھ سے کم نہیں ہونگے اس لئے یہ بات بالکل صحیح اور سچ ہے کہ علاوہ اُن نشانوں کے جو اس نقشہ میں لکھے گئے ہیں کم سے کم دس لاکھ اور ایسے نشان ہیں جو الہام یاتون من کل فج عمیق اور یاتیک من کل فج عمیق سے صحیح ثابت ہوتے ہیں اور ایک سلسلہ اُن نشانوں کا وہ ہے جو الہام اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کے ذریعہ سے ظہور میں آئے ہیں اس جگہ ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ وحی	

* حاشیہ ۔ میں خیال کرتا تھا کہ احاطہ بمبئی میں مجھ سے بیعت کرنیوالے چھ سات سے زیادہ نہیں ۔ اب سرکاری چٹھی سے معلوم ہوا کہ احاطہ مذکورہ میں بیعت کرنیوالے ۱۱۰۸۷ آدمی ہیں سرکاری تحریر ہے میمو نمبر ۱۹۱۴۳ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۰۲ء از پونا بجواب چٹھی مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۰۲ء مرقومہ (مفتی محمد صادق صاحب) اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اشاعت اسلام التماس ہے کہ فرقہ احمدیہ کی تعداد پچھلی مردم شماری میں ۱۱۰۸۷ تھی سو دستخط ہیڈ کلرک بجائے پروونشل سپرنٹنڈنٹ مردم شماری ۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جن وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تلاش کرو جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		یعنی ھُزّی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبًا جنیًا یہ حضرت مریم کو اسوقت وحی ہوئی تھی کہ جب اُن کا لڑکا عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوا تھا اور وہ کمزور ہوئی تھیں اور خدا تعالیٰ نے اسی کتاب براہین احمدیہ میں میرا نام بھی مریم رکھا اور مریم صدیقہ کی طرح مجھے بھی حکم دیا کہ کن من الصالحین الصدّیقین۔ دیکھو ص۲۴۲ براہین احمدیہ۔ پس یہ میری وحی یعنی ھزّی الیک اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ صدیقیت کا جو حمل تھا اُس سے بچہ پیدا ہوا جس کا نام عیسیٰ رکھا گیا اور جب تک وہ کمزور رہا صفات مریمیہ اس کی پرورش کرتی رہیں اور جب وہ اپنی طاقت میں آیا تو اُس کو پکارا گیا یا عیسٰی اِنّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ دیکھو ص۵۵۶ براہین احمدیہ۔ یہ وہی وعدہ تھا جو سورۃ تحریم میں کیا گیا اور ضرور تھا کہ اس وعدہ کے موافق اس اُمّت میں سے کسی کا نام مریم ہوتا اور پھر اس طرح ترقی کرکے اُس سے عیسیٰ پیدا ہوتا اور وہ ابن مریم کہلاتا سو وہ میں ہوں۔ وحی ھزّی الیک مریم کو بھی ہوئی اور مجھے بھی مگر باہم فرق یہ ہے کہ اُسوقت مریم ضعف بدنی میں مبتلا تھی اور میں ضعف مالی میں مبتلا تھا۔	
پیشگوئی نمبر ۴۲		منجملہ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں کے وہ نشان ہے جو اس خدائے قادر نے ڈپٹی عبد اللہ آتھم عیسائی کی نسبت ظاہر فرمایا اور اس کے لئے یہ تقریب پیش آئی کہ مئی اور جون ۱۸۹۳ء میں ڈاکٹر مارٹن کلارک کی تحریک سے اسلام اور عیسائیت میں ایک مباحثہ قرار پایا اُس مباحثہ میں	

[illegible] نمبر ۴۲	پیشگوئی نمبر ۴۲ یعنی عبد اللہ آتھم کے متعلق جو میں نے پیشگوئی کی تھی اس کا ثبوت اس رسالہ مباحثہ میں موجود ہے جس کا نام جنگ مقدس ہے اور اُسی سے ثابت ہے کہ یہ پیشگوئی کیوں کی گئی یعنی آتھم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا اور پھر پیشگوئی کو سُنکر قریباً

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے متذکرہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	عیسائیوں کی طرف سے ڈپٹی عبداللہ آتھم انتخاب کیا گیا اور مسلمانوں کی طرف سے میں پیش ہوا۔ اور عبداللہ آتھم نے مباحثہ سے کچھ دن پہلے اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت دجّال کا لفظ لکھا تھا جیسا کہ کتاب جنگ مقدس کے آخری صفحہ میں اُس کا ذکر ہے وہ شرارت اور شوخی اُس کی مجھے تمام ایام بحث میں یاد رہی اور میں دل و جان سے چاہتا تھا کہ اُس کی سرزنش کی نسبت کوئی پیشگوئی خدا تعالےٰ سے پاؤں۔ چنانچہ میں نے آتھم سے ایک دستخطی تحریر بھی اسی غرض سے لے لی تھی تا وہ پیشگوئی کے وقت عام عیسائیوں کی طرح میری آزار دہی کے لئے کسی عدالت کی طرف نہ دوڑے۔ سو میں پندرہ[۱۵] دن تک بحث میں مشغول رہا اور پوشیدہ طور پر آتھم کی سرزنش کے لئے دعا مانگتا رہا۔ جب بحث کے دن ختم ہوگئے تو میں نے خدا تعالےٰ کی طرف سے اطلاع پائی کہ اگر آتھم اُس شوخی اور گستاخی سے توبہ اور رجوع نہیں کریگا جو اُس نے دجّال کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اپنی کتاب میں لکھا تو وہ ہاویہ میں پندرہ مہینہ کے اندر گرایا جائے گا۔ سو یہ امر الٰہی پاکر بحث کے خاتمہ کے دن ایک جماعت کثیر کے رُوبرو جس میں عیسائیوں کی طرف سے ڈاکٹر مارٹن کلارک اور تیس کے قریب اور عیسائی تھے اور میری جماعت کے لوگ بھی تیس یا چالیس کے قریب تھے جن میں سے اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب اور اخویم مولوی عبدالکریم اور اخویم		پیشینگوئی [illegible] ۴۷
	ستر[۷۰] آدمیوں کے روبرو رجوع کیا۔ جن میں اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب اور اخویم مولوی عبدالکریم صاحب اور اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہوس لاہور		[illegible] ۴۷

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی یسی میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۴		شیخ رحمت اللہ صاحب اور اخویم منشی تاج الدین صاحب اکونٹنٹ دفتر ریلوے لاہور اور اخویم عبد العزیز خاں صاحب کلارک دفتر اگزیمینر ریلوے لاہور اور اخویم خلیفہ نوردین صاحب وغیرہ احباب موجود تھے۔ میں نے ڈپٹی عبد اللہ آتھم کو کہا کہ آج یہ مباحثہ منقولی اور معقولی رنگ میں تو ختم ہو گیا مگر ایک اور رنگ کا مقابلہ باقی رہا جو خدا کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دجال کے نام سے پکارا ہے اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور سچا رسول جانتا ہوں اور دین اسلام کو منجانب اللہ یقین رکھتا ہوں پس یہ وہ مقابلہ ہے کہ آسمانی فیصلہ اس کا تصفیہ کریگا اور وہ آسمانی فیصلہ یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے قول میں جھوٹا ہے اور ناحق رسول صادق کو کاذب اور دجال کہتا ہے اور حق کا دشمن ہے وہ آج کے دن سے پندرہ مہینہ تک اُس شخص کی زندگی میں ہی جو حق پر ہے ہاویہ میں گرے گا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے یعنی راستباز اور صادق نبی کو دجّال کہنے سے باز نہ آوے اور بیباکی اور بدزبانی نہ چھوڑے یہ اس لئے کہا گیا کہ صرف کسی مذہب کا انکار کرنا دنیا میں مستوجب سزا نہیں ٹھہراتا بلکہ بے باکی اور شوخی اور بدزبانی مستوجب سزا ٹھہراتی ہے۔ غرض جب آتھم کو ایسی مجلس میں جس میں ستّر سے زیادہ آدمی ہوں گے یہ پیشگوئی سُنائی گئی تو اس کا رنگ فق اور چہرہ زرد ہو گیا اور ہاتھ کانپنے لگے تب اُس نے	
بقیہ زندہ گواہ رویت نمبر ۳۴		اور اخویم خلیفہ نورالدین صاحب تاجر جموں اور اخویم منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلہ اور اخویم خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور اور خلیفہ رجب الدین صاحب لاہور	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی ہی میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۲		بلا توقف اپنی زبان مُنہ سے نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر دھر لئے اور ہاتھوں کو معہ سر کے ہلانا شروع کیا جیسا ایک ملزم خائف ایک الزام سے سخت انکار کر کے توبہ اور انکسار کے رنگ میں اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور بار بار لرزتے ہوئے زبان سے کہتا تھا کہ توبہ توبہ میں نے بے ادبی اور گستاخی نہیں کی اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز دجال نہیں کہا اور کانپ رہا تھا اس نظارہ کو نہ صرف مسلمانوں نے دیکھا بلکہ ایک جماعت کثیر عیسائیوں کی بھی اُس وقت موجود تھی جو اس عجز و نیاز کو بھی دیکھ رہی تھی۔ اس انکار سے اُس کا یہ مطلب معلوم ہوتا تھا کہ میری اس عبارت کے جو میں نے اندرونہ بائیبل میں لکھی ہے اور معنی ہیں بہرحال اُس نے اس مجلس میں قریباً ستر آدمی کے رُوبرو دجال کہنے کے کلمہ سے رجوع کر لیا اور یہی وہ کلمہ تھا جو اصل موجب اس پیشگوئی کا تھا اس لئے وہ پندرہ مہینہ کے اندر مرنے سے بچ رہا کیونکہ جس گستاخی کے کلمہ پر پیشگوئی کا مدار تھا وہ کلمہ اُس نے چھوڑ دیا اور ممکن نہ تھا کہ خدا اپنی شرط کو یاد نہ کرے اور اگرچہ رجوع کی شرط سے فائدہ اُٹھانے کیلئے اسی قدر کافی تھا مگر آتھم نے صرف یہی نہیں کیا کہ اپنے قول دجال کہنے سے باز آیا بلکہ اُسی دن سے جو اس نے پیشگوئی کو سُنا اسلام پر حملہ کرنا اس نے بکلّی چھوڑ دیا اور پیشگوئی کا خوف اُس کے دل پر روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ مارے ڈر کے سراسیمہ ہو گیا اور اس کا آرام اور قرار جاتا رہا اور یہاں تک اُس نے اپنی حالت میں تبدیلی	
بقیہ نمبر ۱۲	میاں محمد چٹو صاحب لاہور اور منشی تاج الدین صاحب لاہور اور مولوی الہ دیا صاحب لودیانہ اور منشی محمد اروڑا صاحب از کپورتھلہ۔ اور میاں محمد خان صاحب از کپورتھلہ		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۴۲		کے کہ اپنے پہلے طریق کو جو ہمیشہ مسلمانوں سے مذہبی بحث کرتا تھا اور اسلام کے ردّ میں کتابیں لکھتا تھا بالکل چھوڑ دیا اور ہر یک کلمہ توہین اور استخفاف سے اپنا مُنہ بند کر لیا بلکہ اُس کے مُنہ پر مُہر لگ گئی اور خاموش اور غمگین رہنے لگا اور اس کا غم اس درجہ تک پہنچ گیا کہ آخر وہ زندگی سے نومید ہو کر بے قراری کے ساتھ اپنے عزیزوں کی آخری ملاقات کے لئے شہر بشہر دیوانہ پن کی حالت میں پھرتا رہا اور اسی مسافرانہ حالت میں انجام کار فیروز پور میں **فوت ہو گیا**۔ اور یہ سوال کہ باوجود اس کے کہ اُس نے اپنی بیباکی کے لفظ سے عام مجلس میں رجوع کر لیا اور بآواز عجز و نیاز سے دجال کہنے کے کلمہ سے بیزاری ظاہر کی تو پھر کیوں وہ پکڑا گیا اور کیوں جلد اُنہیں دنوں میں فوت ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ مباہلہ کا نشانہ ہو چکا تھا لہٰذا ان پیشگوئیوں کے موافق جو کتاب انجام آتھم کے پہلے صفحہ میں موجود ہیں جو آتھم کی زندگی میں ہی پندرہ مہینے گذرنے کے بعد کی گئی تھیں اس کا مرنا ضروری تھا کیونکہ اُن پیشگوئیوں میں صاف لفظوں میں لکھا گیا تھا کہ آتھم انکار قسم اور اخفاء شہادت اور اعادہ بیباکی کے بعد جلد تر فوت ہو جائے گا۔ پس جبکہ اس نے ارتکاب ان جرائم کا کیا تو ہمارے آخری اشتہار سے سات مہینے بعد فوت ہو گیا اور نیز اس لئے اس کا مرنا بہرحال ضروری تھا کہ پیشگوئی کے مضمون میں یہ بات داخل تھی کہ جو جھوٹا ہے وہ صادق سے پہلے مریگا لہٰذا رجوع کا فائدہ اُس نے صرف اس قدر اُٹھایا کہ پندرہ میں نہ مرا لیکن بعد میں جبکہ وہ پندرہ مہینہ	
[illegible]		اور شیخ نور احمد صاحب ایڈیٹر اخبار ریاض ہند امرتسر مالک مطبع ریاض ہند امرتسر اور میاں نبی بخش صاحب تاجر پشمینہ امرتسر اور میاں قطب الدین مس گر امرتسر	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۴۲		کے گذرنے کے پیچھے اپنے رجوع پر بھی قائم نہ رہ سکا اور اس کے دل میں وہ خوف نہ رہا جو پندرہ مہینہ کی میعاد کے اندر تھا اور جھوٹھ بولا اور کہا کہ میں پیشگوئی سے ہرگز نہیں ڈرا اور جب چار ہزار روپیہ نقد دینے کی وعدہ سے قسم کے لئے بلایا گیا تو قسم بھی نہ کھائی۔ لہٰذا خدا نے انکار اور اخفاء شہادت اور بیباکی کے بعد ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ کے اندر یعنی پندرہ مہینہ کے اندر ہی مار دیا اور ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروزپور اُس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس صورت میں جو پندرہ مہینہ پیشگوئی کے لئے مقرر ہوئے تھے آخر آتھم اس دائرہ کے اندر ہی مرا اور پندرہ مہینہ کی میعاد بہرصورت قائم رہی یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے جمالی رنگ میں تھی یعنی رفق اور نرمی کے لباس میں۔ چونکہ آتھم نے اپنی روش میں نرمی اختیار کی اور اُس سخت گندہ زبانی کو اختیار نہ کیا جس کو لیکھرام نے اختیار کیا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی اس سے نرمی کا ہی برتاؤ کیا اور اس کو مہلت دینے اور آخر مارنے سے جمالی رنگ کا نشان دکھلایا لیکن لیکھرام نہایت دریدہ دہن اور بدزبان تھا اس لئے خدا نے جلالی رنگ کا نشان اس میں دکھلا دیا اور جب نادانوں اور اندھوں نے اُس جمالی نشان کا قدر نہ کیا کہ جو بذریعہ آتھم ظاہر ہوا تو خدا نے اس کے بعد لیکھرام کی موت کا نشان جو ہیبت ناک اور جلالی تھا ظاہر کر دیا۔	
نمبر ۴۲ زندہ گواہ رویت	مفتی محمد صادق صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ قاضی ضیاء الدین صاحب مولوی عبداللہ سنوری صاحب۔ شیخ چراغ علی صاحب وغیرہ اس پیشگوئی کے گواہ ہیں۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۴	۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء و ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء	جب عیسائیوں نے آتھم کے نشان کو جو صاف اور روشن تھا اپنے ظلم اور افترا سے پوشیدہ کرنا چاہا اور نادان مسلمان بھی اُن کے ساتھ مل گئے اور خدا کے بزرگ نشان کو قبول نہ کیا بلکہ بڑا فتنہ برپا کیا اور اِس بات کو کسی نے نہ سوچا کہ پیشگوئی کا اصل مدعا تو یہ تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہی مریگا اور وہ وقوع میں آگیا اور نہ یہ سوچا کہ آتھم نے تو ایک بھری مجلس میں دجال کہنے سے رجوع کر لیا جو اس پیشگوئی کا اصل موجب تھا تو پھر وہ شرط سے کیوں فائدہ نہ اُٹھاتا۔ غرض جب خدا کی پیشگوئی کو لوگوں نے مشتبہ کرنا چاہا تو خدا تعالیٰ نے گواہی کے طور پر ایک دوسری پیشگوئی کو ظاہر فرمایا یعنی لیکھرام کی نسبت پیشگوئی جو ہیبت قوت اور شوکت سے جلالی رنگ میں ظاہر ہوئی پس واضح ہو کہ منجملہ ہیبت ناک اور عظیم الشان نشانوں کے پنڈت لیکھرام کی موت کا نشان ہے جس کی بنیاد پیشگوئی میری کتابیں برکات الدعا اور کرامات الصادقین اور آئینہ کمالات اسلام ہیں جن میں قبل از وقوع خبر دی گئی ہے کہ لیکھرام قتل کے ذریعہ سے **چھ سال کے اندر اس دنیا سے** کوچ کریگا اور وہ عید سے دوسرا دن ہوگا تا یہ صورت اس بات پر دلالت کرے کہ جس دن مسلمانوں کے گھر میں عید ہوگی اُس سے دوسرے دن ہندوؤں کے گھر میں ماتم ہوگا اور یہ پیشگوئی نہ صرف میری کتابوں میں درج ہو گئی بلکہ لیکھرام نے خود اپنی کتاب میں نقل کر کے	ہمارے آخری اشتہار سے چھ برس بعد پیشگوئی پوری ہوئی۔ ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کو یہ پیشگوئی چار سال کے بعد پوری ہوئی۔

پیشگوئی نمبر ۳۴ کے گواہ لاکھوں ہیں کیونکہ بذریعہ اشتہارات و کتب جن کا حوالہ متن میں آیا ہے۔ اس کو کثرت سے شائع کیا گیا تھا اور لیکھرام نے خود بھی اس کو اپنی کتاب میں

نمبرشمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے ہمیں مشرف کیا گیا ہوں الٰہی وحی سے خارق عادت پیشگوئیاں سچائی یہ جو دنیا میں ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۴۲		اپنی قوم میں اس پیشگوئی کی قبل از وقوع شہرت دیدی اور جسقدر اس پیشگوئی کے وقوع کی شہرت ہوئی اس کے بیان کی اس سے کم شہرت نہ تھی البتہ وقوع کے وقت آریوں میں سخت ماتم ہوا اور ماتم کے ذریعہ سے انہوں نے اور بھی شہرت دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش انڈیا کے تمام ہندو مسلمان اور عیسائی بلکہ ہماری گورنمنٹ خود اس نشان کی گواہ بن گئی۔ اللہ اللہ یہ کیسا ہیبت ناک اور دہشت ناک نشان ظاہر ہوا جس نے آنکھوں والوں کو خدا کا چہرہ دکھا دیا۔ واضح ہو کہ لیکھرام ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور بدزبان تھا وہ آریوں کا ایک بڑا ایڈوکیٹ اور لیکچرار تھا اور جا بجا تقریریں کرتا پھرتا تھا اور کئی ایک کتابیں بھی اسلام کے برخلاف لکھی تھیں لیکن نرا گوسالہ تھا فہم اور علم اس کے نزدیک نہیں آیا تھا اور اس کے پاس بجز بدزبانی اور فحش گوئی اور نہایت قابل شرم گالیوں کے اور کچھ نہ تھا اور یہاں قادیان میں بھی مباحثہ کیلئے آیا اور پھر نشان کا طلبگار ہوا۔ اور جب اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ لکھا گیا کہ لیکھرام پشاوری اور بعض دیگر آریوں کے قضاء قدر کے متعلق کچھ تحریر ہوگا۔ اگر کسی صاحب پر ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ اطلاع دیں تا اس کی نسبت کوئی پیشگوئی شائع نہ کی جائے تو اس پر پنڈت لیکھرام کا کارڈ پہنچا کہ میں اجازت دیتا ہوں کہ میری موت کی نسبت پیشگوئی کی جائے مگر میعاد مقرر ہونی چاہیئے پھر رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ھ ہجری میں یہ پیشگوئی درج	

بقیہ نمبر ۴۲ [illegible]

شائع کیا تھا اور کئی اخباروں میں یہ پیشگوئی بھی شائع ہوئی تھی اور اس کے پورا ہونے پر کئی سو آدمیوں نے جو ہماری جماعت میں سے نہ تھے اور جن میں سے بہت سے ہندو

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا میں ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
	بیس فروری ٢٣	کی گئی جس کے الفاظ یہ ہیں وعدنی ربی واستجاب دعائی فی رجل مفسد عدو اللہ ورسولہ المسمی لیکھرام الفشاوری واخبرنی انہ من الھالکین۔ انہ کان یسب نبی اللہ ویتکلم فی شانہ بکلمات خبیثۃ۔ فدعوت علیہ فبشرنی ربی بموتہ فی ست سنین ان فی ذالک لایۃ للطالبین۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ایک اللہ اور رسول کے دشمن کے بارے میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے جس کا نام لیکھرام ہے مجھے وعدہ دیا اور میری دعا سنی اور جب میں نے اُس پر بد دعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائیگا۔ یہ اُن کیلئے ایک نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈھتے ہیں پھر اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء مشمولہ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی تھی کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار پر لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ ہمارے نام لکھا تھا کہ جو موت کی پیشگوئی میری نسبت چاہو شائع کرو سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کیطرف سے یہ الہام ہوا عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب وعذاب یعنی یہ ایک گوسالہ سامری ہے جو مُردہ ہو کر پھر آواز نکالتا ہے یعنی روحانیت سے بے بہرہ اور بے جان ہے اور اُس گوسالہ سامری کی طرح اس کا انجام عذاب ہے یہ اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ جیسا گوسالہ سامری شنبہ کے	
٢٣	بیس فروری ١٨٨٦ء	بھی تھے یہ شہادت دی کہ واقعی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ ان میں سے چند ایک کے نام کتاب تریاق القلوب میں (قریباً تین سو کے) ہم نے لکھے ہیں	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۱		دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا ویسا ہی یہ بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا اور پھر آگ میں جلایا جائیگا۔ غرض یہ اُس کے قتل کیطرف اشارہ تھا یعنی یہ کہ وہ گوسالہ سامری کیطرح نہایت سختی سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکھرام نہایت سختی سے کاٹا گیا اور اس کے کاٹے جانے کا دن شنبہ تھا اور شنبہ سے پہلے مسلمانوں کی عید تھی اور گوسالہ سامری کے کاٹے جانے کی بھی یہی تاریخ تھی یعنی شنبہ کا دن تھا اور یہودیوں کی عید بھی تھی اور گوسالہ سامری ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا تھا۔ ایسا ہی سارا معاملہ لیکھرام کے ساتھ ہوا کیونکہ اوّل قاتل نے اسکی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا پھر ڈاکٹر نے اسکے زخم کو چھری کے ساتھ زیادہ کھولا۔ پھر لاش پر ڈاکٹری امتحان کی چھری چلی پھر وہ آگ میں جلایا گیا اور بالآخر گوسالہ سامری کی طرح دریا میں ڈالا گیا اور جیسا کہ گوسالہ سامری کے بعد قوم اسرائیل میں سخت طاعون پڑی تھی کہ انہوں نے اس بُت کو خدا کے مقابل عظمت دی ایسا ہی جب قوم نے لیکھرام کو بہت عظمت دی تو پھر بعد اسکے طاعون پڑی کیونکہ انہوں نے خدائے ذوالجلال کی پیشگوئی کو تحقیر کی نظر سے دیکھا اور اُس شخص کو جس کا نام خدا نے گوسالہ سامری رکھا تھا بہت بزرگی کے ساتھ یاد کیا اور اشتہار میں اس الہام کے ابد یہ لکھا گیا تھا کہ آج ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو جب لیکھرام کے عذاب کا وقت معلوم کرنے کیلئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج سے چھ برس	

بقیہ حاشیہ [illegible] نمبر [illegible]	اس جگہ بطور نمونہ چند ایک کے نام درج کرتے ہیں ورنہ اصل میں ہندوؤں مسلمانوں یا عیسائیوں کا اور دیگر مذاہب کا کوئی گھر ہوگا جس میں اُس

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی کی میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے خارق عادت پیشگوئیاں مجھے سکھلائیں جو دنیا میں ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۰		کے عرصہ تک اس شخص پر اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں ایک ایسا عذاب نازل ہوگا جو معمولی تکالیف سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہوگا اور تاکیداً اس اشتہار میں لکھا گیا تھا کہ اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کیلئے طیار ہوں اور میں اس عذاب پر راضی ہونگا کہ میرے گلے میں رسہ ڈالکر مجھے پھانسی دیا جاوے اور اس پیشگوئی کے ساتھ آتھم کی پیشگوئی کی طرح کوئی شرط نہ تھی بلکہ قطعی اور اٹل طور پر درصورت تخلف سخت سی سخت سزا اپنے لئے قبول کرکے پیشگوئی شائع کی گئی تھی اور اسی اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کے سرے پر ایک نظم بھی لکھی گئی تھی جو لیکھرام کی صورت موت پر بلند آواز سے دلالت کرتی ہے اور اسی نظم میں اُس مقام پر جہاں بطور پیشگوئی تیغ براں کا فقرہ لکھا گیا ہے ایک ہاتھ بنایا گیا تھا جو لیکھرام کی طرف اشارہ کرتا تھا اور ظاہر کرتا تھا کہ یہ شخص قتل کی موت سے مریگا۔ اب ہم اس نظم کو جو ہماری کتاب آئینہ کمالات اسلام میں معہ نشان ہاتھ نو برس سے شائع ہو چکی ہے اس جگہ دوبارہ لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہیں اور وہ اس طرح پر ہے :- عجب نوریست در جانِ محمدؐ　　عجب لعلیست در کانِ محمدؐ ز ظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف　　کہ گردد از محبانِ محمدؐ عجب دارم دل آن ناکسان را　　کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ	

بقیہ ترجمہ رویت نمبر ۴۰ — پیشگوئی کی خبر نہ پہنچی ہو۔ اور وہ نام یہ ہیں۔ خان بہادر سید فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر انہار ضلع شاہ پور۔ حکیم علاؤالدین صاحب ساکن شیخو پور تحصیل بھیرہ۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی میں منجملہ دیگر خارق عادت پیشگوئیاں تھیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		ندانم ہیچ نفسے در دو عالم / کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ	
		خدا زان سینہ بیزار است صد بار / کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ	
		خدا خود سوزد آن کرم دنی را / کہ باشد از عدوانِ محمدؐ	
		اگر خواہی نجات از مستی نفس / بیا در ذیل مستانِ محمدؐ	
		اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت / بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ	
		اگر خواہی دلیلے عاشقش باش / محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ	
		سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ / دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ	
		بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم / نثارِ روئے تابانِ محمدؐ	
		دریں رہ گر کشندم ور بسوزند / نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ	
		بکارِ دیں نترسم از جہانے / کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ	
		بسے سہل است از دنیا بریدن / بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ	
		فدا شد در رہش ہر ذرۂ من / کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ	
		دگر استاد را نامے ندانم / کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ	
		بدیگر دلبرے کارے ندارم / کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ	
		مرا آن گوشۂ چشمے بباید / نخواہم جز گلستانِ محمدؐ	
		دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید / کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ	
		من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم / کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ	
		تو جانِ ما منور کردی از عشق / فدایت جانم اے جانِ محمدؐ	
		دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ / نباشد نیز شایانِ محمدؐ	
		چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را / کہ ناید کس بمیدانِ محمدؐ	
		رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم / بجو در آل و اعوانِ محمدؐ	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		الا اے دشمنِ نادان و بے راہ الا اے منکر از شان محمدؐ کرامت گرچہ بے نام و نشان است	بترس از تیغ بُرّان محمدؐ ہم از نور نمایانِ محمدؐ بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

لیکھرام پشاوری کی لاش کی وہ تصویر جس کو آریوں نے اپنے ہاتھ سے شائع کیا

یہ جس کی لاش اس تصویر میں دیکھ رہے ہو یہ ایک ہندو متعصب آریہ دشمن اسلام تھا جس نے میری نسبت اپنی کتاب میں پیشگوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مر جائیگا اور میں نے بھی اسکی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائیگا۔ اب دیکھ لو کہ مسلمانوں کا خدا ہندوؤں کے مصنوعی پرمیشر پر غالب آگیا۔ میں زندہ موجود ہوں اور یہ مر گیا اور اسکی شیطانی پیشگوئی جھوٹی نکلی اس شخص کی لاش اسلام کی سچائی کا کھلا کھلا ثبوت دے رہی ہے۔ پس خدا سے ڈرو سے آریو۔ اور مکر و پرمیشر کو چھوڑ دو

صفحہ ۴۹۶ کلیات آریہ مسافر

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی کے ساتھ مجھے مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں سنائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۸		یاد رہے کہ یہ وہی اشعار اور وہی آخر پر نشان ہاتھ کا ہے جو لیکھرام کی موت کیطرف پیشگوئی کرتا ہے جس کو ہم نے لیکھرام کی موت اور اُس کے مجروح ہونے سے پانچ برس پہلے آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے اور اس نقل میں کوئی تصرف نہیں بجز اسکے کہ آئینہ کمالات اسلام میں لیکھرام کا لفظ موٹے قلم سے لکھکر تصویر کیطرح لٹا دیا گیا ہے اور اسجگہ وہ لاش کی تصویر ہی لکھ دی ہے جسکو خود آریوں نے اب ان تمام اشعار سے ظاہر ہے کہ لیکھرام کی موت کیلئے ایک تیغ بُرّان کیطرف اشارہ کیا گیا ہے پھر اس پیشگوئی کو نہایت وضاحت کے ساتھ ٹائیٹل پیج **برکات الدعا** میں اخبار انیس ہند میرٹھ کے بعض اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا گیا ہے چنانچہ ہم اس جگہ بجنسہٖ وہ عبارت جو لیکھرام کی موت سے کئی برس پہلے شائع ہو چکی ہے ٹائیٹل پیج برکات الدعا سے نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ نمونہ دعائے مستجاب **انیس ہند میرٹھ اور ہماری پیشگوئی پر اعتراض** اس اخبار کا پرچہ مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء جس میں میری اُس پیشگوئی کی نسبت جو لیکھرام پشاوری کے بارے میں میں نے شائع کی تھی کچھ نکتہ چینی ہے مجھ کو ملا مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اور اخباروں پر بھی یہ کلمۃ الحق شاق گذرا ہے اور حقیقت میں میرے لئے خوشی کا مقام ہے کہ یوں خود مخالفوں کے ہاتھوں اسکی شہرت اور اشاعت ہو رہی ہے سو میں اس وقت اس نکتہ چینی کے جواب	۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو ظاہر ہوئی

بقیہ گواہان رویت	شیخ فضل الٰہی آنریری مجسٹریٹ بھیرہ۔ جیون سنگھ نمبردار بھاٹانوالہ۔ ملاوامل شرمپت آریہ قادیان۔ ملاوامل لاہوری۔ جوالاسنگھ نمبردار کوٹلو مان تحصیل رعیہ

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
	پنجم جون ۱۸۹۳ء	میں صرف اس قدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ جس طور اور طریق سے خدا تعالیٰ نے چاہا اسی طور سے کیا میرا اس میں دخل نہیں ہاں یہ سوال کہ ایسی پیشگوئی مفید نہیں ہوگی اور اس میں شبہات باقی رہ جائینگے اس اعتراض کی نسبت میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ پیش از وقت ہے میں اس بات کا خود اقراری ہوں اور اب پھر اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے پیشگوئی کا ماحصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اُسکی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں پس اس صورت میں بلاشبہ میں اس سزا کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر میں نے کیا ہے لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئی کی ذاتی عظمت اور ہیبت دنوں اور وقتوں کے مقرر کرنے کی محتاج نہیں اس بارے میں تو زمانہ نزول عذاب کی ایک حد مقرر کر دینا کافی ہے پھر اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم	

حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی۔ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی
خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر پشاوری۔ مولوی

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی سے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں سلامتی سے دنیا میں ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۴۲		ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کے ساتھ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں ماسوا اس کے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کے تحت میں ہے اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسی قدر ہے کہ میں نے صرف یاوہ گوئی کے طور پر چند احتمالی[1] بیماریوں کو ذہن میں رکھ کر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انہی اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھ دے لیکھرام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے اور اس عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے پھر باوجود اس کے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائیگا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالیٰ کیطرف سے۔ اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیوں کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی فقرہ ہے جو اکثر لوگ منہ سے بول دیا کرتے ہیں میری دانست میں تو مضبوط اور کامل صداقتوں کے قبول کرنے کیلئے یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ شاید اسکی نظیر پہلے زمانوں میں کوئی بھی مل نہ سکے۔ ہاں اس زمانہ سے کوئی فریب اور مکر مخفی نہیں رہ سکتا مگر یہ تو راستبازوں کے لئے اور بھی	

زندہ گواہ رویت: محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی پلیڈر قادیان۔ مولوی غلام قادر صاحب سب رجسٹرار پشاور۔ میر ناصر نواب صاحب دہلوی۔ مفتی محمد صادق صاحب

[1] احتمالی

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی مندرجہ ذیل پیشگوئیاں ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
	[illegible]	خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب اور سچ میں فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دوڑ کر سچائی کو قبول کر لیتا ہے اور سچائی میں کچھ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کرا لیتی ہے ظاہر ہے کہ زمانہ صدہا ایسی نئی باتوں کو قبول کرتا جاتا ہے جو لوگوں کے باپ دادوں نے قبول نہیں کی تھیں اگر زمانہ صداقتوں کا پیاسا نہیں تو پھر کیوں ایک عظیم الشان انقلاب اسمیں شروع ہے زمانہ بیشک حقیقی صداقتوں کا دوست ہے نہ دشمن اور یہ کہنا کہ زمانہ عقلمند ہی اور سیدھے سادے لوگوں کا وقت گذر گیا ہی یہ دوسرے لفظوں میں زمانہ کی مذمت ہے گویا یہ زمانہ ایک ایسا بد زمانہ ہے کہ سچائی کو واقعی طور پر سچائی پاکر پھر اُسکو قبول نہیں کرتا لیکن میں ہرگز قبول نہیں کرونگا کہ فی الواقع ایسا ہی ہی کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کرنیوالے اور مجھ سے فائدہ اٹھانیوالے والے وہی لوگ ہیں جو نو تعلیم یافتہ ہیں جو بعض اُن میں سے بی اے اور ایم اے تک پہنچے ہوئے ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہ نو تعلیمیافتہ لوگوں کا گروہ صداقتوں کو بڑے شوق سے قبول کرتا جاتا ہی اور صرف اپنی قدر نہیں بلکہ ایک نو مسلم اور تعلیم یافتہ یورپئین انگریزوں کا گروہ جنکی سکونت مدراس کے احاطہ میں ہی ہماری جماعت میں شامل اور تمام صداقتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ اب میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے وہ تمام باتیں لکھ دی ہیں جو ایک خدا ترس آدمی کے سمجھنے کے لئے کافی ہیں آر ایل کا اختیار ہے کہ میرے اس مضمون پر بھی اپنی طرف سے جس طرح چاہیں	
زندہ گواہ رویت		خلیفہ نور الدین صاحب تاجر کتب جموں۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلہ شیخ رحمت اللہ صاحب بمبئی ہوس لاہور۔ منشی تاج دین صاحب لاہور	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی پر میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا میں ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	حاشیئے چڑھادیں مجھے اس بات پر کچھ بھی نظر نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس وقت اس پیشگوئی کی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونوں برابر ہیں اگر یہ خداتعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ اُسی کی طرف سے ہے تو ضرور ہیبتناک نشان کے ساتھ اس کا وقوعہ ہوگا اور دلوں کو ہلادیگا اور اگر اس کیطرف سے نہیں تو پھر میری ذلّت ظاہر ہوگی اور اگر میں اُس وقت رکیک تاویلیں کرونگا تو یہ اور بھی ذلّت کا موجب ہوگا وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہیں دیتا۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ لیکھرام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے مجھ کو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا اسلئے خداتعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی دنیا میں عزت ظاہر کرے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ پھر اسی کتاب برکات الدعاء کے حاشیہ پر وہ کشف درج ہے جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرے پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں ملایک شداد غلاظ سے ہے وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور اُس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اُس کو دیکھتا تھا کہ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا جو یاد نہیں رہا اور کہا کہ وہ کہاں ہے تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھرام اور اُس دوسرے کی سزادہی کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ دیکھو ٹائیٹل پیج برکات الدعاء		بیس فروری ۱۸۹۳ء
	میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر۔ ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن رڑکی۔ سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ		زندہ گواہ رویت

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۴۲		مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء اس کے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام بذریعہ قتل فوت ہوگیا اور اسوقت کہ جب یقینی اور قطعی طور پر مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ میری دعا کے قبول ہونے پر آسمان پر یہ قرار پا چکا ہے کہ لیکھرام ایک دردناک عذاب سے قتل کیا جائیگا میں نے اسی کتاب برکات الدعا میں سید احمد خان کو جو اپنے باطل عقیدہ کے رُو سے دعاؤں کے قبول ہونے سے منکر تھا اس طرف توجہ دلائی اور اُسکے سامنے اپنی دعا سے لیکھرام کے بارے جانیکی نظیر پیش کی حالانکہ لیکھرام ابھی زندہ پھرتا تھا اور میں نے سید احمد خان کو مخاطب کرکے کتاب برکات الدعا میں لکھا کہ لیکھرام کی موت کیلئے میں نے دعا کی ہے اور وہ دعا قبول ہوگئی سو آپ کیلئے نمونہ کے طور پر یہ دعائے مستجاب کافی ہے مگر اس تحریر پر ہنسی کی گئی کیونکہ لیکھرام ابھی زندہ اور ہر طرح تندرست اور توہینِ اسلام میں سخت سرگرم تھا اور میں نے اس مراد سے کہ لوگ پیشگوئی کو یاد کرلیں اشعار میں سید احمد خان کو مخاطب کیا اور وہ اشعار یہ ہیں جو برکات الدعا میں درج ہیں۔	

روئے دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب	می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن این روئے حسین از غافلان ماند نہان	عاشقی باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامن پاکش ز نخوت ہا نمے آید بدست	ہیچ راہی نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہ کوچۂ یار قدیم	جان سلامت بایدت از خود روی ہا سر بتاب
تا کلامش عقل و فہم ناسزایان کم رسد	ہر کہ از خود گم شود او یابد آن راہ صواب
مشکلِ قرآن نہ از ابنائے دنیا حل شود	ذوق آن مے داند آن مستی کہ نوشد آن شراب

زندہ گواہ رویت	
	شیخ محمد خاں صاحب وزیر آباد۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب پرفیسوڈیکل کالج لاہور۔ منشی نواب خاں صاحب تحصیلدار گوجرات۔ میاں معراج الدین صاحب لاہور

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس جس پیرایہ میں مشرف کیا گیا ہوں اس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۲۳		(اشعار اور عبارت ذیل میں)	تاریخ موت لیکھرام

اے کہ آگاہی ندادندت ز انوار درون
از سر وعظ و نصیحت این سخنہا گفتہ ایم

در حق ما ہر چہ گوئی نیستی جائے عتاب
تا مگر زین مرہمے بہ گردد آن زخم خراب

از دعا کن چارۂ آزار انکار دعا
ایکہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست

چوں علاج مے ز مے وقت خمار و التہاب
سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب

ہاں مکن انکار زین اسرار قدرتہائے حق
قصہ کوتاہ کن ببین از ما دعائے مستجاب

پھر اس پیشگوئی کی وضاحت صرف اس حد تک نہیں کہ تیغ براں کے ذریعہ سے ایک ہیبت ناک موت کی خبر دی گئی ہو بلکہ کتاب کرامات الصادقین کے ایک عربی شعر میں جو واقعہ قتل پنڈت لیکھرام سے چار سال پہلے تمام قوموں میں شائع ہو چکا تھا اُس کی موت کا دن اور تاریخ بھی بتلائی گئی تھی چنانچہ اس شعر پر ہندو اخبار نے لیکھرام کے قتل کیوقت بڑا شور مچایا تھا اور وہ شعر یہ ہے۔

وبشّرنی ربی وقال مبشرا
ستعرف یوم العید والعید اقرب

یعنی میرے خدا نے ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کی خبر دی ہے اور خوشخبری دے کر کہا کہ تو عید کے دن کو پہچانے گا جبکہ نشان ظاہر ہوگا اور عید کا دن نشان کے دن سے بہت قریب اور ساتھ ملا ہوا ہوگا۔ غرض یہ عظیم الشان پیشگوئی اس قدر قوت اور عام شہرت کے ساتھ پھیلنے کے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو اس طرح پوری ہوئی کہ ایک

زندہ گواہ رویت	چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔ منشی عبد العزیز صاحب محافظ دفتر دہلی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراس۔ زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجینیر بمبئی

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۴		شخص نے جس کا آج تک پتا نہیں لگا کہ کون تھا شام کے وقت لاہور کے شہر میں شنبہ کے دن جو عید کے دوسرا دن تھا لیکھرام کے پیٹ میں ایک کاری چھری مار کر دن دہاڑے ایسا غائب ہوا کہ آج تک پھر اُس کا پتہ نہ لگا حالانکہ لیکھرام کے ساتھ کتنی مدت سے رہتا تھا اور اس قتل کی خبر کے ساتھ سب ہندو۔ مسلمان عیسائی پر ایک رعب اور ہیبت طاری ہوئی اور آریوں نے بڑا شور مچایا اور سر کردہ مسلمانوں اور اسلامی انجمنوں کی خانہ تلاشیاں کرائیں اور ہر جگہ اس مقتول کی ہمدردی کیلئے بڑے بڑے جلسے کئے اور تجویزیں قرار پائیں کہ سال بسال اس ماتم کا ایک دن مقرر کیا جائے تا یہ واقعہ ہمارے دلوں سے بھولنے نہ پائے اور نظموں اور نثروں میں مرثیے اور بَین لکھے اور ملک میں شائع کئے اور خدا نے یہ سب کچھ اس لئے ہونے دیا تا پیشگوئی کی عظمت دلوں میں پھیل جائے کیونکہ جسقدر مقتول کو عظمت دی جاوے درحقیقت وہ پیشگوئی کی عظمت ہے وجہ یہ کہ اگر مقتول ایک ذلیل اور حقیر آدمی ہو تو پیشگوئی کو بہت توجہ سے ذکر نہیں کیا جاتا اور اس طرح پر جلد تر وہ بھول جاتی ہے پس خدا نے چاہا کہ لیکھرام کو اُسکی قوم بہت کچھ عظمت دیوے تا اس عظمت سے پیشگوئی کی عظمت ثابت ہو اور نیز آریوں کے دل میں ڈال دیا کہ انھوں نے ہمیشہ کے لئے اُسکی یادگاریں قائم کیں۔ غرض یہ پیشگوئی ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے اور	
زندہ گواہ رویت [illegible]		شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرت سر۔ میاں عبد الخالق صاحب امرتسر میاں قطب الدین صاحب مس گر امرت سر۔ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرت سر۔	

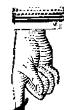
* خدا کی قدرت کہ میرے نشانوں میں سے بہت سا حصہ آریوں نے ہی لیا ہے۔ لالہ شرمپت آریہ قادیان کو جو قادیان میں زندہ موجود ہے بعض نشانوں کی خبر دی گئی کہ میری

دعا سے اس کے بھائی بشمبرداس کی نصف قید تخفیف ہوگئی اور میں نے اُسے کہا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ چیف کورٹ سے مثل اپیل ضلع میں آئیگی اور نصف قید معاف کی جائیگی مگر اس کے رفیق کی قید کا ایک دن بھی معاف نہیں ہوگا۔ اور نیز اسکو پنڈت دیانند سرستی کی وفات کی قبل از وقت خبر دی اور لالہ ملاوامل ساکن قادیان مدقوق ہوگیا تھا اسکی نسبت میں نے دعا کر کے شفا کی خبر دی چنانچہ وہ اُس مہلک مرض سے شفا پا گیا۔ اے آریو! ان دونوں اپنے بھائیوں آریوں کو قسم دیکر پوچھو کہ کیا یہ سچ ہے یا نہیں۔ اے سخت دل قوم تم نے یہ تین نشان دیکھ لئے اور خدا کی حجت تم پر پوری ہوگئی اب اسلام کی تکذیب کرنا اور توہین کرنا اور اسلام میں داخل نہ ہونا سخت بے ایمانی اور لعنتی زندگی ہے۔ منہ

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس نشان سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس جگہ مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار

تتمہ پیشگوئی نمبر ۳۲

حضرت رسول کریم کے اُس معجزے کے ساتھ مشابہ ہے جس میں کسریٰ ہلاک ہوا تھا اور اور جس قدر کوئی طالب حق اس میں غور کریگا اُسی قدر حق الیقین کے مرتبہ سے نزدیک ہوتا جائے گا۔ اس پیشگوئی کے متعلق آئینہ کمالات اسلام والا اشتہار پڑھو پھر برکات الدعا کی عبارت غور سے پڑھو پھر وہ اشتہار دیکھو جس میں ایک ہاتھ بنا ہوا ہے جو لیکھرام کیطرف اشارہ کرتا ہے پھر وہ کشف غور سے پڑھو جو برکات الدعا کے اخیر صفحہ کے حاشیہ پر ہے پھر ستعرف والا عربی شعر پڑھو۔ پھر وہ عربی پیشگوئی پڑھو جو کرامات الصادقین کے اخیر ٹائٹیل پیج کے صفحہ پر ہے پھر انصاف سے سوچو کہ اس قدر امور غیبیہ کا بیان کرنا کیا کسی مفتری انسان کا کام ہے اور کسی کی قدرت اور اختیار میں ہے کہ محض اپنے منصوبہ سے ایسی خارق عادت اور فوق الطاقت باتیں بیان کر سکے جو آخر اسی طرح پوری بھی ہو جائیں ہم آئینہ کمالات اسلام کا اشتہار جو لیکھرام کے موت کے بارے میں قبل از وقت شائع کیا گیا تھا ذیل میں لکھ دیتے ہیں تا ناظرین کو معلوم ہو کہ کس قوت اور شوکت سے یہ اشتہار لکھا گیا تھا اور وہ یہ ہے۔



لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل

زندہ گواہ رویت: شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی۔ شیخ عبدالرحیم صاحب۔ پیر منظور احمد صاحب صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی۔ میاں نجم الدین صاحب بھیروی۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی منجانب اللہ کی علامات پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی متعلق لیکھرام نمبر ۳۲		کیا گیا تھا اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو انکی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کردو میری طرف سے اجازت ہے سو اسکی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلشانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ **عجل جسد لہٗ خوار لہٗ نصب و عذاب** یعنے یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اُس کیلئے ان گستاخیوں اور بد زبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اُس کو مل رہیگا اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کیلئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنے اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی	
زندہ گواہ رویت نمبر ۳۲	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ منشی نواب خاں صاحب تحصیلدار گوجرات چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن رڑکی۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلاتا ہوں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
	۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۳ء	تاریخ سے کوئی ایسا عذاب* نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اسکی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کیلئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈالکر سُولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصوّر سے بدن کانپتا ہے اسکی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سُنے اور اُس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو باایں ہمہ شوخی و خیرگی یہ شخص سخت جاہل ہے عربی سے ذرا مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں۔ اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کیلئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کیلئے بھی نشان ہے کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور اُن کے دل نرم ہوتے اب میں اُسی خدائے عزوجل کے نام پر ختم کرتا ہوں جس کے نام سے شروع کیا تھا والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد المصطفےٰ افضل الرسل وخیر الوریٰ سیدنا و سید کل ما فی الارض والسماء۔ خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۳ء	
		لیکھرام والی پیشگوئی قبل از وقت بہت سی کتابوں اور اشتہاروں میں درج ہو چکی تھی جن کا ذکر اوپر آچکا ہے اور اسکے گواہ ساری برٹش انڈیا ہے۔	۶ مارچ ۱۸۹۷ء

* اب آریوں کو [illegible]

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی کی رو سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی تھیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۴۴	۲۴ مئی ۱۸۹۷ء	میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ رومی سلطنت کے ارکانِ دولت بکثرت ایسے ہیں جن کا چال چلن سلطنت کو مضر ہے اور جیسا اُسی اشتہار میں درج ہے۔ اس امر کی اشاعت کا یہ باعث ہوا تھا کہ ایک شخص مسمی حسین بک کامی وائس قونصل مقیم کراچی جو سفیر روم کہلاتا تھا قادیان میرے پاس آیا اور وہ خیال رکھتا تھا کہ وہ اور اُس کے باپ سلطنت ٹرکی کے بڑے خیر خواہ اور امین اور دیانت دار ہیں مگر جب وہ میرے پاس آیا تو میری فراست نے گواہی دی کہ یہ شخص امین اور پاک باطن نہیں اور ساتھ ہی میرے خدا نے مجھے القا کیا کہ رومی سلطنت انہیں لوگوں کی شامت اعمال کے سبب خطرہ میں ہے سو میں اُس سے بیزار رہا لیکن اُس نے خلوت میں کچھ باتیں کرنے کے لئے درخواست کی چونکہ وہ مہمان تھا اس لئے اخلاقی حقوق کی وجہ سے اُس کی درخواست کو ردّ نہ کیا گیا پس خلوت میں اُس نے دعا کیلئے درخواست کی تب اس کو وہی جواب دیا گیا جو اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں درج کیا گیا تھا اور اس تقریر میں دو پیشگوئیاں تھیں (۱) ایک یہ کہ تم لوگوں کا چال چلن اچھا نہیں اور دیانت اور امانت کے نیک صفات سے تم محروم ہو (۲) دوم یہ کہ اگر تیری یہی حالت رہی تو تجھے اچھا پھل نہیں ملے گا اور تیرا انجام بد ہو گا۔ پھر اسی اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ بہتر تھا کہ یہ میرے پاس نہ آتا میرے پاس سے ایسی بدگوئی سے واپس جانا اس کی سخت بدقسمتی ہے	نومبر ۱۸۹۹ء

اس پیشگوئی کے گواہ شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس لاہور مفتی محمد صادق صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی۔ شیخ عبد الرحیم

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۲		یہی وجہ تھی کہ میری نصیحت اُسکو بُری لگی اور اُس نے جاکر میری بدگوئی کی۔ پھر اشتہار ۲۵؍ جون ۱۸۹۷ء میں یہ لکھا گیا تھا کہ کیا ممکن نہ تھا کہ جو کچھ میں نے رومی سلطنت کی اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو۔ اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہوں‘‘۔ یہ تو میرے الہامات تھے جو لاکھوں انسانوں میں بذریعہ اشتہارات شائع کئے گئے تھے مگر افسوس کہ ہزارہا مسلمان اور اسلامی اڈیٹر مجھ پر جوش کے ساتھ ٹوٹ پڑے اور حسین کامی کی نسبت لکھا کہ وہ نائب خلیفۃ اللہ سلطان روم ہے اور پاک باطنی سے سراپا نور ہے اور میری نسبت لکھا کہ یہ واجب القتل ہے۔ سو واضح ہو کہ اس واقع کے دو سال بعد یہ پیشگوئیاں ظہور میں آئیں اور حسین کامی کی خیانت اور غبن کا ہندوستان میں شور مچ گیا چنانچہ اخبار نیّر آصفی مدراس مورخہ ۱۲؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں سے تھوڑا سا نقل کرتے ہیں ’’حسین کامی نے بڑی بیشرمی کے ساتھ (چندہ مظلومان کریٹ جو ہند میں جمع ہوا تھا اسکے تمام) روپیہ کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کر لیا اور کارکن کمیٹی نے بڑی فراست اور عرقریزی سے اُگلوایا۔ یہ روپیہ ایک ہزار چھ سو کے قریب تھا جو کہ حسین کامی کی اراضیات مملوکہ کو نیلام کرا کر وصول کیا گیا اور اس غبن کے سبب حسین کامی کو موقوف کیا گیا‘‘۔	
بقیہ گواہ رویت نمبر ۱۲	ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی نورالدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب وغیرہ احباب ہیں۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا میں ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۸۵	۱۸۹۷ء سے پہلے	جبی فی اللہ اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ایک شیر خوار بچہ فوت ہو گیا تھا جس پر مخالفین نے طعن کیا تب میں نے مولوی صاحب موصوف کیلئے دعا کی تو خواب میں دکھایا گیا کہ مولوی صاحب کی گود میں ایک لڑکا کھیلتا ہے اور اسکے بدن پر خطرناک بڑے بڑے پھوڑے ہیں پس یہ پیشگوئی اشتہار انوار الاسلام کے صفحہ ۲۶ میں درج کی گئی اور اسکے ذریعہ سے یہ الہام شائع کیا گیا کہ مولوی صاحب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کے بدن پر پھوڑے ہوں گے چنانچہ اس کے پانچ سال بعد مولوی صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اُس کا نام عبدالحی رکھا گیا اور ساتھ ہی اُس کے بدن پر خطرناک پھوڑے نکلے جن کے نشان ابتک موجود ہیں جو چاہے دیکھ لے۔ یہ کتنا بڑا معجزہ ظاہر ہوا جو پیرانہ سالی اور نومیدی کے بعد ایک لڑکے کی خبر دیگئی اور بتلایا گیا کہ اُس کے پیدا ہوتے ہی بڑے بڑے پھوڑے اس کے بدن پر نمودار ہوں گے یہ اُس کا نشان ہو گا۔	۱۸۹۹ء
پیشگوئی نمبر ۸۶	۱۸۹۰ء	انی مھین من اراد اھانتک۔ یعنی میں اسکی اہانت کرونگا جو تیری اہانت کا ارادہ کریگا۔ یہ ایک نہایت پُر شوکت وحی اور پیشگوئی ہے جس کا ظہور مختلف پیرایوں اور مختلف قوموں میں ہوتا رہا ہے اور جس کسی نے اس سلسلہ کو ذلیل کرنے کی کوشش کی وہ خود ذلیل اور ناکام ہوا مثلاً مولوی محمد حسین نے کپتان ڈگلس کے رُوبرو میرے برخلاف گواہی دی اور میری توہین چاہی تو اُس کو کرسی کے مانگنے پر ڈپٹی کمشنر نے سخت جھڑکا	یہ پیشگوئی ہمیشہ پوری ہوتی رہتی ہے
زندہ گواہ رویت نمبر ۸۶	ان پیشگوئیوں کے گواہ صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب مولوی حاجی حکیم فضل الدین صاحب۔ خلیفہ رجب الدین صاحب لاہور۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں سکھلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر [illegible]		اور ذلیل کیا جب مخالف مولوی لوگوں نے مجھے جاہل کہا تو خدا نے مجھے ایسی عربی فصیح بلیغ کتابیں لکھنے اور مقابلہ کے لئے سب کو چیلنج کرنے کی توفیق دی کہ آج تک کوئی مولوی جواب نہیں دے سکا۔ پیر مہر علی شاہ نے میری اہانت چاہی تو اوّل اعجاز المسیح کا جواب عربی میں نہ لکھنے پر وہ ذلیل ہوا اور پھر ایک مُردہ کی تحریرات اپنے نام پر بطور سرقہ شائع کر کے ذلیل ہوا اور کیسا ذلیل ہوا کہ چوری بھی کی اور وہ بھی نجاست کی چوری۔ کیونکہ محمد حسن مُردہ کی کل تحریر غلط تھی اور مہر علی اس کا چور تھا اس چوری سے کیا ذلتیں اُٹھائیں (۱) اوّل مُردہ کے مال کا چور (۲) دوسرا چونکہ مال سب کھوٹا تھا اس لئے دوسری ذلت یہ ثابت ہوئی کہ علمی رنگ میں بصیرت کی آنکھ ایک ذرہ اس کو حاصل نہیں تھی (۳) تیسری یہ ذلت کہ سیف چشتیائی میں اقرار کر چکا کہ یہ میری تصنیف ہے بعد ازاں ثابت ہو گیا کہ جھوٹا کذّاب ہے یہ اس کی تصنیف نہیں بلکہ محمد حسن متوفی کی تحریر ہے جو مر کر اپنی نادانی کا نمونہ چھوڑ گیا۔ مہر علی نے خواہ نخواہ اسکے پیشانی کا سیہ داغ اپنے ماتھے پر لگا لیا۔ لگا مولوی بننے اگلی حیثیت بھی جاتی رہی یہی پیشگوئی تھی کہ **انی مھین من اراد اھانتک** محمد حسن مُردہ نے جبھی کہ میری کتاب اعجاز المسیح کا جواب لکھنے کا ارادہ کیا اس کو خدا نے فوراً ہلاک کیا۔ غلام دستگیر نے اپنی کتاب فتح رحمانی کے صفحہ ۲۷ میں مجھ پر بد دعا کی اس کو خدا نے ہلاک کیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل علیگڈھ نے مجھ پر	
[illegible]		قاضی ضیاء الدین صاحب۔ اور یہ پیشگوئی کتاب انوار الاسلام میں درج ہو کر ہزاروں لوگوں میں شائع ہو چکی ہے۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تبلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	بدُعا کی اُسکو خدا نے مار دیا۔ محی الدین لکھوکے والہ نے مجھ پر بدُعا کی اُسکو خدا نے مار دیا۔ مہر علی نے مجھ کو چور بنانا چاہا وہ خود چور بن گیا۔ محمد حسن بھیں نے میری کتاب کا ردّ لکھ کر مجھے ذلیل کرنا چاہا خود ایسا ذلیل ہوا کہ خدا نے اسکی سزا صرف اسکی موت تک کافی نہ سمجھی بلکہ ہر ایک غلطی میری جو اس نے نکالی وہ انکی خود غلطی ثابت ہوئی بدقسمت مہر علی کو بھی ساتھ ہی لے ڈوبا۔		تتمہ پیشگوئی نمبر ۱۱۳
سنہ ۹۶ و ۹۷	۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ابتداءً اور ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں ثانیاً یعنی بذریعہ اشتہار ایک پیشگوئی شائع کی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سید احمد خان صاحب کے۔سی۔ایس۔آئی کو کئی قسم کی بلائیں اور مصائب پیش آئیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا کہ اوّل تو اخیر عمر میں سید صاحب کو ایک جوان بیٹے کی موت کا جانکاہ صدمہ پہنچا اور پھر قوم مسلمانان کا ڈیڑھ لاکھ روپیہ جو اُن کی امانت میں تھا اُن کا ایک معتمد علیہ شریر ہندو خیانت سے غبن کر کے اُن کو ایسا صدمہ اور ہم و غم پہنچا گیا جس سے اُن کی تمام اندرونی طاقتیں اور قوتیں یک دفعہ سلب ہو گئیں اور جلد انہوں نے راہِ عدم دیکھا۔	۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء و ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء	پیشگوئی نمبر ۱۱۴
۲۷ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء	خداوند علیم و خبیر سے خبر پا کر میں نے اپنے اشتہار ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں اس امر کو ظاہر کر دیا تھا کہ اب سید احمد خاں صاحب کے سی ایس آئی کی موت کا وقت	۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء	پیشگوئی نمبر ۱۱۵
	یہ پیشگوئیاں قبل از وقت بذریعہ اشتہاروں کے ہزارہا لوگوں میں شائع ہو چکی تھیں۔		متعلق پیشگوئی نمبر ۱۱۴ و ۱۱۵

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا میں ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		قریب ہے۔ افسوس ہے کہ ایک نظر دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ سید صاحب غور سے پڑھیں کہ اب ملاقات کے عوض میں یہی اشتہار ہے چنانچہ اس اشتہار کے ایک سال بعد سید صاحب وفات پا گئے۔	
پیشگوئی نمبر ۴۹	یکم جنوری ۱۸۸۸ء	مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت دی چنانچہ قبل ولادت بذریعہ اشتہار کے وہ پیشگوئی شائع ہوئی پھر بعد اسکے وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بھی رویا کے مطابق محمود احمد رکھا گیا اور یہ پہلا لڑکا ہے جو سب سے بڑا ہے۔	۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء
پیشگوئی نمبر ۵۰	۱۰؍دسمبر ۱۸۹۲ء	پھر مجھے دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کی نسبت الہام ہوا کہ جو قبل از ولادت بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا الہام یہ تھا سیولد لک الولد۔ ویُدنٰی منک الفضل اور وہ الہام آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں بھی درج کیا گیا تھا اور اُس کے بعد دوسرا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد ہے۔	۲۰؍اپریل ۱۸۹۳ء
پیشگوئی نمبر ۵۱	۵؍دسمبر ۱۸۹۴ء	پھر تیسرے بیٹے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی انا نبشرک بغلام اور یہ پیشگوئی رسالہ انوار الاسلام میں قبل از وقت شائع کی گئی۔ چنانچہ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تیسرا بیٹا عطا فرمایا جس کا نام شریف احمد ہے۔	۲۴؍مئی ۱۸۹۵ء
پیشگوئی نمبر ۵۲	جنوری ۱۸۹۶ء	پھر چوتھے لڑکے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام میں بشارت دی	۱۴؍جون ۱۸۹۹ء
زندہ گواہ پیشگوئی نمبر ۴۹ و ۵۰ و ۵۱	یہ پیشگوئیاں بذریعہ مطبوعہ اشتہاروں کے ہزارہا لوگوں میں شائع ہو چکی ہیں اور پھر پوری ہوئیں اور ہزاروں زندہ گواہ موجود ہیں مثلاً مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ قاضی ضیاءالدین صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب وغیرہ۔		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس جس قسم میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلاتا ہوں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	جسکی اشاعت پر عبد الحق غزنوی نے کچھ اعتراض کئے تو دوبارہ کتاب ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ پر اس بات کو بڑے زور سے شائع کیا گیا کہ یہ پیشگوئی جبتک پوری ہو ضرور ہے کہ اسوقت تک عبد الحق غزنوی زندہ رہے چنانچہ چوتھا لڑکا بھی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوا جس کا نام مبارک احمد ہے والحمد للہ علیٰ ذالک یہ پیشگوئی کس قدر خدا کے ہاتھ سے خصوصیت رکھتی ہے کہ ایک کے تولد کو ایک سن رسیدہ آدمی کے زندہ ہونے کے ایام سے وابستہ کیا اور ایسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ ایک لڑکے کی پیدائش کو بیویوں کے ساتھ منسوب کیا اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔		بقیہ پیشگوئی نمبر ۵۲
یہ پیشگوئی اب تک ہر روز ظہور میں آرہی ہے	جب میری پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کے قتل ہو جانے پر آریوں میں میری نسبت بہت شور مچا اور میرے قتل یا گرفتار ہونے کیلئے سازشیں کیں چنانچہ بعض اخبار والوں نے ان باتوں کو اپنی اخباروں میں بھی درج کیا تو اُسوقت اللہ تعالیٰ کیطرف سے مجھے الہام ہوا سلامت بر تو اے مرد سلامت۔ چنانچہ یہ الہام بذریعہ اشتہار کے شائع کیا گیا اور اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مجھے مخالفین کے مکر و فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا۔	۱۵ مارچ ۱۸۹۶ء	پیشگوئی نمبر ۵۳
دسمبر ۱۹۰۱ و ۱۹۰۲ء	کتاب اعجاز المسیح کے بارے میں یہ الہام ہوا تھا کہ من قام للجواب و تنمّر فسوف یریٰ انّہ تندّم و تذمّر یعنی جو شخص غصّہ سے بھر کر اس کتاب کا جواب	۱۹۰۱	پیشگوئی نمبر ۵۴
	پیشگوئی نمبر ۵۲ ضمیمہ انجام آتھم میں شائع ہو کر لاکھوں آدمیوں میں مشہور ہو چکی تھی۔ باقی اس صفحہ کی پیشگوئیوں کے گواہ ہماری جماعت کے اور بہت آدمی ہیں مثلاً صاحبزادہ سراج الحق صاحب ۔ مولوی حکیم نور الدین صاحب وغیرہ وغیرہ		زندہ گواہ رویت ؟

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا میں ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		لکھنے کیلئے طیار ہو گا وہ عنقریب دیکھ لیگا کہ وہ نادم ہوا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہُوا۔ چنانچہ محمد حسن فیضی ساکن موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم مدرس مدرسہ نعمانیہ واقعہ شاہی مسجد لاہور نے عوام میں شائع کیا کہ میں اس کتاب کا جواب لکھتا ہوں اور ایسی لاف مارنے کے بعد جب اُس نے جواب کیلئے نوٹ تیار کرنے شروع کئے اور ہماری کتاب کے اندر بعض صد اقتوں پر جو ہم نے لکھی تھیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھا تو جلد ہلاک ہو گیا۔ دیکھو مجھ پر لعنت بھیجکر ایک ہفتہ کے اندر ہی آپ لعنتی موت کے نیچے آ گیا۔ کیا یہ نشان الٰہی نہیں۔	
پیشگوئی نمبر ۵۵	۲۰ فروری ۱۹۰۲ء	پیر مہر علیشاہ گولڑی نے جب اس کتاب اعجاز المسیح کا بہت عرصہ کے بعد جواب اُردو میں لکھا تو اس بات کے ثابت ہو جانے سے کہ یہ اُردو عبارت بھی لفظ بلفظ مولوی محمد حسن بھینی کی کتاب کا سرقہ ہے مہر علی شاہ کی بڑی ذلّت ہوئی اور مذکورہ بالا الہام اُس کے حق میں بھی پورا ہُوا۔	اگست ۱۹۰۲ء
پیشگوئی نمبر ۵۶	۱۰ مئی ۱۸۹۳ء	صدہا مخالف مولویوں کو مباہلہ کیلئے بلایا گیا تھا جنمیں سے عبد الحق غزنوی میدان میں نکلا اور مباہلہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اُسوقت تو صرف چند آدمی ہمارے ساتھ تھے اور اب ایک لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں اور دن بدن ترقی کر رہے ہیں اور اس کے مقابل جاکر دیکھنا چاہیئے کہ عبد الحق کے ساتھ کتنے ساتھی ہیں اور اسکی کیا عزت ہے۔ کیا یہ خدا کا نشان نہیں۔	یہ پیشگوئی ہر وقت ظہور میں آ رہی ہے
زندہ گواہ پیشگوئی نمبر ۵۵ و ۵۶	ان پیشگوئیوں کے گواہ ہزاروں ہزار آدمی ہیں۔ مثلاً شیخ رحمت اللہ صاحب منشی ظفر احمد صاحب۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ شیخ نور احمد صاحب ایڈیٹر ریاض ہند امرت سر۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ حکیم فضل الدین صاحب بھیروی۔ سید حامد شاہ صاحب وغیرہ۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۵۷	۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء	دسمبر ۱۸۹۶ء میں پنجاب کے صدر مقام لاہور میں ایک بڑا بھاری جلسہ مذاہب ہُوا جس میں تمام مذاہب کے وکلاء اور نامی آدمی دور و نزدیک سے اس بات کا فیصلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے کہ مذاہب مروجہ میں سے کونسا مذہب حق اور بنی آدم کیلئے سب سے زیادہ مفید اور اصل مقصد زندگی انسانی کا حاصل کرا دینے والا ہے۔ ہم نے بھی اس جلسہ میں سنانے کیلئے ایک مضمون لکھا اور اس مضمون کے متعلق ہمیں قبل از وقت یہ الہام ہُوا کہ مضمون سب پر بالا رہا یعنی تمہارا یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئیگا اور پھر یہ الہام تھا اللہ اکبر خربت خیبر۔ ان اللہ معک۔ ان اللہ یقوم اینما کنت۔ چنانچہ یہ الہام بذریعہ ایک سپے چھپے ہوئے اشتہار مورخہ ۲۱ دسمبر کے قبل جلسہ مذاہب دور و نزدیک شائع کیا گیا اور سب لوگوں کو اس بات سے آگاہی دیگئی کہ ہمارا ہی مضمون غالب رہیگا پس ایسا ہی ہُوا کہ اس جلسہ میں جس قدر مضامین پڑھے گئے تھے اُن سب پر ہمارا مضمون فائق رہا اور خود اُس جلسہ میں غیر مذاہب کے وکلاء نے بھی پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر گواہیاں دیں کہ مرزا صاحب کا مضمون سب پر غالب رہا اور انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ اور پنجاب آبزرور اور دیگر اخباروں نے بڑے زور سے گواہی دی کہ ہمارا مضمون سب مضامین پر غالب رہا۔	۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء
زندہ گواہ رویت نمبر ۵۷		یہ پیشگوئی قبل از وقت بذریعہ اشتہار کے شائع کی گئی تھی اور موقعہ پر اس کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے والے ہزاروں آدمی اس وقت ہر ملت و مذہب کے میدان جلسہ میں موجود تھے جنہوں نے اقرار کیا کہ یہ مضمون غالب رہا اور نیز انگریزی و اُردو اخباروں نے اس امر کی تصدیق کی کہ یہی مضمون سب سے بالا رہا۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۵۸	۱۸۸۶ء	۱۸۸۳ء میں مجھ کو الہام ہوا کہ تین کو چار کرنیوالا مبارک۔ اور وہ الہام قبل از وقت بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا اور اسکی نسبت تفہیم یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اس دوسری بیوی سے چار لڑکے مجھے دیگا اور چوتھے کا نام مبارک ہوگا اور اس الہام کیوقت منجملہ ان چاروں کے ایک لڑکا بھی اس نکاح سے موجود نہ تھا اور اب چاروں لڑکے بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں۔	چوتھا لڑکا ۱۴ رجون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا
پیشگوئی نمبر ۵۹	۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء	اشتہار مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء میں بذریعہ الہام مشتہر کیا گیا تھا کہ احمد بیگ ہوشیارپوری اگر اپنی لڑکی کا نکاح کسی اور کے ساتھ کریگا تو تین سال کے اندر فوت ہو جائیگا اور اس سے پہلے اس کے کئی اور عزیز فوت ہونگے چنانچہ اس لڑکی کے دوسری جگہ نکاح کے بعد ایسا ہی ہوا کہ احمد بیگ جلد میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور اس سے پہلے کئی ایک اور اس کے عزیز فوت ہوئے ہاں اس پیشگوئی کے تین حصوں سے ابھی ایک باقی ہے اور قابل انتظار ہے مگر چونکہ تینوں حصے پیشگوئی کے ایک ہی الہام میں تھے اس لئے دو کے پورا ہونے نے پیشگوئی کی سچائی ظاہر کردی ہے۔	چھ ماہ نکاح کے بعد
پیشگوئی نمبر ۶۰	۲۹ر جولائی ۱۸۹۷ء	۲۹ر جولائی ۱۸۹۷ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاعقہ مغرب کیطرف سے میرے مکان کیطرف چلی آتی ہے جو بے آواز اور بے ضرر ایک روشن ستارہ	خواب کے چند روز بعد
زندہ گواہ رویت نمبر ۵۸ و ۵۹		پیشگوئی نمبر ۵۸ و ۵۹ پوری ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کی گئی تھیں اشتہار موجود ہیں اور تینوں پیشگوئیوں کے گواہ بھی بہت ہیں جیسے حامد علی منشی ظفر احمد صاحب میاں محمد خان صاحب منشی رستم علی صاحب وغیرہ وغیرہ۔ پیشگوئی نمبر ۶۰ سے قبل از وقت قریباً پانسو آدمیوں کو اطلاع دی گئی تھی چنانچہ بعض کے نام یہ ہیں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۲۰		کی مانند آہستہ حرکت کرتی ہوئی میرے مکان کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور جب قریب پہنچی تو میری آنکھوں نے صرف ایک چھوٹا سا ستارہ دیکھا جسکو میرا دل صاعقہ سمجھتا تھا۔ پھر الہام ہوا ما ھذا الا تھدید الحکام یعنی یہ ایک مقدمہ ہوگا اور صرف حکام کی باز پرس تک پہنچکر پھر نابود ہو جائیگا اور بعد اسکے الہام ہوا انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ۔ یاتیک نصرتی اِبراء انی انا الرحمٰن ذو المجد والعُلٰی۔ یعنی میں اپنی فوجوں (یعنی ملائکہ) کے ساتھ ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤنگا اور اس مقدمہ میں میری مدد تجھے پہنچیگی میں انجام کار تجھے بری کرونگا اور بے قصور ٹھہراؤں گا میں ہی وہ رحمان ہوں جو بزرگی اور بلندی سے مخصوص ہے اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی الہام ہوا بلجت اٰیاتی یعنی میرے نشان ظاہر ہوں گے اور ان کے ثبوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونگے اور پھر الہام ہوا لواء فتح یعنی فتح کا جھنڈا۔ پھر الہام ہوا انما امرنا اذا اردنا شیئا ان نقول لہ کن فیکون۔ اس پیشگوئی سے قبل از وقت پانسو آدمیوں کو خبر دی گئی تھی کہ ایسا ابتلا آنے والا ہے مگر آخر بریت ہوگی اور خدا تعالےٰ کا فضل ہوگا چنانچہ میرے رسالہ کتاب البریت میں یہ تمام الہامات درج ہیں جو قبل از وقت دوستوں کو سنائے گئے اور پھر انہیں کے لئے کتاب	

مفتی محمد صادق صاحب۔ حکیم فضل الدین صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ حافظ عبد العلی صاحب بی اے۔ میر ناصر نواب صاحب۔ منشی تاجدین صاحب۔ حکیم فضل الٰہی صاحب۔ خلیفہ رجب الدین صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ برادر مرزا ایوب بیگ صاحب۔ منشی تاج الدین صاحب کلرک دیگر جماعت لاہور۔ حکیم حسام الدین صاحب

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تلاثین عو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۸		البریت بھی تالیف ہوئی تا ہمیشہ کیلئے انکو یاد رہے کہ جو کچھ قبل از مقدمہ اُن دونوں کو خبر دی گئی وہ سب باتیں کیسی صفائی سے اُنکے روبرو ہی پوری ہو گئیں یہ مقدمہ اس طرح سے ہوا کہ ایک شخص عبد الحمید نام نے عیسائیوں کے سکھلانے پر مجسٹریٹ ضلع امرتسر کے رُوبرو اظہار دئے کہ مجھے مرزا غلام احمد نے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے قتل کرنے کیلئے بھیجا ہے اس پر مجسٹریٹ امرتسر نے میری گرفتاری کیلئے یکم اگست کو وارنٹ جاری کیا جس کی خبر سُنکر ہمارے مخالفین امرتسر و بٹالہ میں ریل کے پلیٹ فارموں اور سڑکوں پر آ آکر کھڑے ہوتے تھے تا کہ میری ذلّت دیکھیں لیکن خدا کی قدرت ایسی ہوئی کہ اول تو وہ وارنٹ خدا جانے کہاں گم ہو گیا۔ دوم مجسٹریٹ ضلع امرتسر کو بعد میں خبر لگی کہ اُس نے غیر ضلع میں وارنٹ جاری کرنے میں بڑی غلطی کھائی ہے پس اُس نے ۷ اگست کو جلدی سے صاحب ضلع گورداسپور کو تار دیا کہ وارنٹ فوراً روک دو جس پر سب حیران ہوئے کہ وارنٹ کیسا لیکن مثل مقدمہ کے آنے پر صاحب ضلع گورداسپور نے ایک معمولی سمن کے ذریعہ سے مجھے بلایا اور عزّت کیساتھ اپنے پاس کُرسی دی یہ صاحب ضلع جس کا نام کپتان ایم ڈبلیو۔ ڈگلس تھا بسبب زیرک اور دانشمند اور منصف مزاج ہونے کے فوراً سمجھ گیا کہ مقدمہ بے اصل اور جھوٹا ہے اسلئے میں نے ایک دوسرے مقام میں اسکو پیلاطوس سے نسبت دی ہے۔	
زندہ گواہ رویت نمبر ۸		سید حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر صاحب ضلع۔ شیخ مولا بخش صاحب سوداگر و دیگر جماعت سیالکوٹ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور۔ منشی ظفر احمد صاحب۔ میاں محمد خان صاحب۔ منشی محمد اروڑا صاحب و دیگر جماعت کپورتھلہ۔ خلیفہ نور الدین صاحب و دیگر جماعت جموں۔ چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر۔ سید امیر شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر وغیرہ یہ چند ایک نام بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۴۰		بلکہ مردانگی اور انصاف میں اُس سے بڑھکر لیکن خدا کا اور فضل یہ ہوا کہ خود عبدالحمید نے عدالت میں اقرار کر لیا کہ عیسائیوں نے مجھے سکھلا کر یہ اظہار دلایا تھا ورنہ یہ بیان سراسر جھوٹ ہے کہ مجھے قتل کیلئے ترغیب دی گئی تھی پس صاحب ضلع نے اِس آخری بیان کو صحیح سمجھا اور بڑے زور شور کا چٹھا لکھ کر مجھے بری کر دیا اور تبسم کے ساتھ عدالت میں مجھے مبارکباد دی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔	
پیشگوئی نمبر ۴۱	۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء	اسی مذکورہ بالا الہام میں ایک الہام یہ تھا کہ مخالفوں میں پُھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلّت اور اہانت اور ملامت خلق۔ چنانچہ اس الہام کا ایک حصہ تو اس طرح پر پورا ہوا کہ ہمارے مخالفین یعنی عبدالحمید اور اسکو سکھانیوالے عیسائیوں میں پُھوٹ پڑی کہ عبدالحمید نے صاف اقرار کر لیا کہ مجھے ان لوگوں نے یہ جھوٹی بات سکھائی تھی ورنہ اصل میں یہ کچھ بات نہ تھی صرف اُن کے بہکانے پر میں نے ایسا کہا اور یہ الہام قبل از وقت تین سو سے زیادہ اشخاص کو سُنایا گیا تھا اور وہ زندہ ہیں۔	۲۰ اگست ۱۸۹۷ء
نمبر ۴۲	۲۹ جولائی ۹۷ء	اور دوسرا حصہ الہام کا اس طرح سے پورا ہوا کہ دوران مقدمہ میں جب موحدین کے ایڈوکیٹ مولوی محمد حسین میری مخالفت میں عیسائیوں کے گواہ بلکہ پیش ہوئے تو برخلاف اپنی امیدوں کے میری عزت دیکھکر اس طمع خام میں پڑے کہ ہم بھی کرسی مانگیں چنانچہ آتے ہی انہوں نے سوال کیا کہ مجھے	۱۳ اگست ۱۸۹۷ء
زندہ گواہ رویت کے	ان پیشگوئیوں کے گواہ ہزاروں آدمی موافق و مخالف موجود ہیں چنانچہ بعض کے نام یہ ہیں حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ خلیفہ نورالدین صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب بی اے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے وغیرہ		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		کرسی ملنی چاہیئے مگر افسوس کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے انکو جھڑک دیا اور سخت جھڑکا کہ تمکو کرسی نہیں مل سکتی سو یہ خدا کا ایک نشان تھا کہ جو کچھ انہوں نے میرے لئے چاہا وہ خود انکو پیش آگیا۔	
پیشگوئی نمبر ۴۳	۲۹/مارچ ۱۸۹۶ء	اسی سلسلہ الہامات میں ایک یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ بلجت آیاتی یعنی میرے نشان ظاہر ہونگے اور اُن کے ثبوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس واقعہ سے قریباً ڈیڑھ سال بعد عبد الحمید ملزم کو پھر گرفتار کیا گیا اور کتنی مدت زیر حراست رکھکر اُس سے پھر اظہار لئے گئے مگر اُس نے یہی گواہی دی کہ میرا پہلا بیان ہی جھوٹا تھا جو عیسائیوں کے سکھلانے پر میں نے کہا تھا پس اس طرح خدا نے میری بریت کو مکمل کر دیا اس الہام کے یہ معنے تھے کہ میری بریت کے لئے اور بھی خدا کی طرف سے نشان ظاہر ہونگے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔	۱۲/ستمبر ۱۸۹۹ء
پیشگوئی نمبر ۴۴	۱۸۶۹ء	اسی مقدمہ کے ذریعہ سے جو خون کے الزام کا مقدمہ تھا وہ الہامی پیشگوئی پوری ہوئی جو براہین احمدیہ میں اس مقدمہ سے ۲۰ برس پہلے درج تھی اور وہ الہام یہ ہے فبرّأہ اللّٰہ ممّا قالوا و کان عند اللّٰہ وجیھا یعنی خدا اس شخص کو اس الزام سے جو اس پر لگایا جائیگا بری کر دے گا کیونکہ وہ خدا کے نزدیک وجیہہ ہے سو یہ خدا تعالیٰ کا ایک بھاری نشان ہے کہ باوجودیکہ قوموں نے میرے ذلیل کرنے کیلئے اتفاق کر لیا تھا مسلمانوں	۱۸۹۷ء
زندہ گواہ رویت		ان پیشگوئیوں کے گواہ بہت سے احباب ہیں مثلاً منشی تاج الدین صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب۔ مولوی عبد الکریم صاحب۔ مولوی سید محمد احسن صاحب۔ مولوی قطب الدین صاحب حافظ عبد العلی صاحب بی اے۔ میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ صاحبزادہ منظور احمد صاحب وغیرہ وغیرہ۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۶۴		کیطرف سے مولوی محمد حسین صاحب تھے ہندوؤں کیطرف سے لالہ رام بھجدت وکیل تھے اور عیسائیوں کیطرف سے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب مع اپنی تمام جماعت آئے اور جنگ احزاب کیطرح ان قوموں نے بالاتفاق میرے پر چڑھائی کی تھی لیکن خدا تعالیٰ نے سب کو ذلیل کیا اور مجھے بری کیا اور عبدالحمید کے منہ سے اسطرح سچ نکلوایا جس طرح یوسف کے مقابلہ میں زلیخا کے مُنہ سے سچ نکل گیا تھا اور یا جس طرح حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں اُس مفتری عورت کے منہ سے سچ نکل گیا تھا تا وہ بات پوری ہو جس کیطرف اس الہامی پیشگوئی میں اشارہ تھا کہ بَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا۔	
پیشگوئی نمبر ۶۵	۱۸۸۶ء	ایک دفعہ مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ شیخ مہر علی[1] صاحب رئیس ہوشیارپور کے فرش کو آگ لگی ہوئی ہے اور اُس آگ کو اس عاجز نے بار بار پانی ڈال کر بجھایا ہے۔ اُسی وقت میرے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بیقین کامل یہ تعبیر ڈالی گئی کہ شیخ صاحب پر اور اُنکی عزت پر سخت مصیبت آوے گی اور وہ مصیبت اور بلا صرف میری دعا سے دور کی جاویگی میں نے اس خواب سے شیخ صاحب موصوف کو بذریعہ ایک مفصل خط کے اطلاع دیدی تھی چنانچہ اس کے چھ ماہ بعد شیخ مہر علی صاحب ایک ایسے الزام میں پھنس گئے کہ اُنہیں پھانسی کا حکم دیا گیا۔ ایسے نازک وقت میں اُن کے بیٹے کی درخواست سے دعا کی گئی اور رہائی کی بشارت اُن کے بیٹے کو لکھی گئی چنانچہ اس کے بعد وہ بالکل رہا ہو گئے	۱۸۸۶ء
زندہ گواہ نمبر ۶۵		[1] اس نشان کے گواہ خود شیخ مہر علی صاحب اور اُن کے بیٹے اور دیگر سینکڑوں لوگ ضلع ہوشیارپور وغیرہ کے ہیں دیکھو اشتہار ۲۵ فروری ۱۸۹۳ء۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تلامیع دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۷۴	۱۸۸۰ء	ایک دفعہ کشفی طور پر مجھے للعہ یا للعہ روپیہ دکھائے گئے اور پھر یہ الہام ہوا - کہ ماجھے خاں کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور بھیجنے والے ہیں پھر بعد اسکے کارڈ آیا جسمیں لکھا تھا کہ للعہ ماجھے خاں کے بیٹے کیطرف سے ہیں اور للعہ پیاسے ۔ شمس الدین پٹواری کیطرف سے ہیں پھر اسی تشریح سے روپیہ آئے۔ ؎۱	۱۸۸۰ء
پیشگوئی نمبر ۷۵	فروری ۱۸۹۶ء	جب میری لڑکی مبارکہ والدہ کے پیٹ میں تھی تو حساب کی غلطی سے فکر دامنگیر ہوا اور اس کا غم حاسی بڑھ گیا کہ شاید کوئی اور مرض ہو تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو الہام ہوا کہ آید آں روزے کہ مستخلص شود۔ اور مجھے تفہیم ہوئی کہ لڑکی پیدا ہوگی چنانچہ اسکے مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۱۴ھ کو لڑکی پیدا ہوئی ؎۲ - جس کا نام مبارکہ رکھا گیا۔	مارچ ۱۸۹۶ء
پیشگوئی نمبر ۷۶	۱۸۹۶ء	ایک اور زبردست نشان جو میری صداقت میں ظاہر ہوا یہ ہے کہ ایک مولوی نے کتاب نبراس تالیف صاحب زمرد کا حاشیہ لکھتے ہوئے میرے حق میں کسرہ اللہ کی بددعا کی اس بددعا کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے حق میں یہ بددعا کی جائے وہ ایسا تباہ ہو جائے کہ اسکی ساری اولاد مر جائے اور وہ ابتر رہ جائے سو ابھی مولوی مذکور حاشیہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ اُس کی سب اولاد مر گئی اور وہ خود بھی ابتر ہو گیا اور مجھے خدا نے ایک اور بیٹا عطا فرمایا۔	۱۸۹۶ء

[illegible]	؎۱ اس کرامت کے گواہ شیخ حامد علی صاحب ساکن تھہ غلام نبی۔ کوڈا باشندہ ضلع امرتسر اور قادیان کے اکثر باشندے ہیں۔ ؎۲ اس کے گواہ مولوی نور الدین صاحب مولوی عبد الکریم صاحب اور دیگر بہت سے احباب ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۶۹	۱۸۹۶ء	ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے اس عاجز کے لئے اپنی کتاب فتح رحمانی کے صفحہ ۲۷ میں میرے پر بددعا کی تھی آخر اس بددعا کا یہ اثر ہوا کہ وہ بہت جلد مر گیا۔	اپنے رسالہ لکھنے کے قریباً تین ماہ بعد
پیشگوئی نمبر ۷۰	قریباً ۱۸۹۳ء	ایسا ہی مولوی اسمٰعیل علیگڈھی نے اپنی کتاب میں مجھے ظالم اور مفتری قرار دے کر بطور مباہلہ کے اپنی کتاب میں میرے حق میں بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو ہلاک کر دیا۔ دیکھو رسالہ مولوی اسماعیل۔	قریباً ۱۸۹۴ء
پیشگوئی نمبر ۷۱	قریباً ۱۸۹۰ء	ایسا ہی محی الدین لکھو کے والے نے اپنا ایک الہام میرے متعلق شائع کیا کہ مرزا صاحب فرعون اور فرعون کی طرح میری تباہی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے جلد تر اُس کو پکڑا اور ہلاک کر دیا اور اس کی وفات سے پہلے بذریعہ خط اُس کو اطلاع دی گئی تھی۔	قریباً ۱۸۹۳ء
پیشگوئی نمبر ۷۲	۱۹۰۱ء	ایسا ہی مولوی محمد حسن فیضی ساکن بھیں نے ہمارے متعلق ہماری کتاب اعجاز المسیح پر الفاظ لعنت اللہ علی الکاذبین کے ساتھ مباہلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک دو ماہ کے اندر اندر اُس کو ہیبت ناک بیماری کے ساتھ ہلاک کر دیا اور اس قسم کے اور بہت سے نشان ہیں مگر سب کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔	۱۹۰۲ء
پیشگوئی نمبر ۷۳	قریباً ۱۸۸۷ء	منجملہ ان نشانات کے جو خالق ارض و سما نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ میں نے باوا نانک صاحب کو خواب میں دیکھا کہ	۱۸۹۵ء
زندہ گواہ رویت		ان نشانات کے پورا ہونے کے گواہ ان متوفی لوگوں کی اپنی کتابیں اور رسالے اور اشتہار ہیں جو کہ انہوں نے ہماری مخالفت میں شائع کئے اور ہمارے وہ الہامات ہیں جو قبل از وقت ایسے لوگوں کی ہلاکت کے متعلق ہزاروں لوگوں میں شائع ہو چکے تھے اور دیگر زندہ گواہ انکے متعلق مولوی عبدالکریم و صاحبزادہ سراج الحق وغیرہ احباب اور لالہ شرمپت اور ملاوامل آریہ قادیان ہیں۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	انہوں نے اپنے تئیں مسلمان ظاہر کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ ایک ہندو اُن کے چشمہ سے پانی پی رہا ہے پس میں نے اُس ہندو کو کہا کہ یہ چشمہ گر لا ہی ہمارے چشمے سے پانی ہیو۔ تیس برس کا عرصہ ہوا ہے جبکہ میں نے یہ خواب یعنی باوا نانک صاحب کو مسلمان دیکھا اُسی وقت سب ہندوؤں کو سُنایا گیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ اسکی کوئی تصدیق پیدا ہو جائے گی چنانچہ ایک مدت کے بعد وہ پیشگوئی بکمال صفائی پوری ہو گئی اور تین سو برس کے بعد وہ چولہ ہمیں دستیاب ہو گیا کہ جو ایک صریح دلیل باوا صاحب کے مسلمان ہونے پر ہے یہ چولہ جو ایک قسم کا پیراہن ہے بمقام ڈیرہ نانک باوا نانک صاحب کی اولاد کے پاس عزت اور حرمت کے بطور تبرک محفوظ ہے اور سکھوں کی تاریخی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس چولہ کو باوا نانک صاحب پہنا کرتے تھے اُس پر بہت سی قرآنی آیتیں لکھی ہوئی ہیں جن میں سے ایک یہ سورۃ ہے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفواً احد اور ایک یہ آیت ہے ان الدین عند اللہ الاسلام و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ و ھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔ ایسے چولے باوا نانک صاحب کے زمانہ میں وہ فقیر بنایا کرتے تھے جن کا دعویٰ تھا کہ ہم اسلام میں محو ہیں پس باوا صاحب کا یہ چولا آپکو صرف مسلمان ہی نہیں بناتا بلکہ کامل مسلمان بناتا ہے۔ بعض سکھوں کا		بقیہ پیشگوئی نمبر ۴۷

اس نشان کے متعلق الہامات کے قبل از وقت سُننے والے بہت سارے لوگ ہیں منجملہ اُن کے صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی۔ اور شیخ حامد علی صاحب۔ اور شیخ عبداللہ صاحب نومسلم۔ منشی تاج الدین صاحب

زندہ گواہ رویت نمبر ۴۷

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۷۲		یہ جواب کہ یہ چولا باوا صاحب نے ایک قاضی سے زبردستی چھینا تھا یہ بہت بیہودہ جواب ہے سکھوں کو اب تک خبر نہیں کہ قاضیوں کا کام نہیں کہ چولے اپنے پاس رکھیں اسلام میں چولے رکھنا اس زمانہ میں فقیروں کی ایک رسم تھی پس یہ بات بہت صحیح ہے کہ باوا صاحب کے مرشد نے جو مسلمان تھا یہ چولہ اُن کو دیا تھا ہاں یہ بھی ہوسکتا ہے بلکہ جنم ساکھیوں میں بھی لکھا ہے کہ چونکہ باوا صاحب نیک بخت آدمی تھے اور بڑی مردانگی سے ہندوؤں سے قطع تعلق کر بیٹھے تھے مرد میدان بھی بڑے تھے اور ایک شخص حیات خاں نامی افغان کی لڑکی سے نکاح بھی کیا تھا اور ملتان اور چند دوسرے اولیاء اسلام کے مقبروں پر چلہ کشی بھی کی تھی اس لئے خدا سے الہام پاکر یہ چولا انہوں نے بنایا تھا یہ انکی کرامت ہے گویا چولہ آسمان سے اُترا اور میری خواب میں جو باوا نانک صاحب نے اپنے آپکو مسلمان ظاہر کیا اس سے یہی مراد تھی کہ ایک زمانہ میں اُن کا مسلمان ہونا پبلک پر ظاہر ہو جائے گا چنانچہ اسی امر کے لئے کتاب ست بچن تصنیف کی گئی تھی اور یہ جو میں نے ہندوؤں کو کہا کہ یہ چشمہ گدلا ہے ہمارے چشمہ سے پانی پیو اس سے یہ مراد تھی کہ ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ اہل ہنود اور سکھوں پر اسلام کی حقانیت صاف طور سے کھل جائیگی اور باوا صاحب کا چشمہ جس کو حال کے سکھوں نے اپنی کم فہمی سے گدلا بنا رکھا ہے وہ میرے ذریعہ صاف کیا جائیگا اور جس تعلق کو باوا صاحب نے ہندو قوم سے بڑی مردی اور مردانگی	
بقیہ زیر گواہان رؤیت نمبر ۷۲	مولوی نورالدین صاحب وغیرہ۔ بہت سے احباب ہیں اور اس کے پورا ہونے کا ثبوت خود چولہ ڈیرہ بابا نانک میں اب تک موجود ہے جو چاہے جاکر خود دیکھ سکتا ہے اور اُن آیات کو پڑھ سکتا ہے جو ہم نے اپنی کتاب ست بچن میں لکھ دی ہیں۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تلا ئیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		کے ساتھ توڑ دیا تھا وہ توڑنا دوبارہ ثابت کر دیا جائیگا اور باوا صاحب کا اپنے چولہ پر یہ لکھنا کہ اسلام کے بغیر کسی جگہ نجات نہیں اگر سکھ مذہب کے لوگ اسی ایک فقرے پر توجہ کرتے تو وہ مدت سے وہی پاک رنگ اختیار کر لیتے جو باوا صاحب نے اختیار کیا تھا۔ باوا نانک درحقیقت ایک ایسا شخص سکھوں میں گذرا ہے جسکو سکھوں نے شناخت نہیں کیا اکثر لوگ اسلام کی سچائی بذریعہ کتابوں کے دریافت کرتے ہیں مگر باوا نانک نے خدا کے الہام سے سچائی اسلام کی معلوم کر لی۔ تعجب جس قوم کا پیشوا ایسا صاف دل اور حامی اسلام ہو جس نے اسلام کی گواہی دیکر تکلیفیں بھی بہت اُٹھائیں اُسی کی قوم اور اُسی کے پیرو اسلام سے اسقدر دور اور مہجور ہیں۔	
پیشگوئی نمبر ۷۴	قریباً ۱۸۶۸ء	ایک دفعہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا ایک دوست انگریزی خوان نجف علی نام (جو کہ کابل میں بھی گیا تھا اور شاید اب بھی وہاں ہے) میرے پاس آیا اور اُس کے ہمراہ مجھی مرزا خدا بخش صاحب بھی تھے۔ ہم تینوں سیر کیلئے باہر گئے تو راستہ میں کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ نجف علی نے میری مخالفت اور نفاق میں کچھ باتیں کی ہیں چنانچہ یہ کشف اسکو سنایا گیا تو اس نے اقرار کیا کہ یہ بات صحیح ہے۔[ف]	قریباً ۱۸۶۸ء
پیشگوئی نمبر ۷۵	۱۸۷۴ء	عرصہ قریباً اٹھائیس برس کا گذرا ہے کہ میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اسکے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا وہ نان اُس نے مجھے دیا	قریباً ۲۵ سال بعد اس کا ظہور شروع ہوا

زیر نشان نمبر ۷۴ گواہ رویت — [ف] اس نشان کے گواہ مرزا خدا بخش صاحب ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۷۵		اور کہا کہ یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کیلئے ہے۔ یہ اُس زمانہ کی خواب ہے جبکہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دُنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کرکے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہوکر ہمیشہ کیلئے میری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں۔ اور تب سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانگی ہم کو پراگندہ نہیں کرنے گی۔ چنانچہ سالہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آ رہا ہے۔[۱]	
پیشگوئی نمبر ۷۶	۲۰/ اگست ۱۸۷۵ء	میرے والد میرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی وفات کا وقت جب قریب آیا اور صرف چند پہر باقی رہ گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے انکی وفات سے بدیں الفاظ خبر دی والسماء والطارق یعنی قسم ہے آسمان کی اور اُس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد ظہور میں آویگا۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بعد غروب آفتاب میرے والد صاحب مرحوم نے وفات پائی۔[۲]	۲۰/ اگست ۱۸۷۵ء
پیشگوئی نمبر ۷۷	۱۸۸۰ء	ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقہ سے تین دفعہ سورہ یٰسین سُنائی گئی اور میری زندگی سے سب مایوس ہو چکے تھے	۱۸۸۰ء
زندہ گواہ رویت پیشگوئی نمبر ۷۵ و ۷۶		[۱] اس خواب کے گواہ حافظ حامد علی صاحب و دیگر ساکنان قادیان ہیں۔ [۲] اس پیشگوئی کے گواہ لالہ شرمپت و ملاوا مل ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۷۷		اور بعض عزیز دیواروں کے پیچھے روتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے الہاماً مجھے یہ دعا سکھلائی سبحان اللّٰہ و بحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم اللّٰھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد اور القا ہوا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینے اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور مُنہ پر اسکو پھیر کہ تو اس سے شفا پائیگا چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور ابھی پیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ مجھے بکلّی صحت ہو گئی۔ پھر یہ الہام ہوا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بشفاء من مثلہٖ یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو ہم نے شفا دیکر دکھایا ہے تو تم اس کی نظیر پیش کرو۔	
پیشگوئی نمبر ۷۸	تخمیناً ۱۸۸۰ء	خدائے عزّ و جلّ کے زبردست نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ عرصہ تخمیناً بیس سال کا گذر چکا ہے کہ جب مجھے ایک مقدس وحی کے ذریعہ سے خبر دی گئی تھی کہ خدا تعالیٰ ایک شریف خاندان میں میری شادی کرے گا اور وہ قوم کے سیّد ہونگے اور اُس بیوی کو خدا مبارک کریگا اور اس سے اولاد پیدا ہوگی اور پھر یہ الہام ہوا کہ ہرچہ باید نوعروسی را ہمہ ساماں کنم یعنی اس شادی کے تمام ضروریات کا پورا کرنا میرے ذمہ ہوگا چنانچہ اس نے اس وعدہ کے موافق شادی کے بعد اُس کے ہر ایک بوجھ سے مجھے سبکدوش کر دیا اور ہمیشہ کرتا رہا اور سب سامان میسّر آئے اور حُسنِ معاشرت کیلئے سب سامان میسّر آنے لگے	۱۸۸۴ء
		اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت اور ملاوامل کھتری اور دیگر بہت سے لوگ ہیں جن کو پہلے سے اس وحی کی خبر دی گئی تھی۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس وحی سے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۶۸		اور کسی طرح کی تکلیف پیش نہ آئی بلکہ ہر طرح کا آرام پہنچا اور دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابطیس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیونکہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا جو اب تک موجود ہے کہ آپکو شادی نہیں کرنی چاہیئے تھی ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے مگر باوجود ان کمزوریوں کے خدا نے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کئے۔	
پیشگوئی نمبر ۶۹	فروری ۱۸۹۷ء	ایک شخص اہل تشیع میں سے جو اپنے تئیں شیخ نجفی کے نام سے مشہور کرتا تھا ایک دفعہ لاہور میں آکر ہمارے مقابلہ میں بہت شور مچانے لگا اور نشان کا طلبگار ہوا چنانچہ ہم نے باشاعت اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء اسکو یہ وعدہ دیا کہ چالیس روز تک تجھے اللہ تعالیٰ کوئی نشان دکھلائیگا سو خدا کا احسان ہے کہ ابھی چالیس دن پورے نہ ہوئے تھے کہ نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری وقوع میں آگیا تب تو شیخ ضال نجفی فوراً لاہور سے بھاگ گیا۔	مارچ ۱۸۹۷ء
زندہ گواہ رویت		ان پیشگوئیوں کے گواہ حکیم فضل دین صاحب منشی تاج دین صاحب مفتی محمد صادق صاحب مولوی نورالدین صاحب۔ شیخ حامد علی صاحب۔ میاں عبداللہ صاحب سنوری۔ منشی ظفر احمد صاحب مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تلاًئین عج دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
نشان نمبر ۸۰	قریباً ۱۸۷۷ء	مارٹن کلارک والے مقدمہ سے قریباً پچیس سال پہلے میں ایک دفعہ خواب میں دیکھ چکا تھا کہ میں ایک عدالت میں کسی حاکم کے سامنے حاضر ہوں اور نماز کا وقت آگیا ہے تو میں نے اُس حاکم سے نماز کے لئے اجازت طلب کی تو اُس نے کشادہ پیشانی سے مجھے اجازت دیدی۔ چنانچہ اس کے مطابق اس مقدمہ میں عین دورانِ مقدمہ میں جبکہ میں نے کپتان ڈگلس سے نماز کیلئے اجازت چاہی تو اُس نے بڑی خوشی سے مجھے اجازت دی۔	۱۸۹۷ء
نشان نمبر ۸۱	۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء	عید اضحی کی صبح کو مجھے الہام ہوا کہ کچھ عربی میں بولو چنانچہ بہت احباب کو اس بات سے اطلاع دیگئی[1] اور اس سے پہلے میں نے کبھی عربی زبان میں کوئی تقریر نہیں کی تھی لیکن اُس دن میں عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بلیغ فصیح پُر معانی کلام عربی میں میری زبان میں جاری کی جو کتاب خطبہ الہامیہ میں درج ہے۔ وہ کئی جز کی تقریر ہے جو ایک ہی وقت میں کھڑے ہو کر زبانی فی البدیہہ کہی گئی اور خدا نے اپنے الہام میں اس کا نام نشان رکھا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوت سے ظہور میں آئی۔ میں ہرگز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکے یہ تقریر وہ ہے جس کے اسوقت قریباً ڈیڑھ سو آدمی گواہ ہوں گے۔[1]	۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء
[illegible] نمبر ۸۱		[1] اس الہام سے قبل از وقت بہت سے احباب کو اطلاع دیگئی چنانچہ شیخ رحمت اللہ صاحب مفتی محمد صادق صاحب مولوی عبد الکریم صاحب مولوی نور الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب مولوی شیر علی۔ حافظ عبد العلی وغیرہ کثیر التعداد دوست اسکے گواہ ہیں جنہوں نے اس نشان کو بچشم خود دیکھا۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے منجملہ دیگر خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۸۲	قریباً ۱۹۰۲ء	ایک رات کو مجھے اس طرح الہام ہوا کہ جیسے اخبار عن الغائب ہوتا ہے اور وہ یہ الفاظ تھے انی اقرّ مع اھلی الیک۔ یہ الہام سب دوستوں کو سنایا گیا چنانچہ اُسی دن خلیفہ نورالدین صاحب کا جموں سے خط آیا کہ اِس شہر میں طاعون کا زور پڑ گیا ہے اور میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ اپنے سب بال بچے کو ساتھ لیکر قادیان چلا آؤں۔[۵۱]	قریباً فروری ۱۹۰۲ء
پیشگوئی نمبر ۸۳	۲/ مارچ ۱۸۸۸ء	ایک دفعہ قادیان کے آریوں نے بہت اصرار کیا کہ کوئی نشان دکھلاؤ اور ہمارے مخالف شرکاء مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین بھی نشان دیکھنے کے طلبگار تھے تب ان سب پر حجت ملزمہ قائم کرنے کیواسطے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر میں نے یہ پیشگوئی کی کہ مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین پر اکتیس ماہ کے اندر ایک سخت مصیبت پڑیگی یعنی انکی اولاد میں سے کوئی ایسا آدمی مرجائیگا جس کا مرنا اُن کے لئے تکلیف اور تفرقہ کا موجب ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب اکتیس ماہ کے پورا ہونے میں ابھی پندرہ دن باقی تھے تو مرزا نظام الدین کی لڑکی جو کہ امام الدین کی برادرزادی تھی ۲۵ سال کی عمر میں ایک چھوٹا سا بچہ چھوڑ کر مرگئی جس کا صدمہ ان سب پر بہت سخت ہوا اور یہ امر اُن کے واسطے اور نیز آریوں کے واسطے ایک بڑا نشان ہوا۔[۵۲]	اکتوبر ۱۸۹۰ء

زندہ گواہ رویت نمبر ۸۲۳۹۸

۵۱ اس الہام کے گواہ بہت سے آدمی ہیں جو اس وقت قادیان میں موجود تھے منجملہ اُن کے مولوی نورالدین صاحب مولوی عبدالکریم صاحب مولوی محمد علی صاحب مفتی محمد صادق صاحب حکیم فضل دین صاحب مولوی شیر علی صاحب وغیرہ ہیں۔

۵۲ اِس کے گواہ مرزا امام الدین نظام الدین اور قادیان کے بہت سے آریہ ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے میرے ذریعہ خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۸۴	۱۸۸۴ء	قریباً ۱۸۸۴ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وحی سے مشرف فرمایا کہ ولقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہٖ افلا تعقلون اور اس میں عالم الغیب خدا نے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی مخالف کبھی تیری سوانح پر کوئی داغ نہیں لگا سکیگا۔ چنانچہ اس وقت تک جو میری عمر قریباً پینسٹھ سال ہے کوئی شخص دور یا نزدیک رہنے والا ہماری گذشتہ سوانح پر کسی قسم کا داغ ثابت نہیں کر سکتا بلکہ گذشتہ زندگی کی پاکیزگی کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود مخالفین سے بھی دلوائی ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے نہایت پُر زور الفاظ میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں کئی بار ہماری اور ہمارے خاندان کی تعریف کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس شخص کی نسبت اور اس کے خاندان کی نسبت مجھ سے زیادہ کوئی واقف نہیں اور پھر انصاف کی پابندی سے بقدر اپنی واقفیت کے تعریفیں کی ہیں۔ پس ایک ایسا مخالف جو تکفیر کی بنیاد کا بانی ہے پیشگوئی ولقد لبثت فیکم کا مصدق ہے۔	یہ پیشگوئی ہمیشہ پوری ہو رہی ہے
پیشگوئی نمبر ۸۵	۱۸۷۷ء	مرزا اعظم بیگ سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے ہمارے بعض بیدخل شرکاء کیطرف سے ہماری جائداد کی ملکیت میں حصہ دار بننے کیلئے ہم پر نالش دائر کی۔ اور ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم اپنی فتحیابی کا یقین رکھ کر جوابدہی میں مصروف ہوتے۔ میں نے جب اس بارہ میں دعا کی تو خدائے علیم کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ اجیب کل دعائک الا فی شرکائک	۱۸۷۷ء
۸۵ نمبر		اس کے گواہ قادیان کے کئی آدمی ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی نمبر ۸۵		پس میں نے سب عزیزوں کو جمع کر کے کھولکر سنا دیا کہ خدائے علیم نے مجھے خبر دی ہے کہ تم اس مقدمہ میں ہرگز فتحیاب نہ ہو گے اس لئے اس سے دستبردار ہو جانا چاہیے لیکن انہوں نے ظاہری وجوہات اور اسباب پر نظر کر کے اور اپنی فتحیابی کو متیقن خیال کر کے میری بات کی قدر نہ کی اور مقدمہ کی پیروی شروع کر دی اور عدالت ماتحت میں میرے بھائی کو فتح بھی ہو گئی لیکن خدائے عالم الغیب کی وحی کے برخلاف کسطرح ہو سکتا تھا بالآخر چیف کورٹ میں میرے بھائی کو شکست ہوئی اور اس طرح اس الہام کی صداقت سب پر ظاہر ہو گئی۔	
پیشگوئی نمبر ۸۶	۱۸۹۸ء	خواجہ جمال الدین صاحب بی اے جو ہماری جماعت میں داخل ہیں جب امتحان منصفی میں فیل ہوئے اور انکو بہت ناکامی اور ناامیدی لاحق ہوئی اور سخت غم ہوا تو انکی نسبت مجھے الہام ہوا کہ سَیُغْفَرُ یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے اس غم کا تدارک کریگا چنانچہ اسکے مطابق وہ جلد ریاست کشمیر میں ایک ایسے عہدہ پر ترقی یاب ہوئے جو عہدہ منصفی سے اُن کیلئے بہتر ہوا یعنی وہ تمام ریاست جموں و کشمیر کے انسپکٹر مدارس ہو گئے اور اب تک اُسی عہدہ پر قائم ہیں [1]	۱۹۰۰ء
پیشگوئی نمبر ۸۷	۱۸۸۶ء	ایک دفعہ ہم ریل گاڑی پر سوار تھے اور لدھیانہ کی طرف جا رہے تھے کہ الہام ہوا "نصف ترا نصف عمالیق را" اور اس کے ساتھ یہ تفہیم ہوئی	تقریباً ۱۸۸۶ء
زندہ گواہ رویت نمبر ۲		[1] اس نشان کے گواہ بہت سارے احباب ہیں مثلاً مولوی حکیم نورالدین صاحب مولوی عبدالکریم صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مولوی شیر علی صاحب۔ حکیم فضل دین صاحب وغیرہ۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کے نمونہ میں ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۸۷		کہ امام بی بی جو ہمارے جدی شرکا میں سے ایک عورت تھی مرجائیگی اور اُس کی زمین نصف ہمیں اور نصف دیگر شرکا کو مل جائیگی یہ الہام اُن دوستوں کو جو اس وقت ہمارے ساتھ تھے سُنا دیا گیا تھا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ عورت مذکورہ مر گئی اور اُسکی نصف زمین ہمیں اور نصف بعض دیگر شرکا کو ملی۔ مرنے کو تو ہر ایک شخص مرتا ہی مگر اس میں تین بڑے نشان تھے (۱) قبل از وقت اس واقعہ کی خبر دینا اور پھر اُس عورت کا معمولی عمر میں ہی مرجانا (۲) ہمارا اسوقت تک زندہ رہنا (۳) زمین کا مطابق الہام کے تقسیم ہونا۔[۱]	
پیشگوئی نمبر ۸۸	۱۸۹۵ء	مجھے اپنے مرض ذیابیطس کی وجہ سے آنکھوں کا بہت اندیشہ تھا کیونکہ اس مرض کے غلبہ سے آنکھ کی بینائی کم ہو جایا کرتی ہے اور نزول الماء ہو جاتا ہے اس اندیشہ کی وجہ سے دعا کی گئی تو الہام ہوا کہ "نزلت الرحمة علی ثلث العین۔ وعلی الاخریین" یعنے رحمت تین اعضاء پر نازل ہو گی ایک تو آنکھ اور دو اور عضو۔ اس جگہ آنکھ کا ذکر تو کر دیا لیکن دو باقی اعضا کی تصریح نہیں فرمائی۔ مگر لوگ کہا کرتے ہیں کہ زندگی کا لطف تین عضو کے بقاء میں ہے آنکھ۔ کان۔ پیران۔ اس الہام کے پورا ہونے کی کیفیت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ قریباً اٹھارہ سال سے یہ مرض مجھے لاحق ہے اور ڈاکٹر اور حکیم لوگ جانتے ہیں کہ اس مرض	۱۸۹۵ء

زندہ گواہ رویت نمبر ۸

[۱] اس نشان کے گواہ مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ شیخ حامد علی صاحب اور ہمارے کُنبہ کے اکثر مرد اور عورتیں ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۸۸		میں آنکھوں کو کیسا اندیشہ ہوتا ہے پھر کونسی طاقت ہے جس نے پہلے سے خبر دے دی کہ یہ قانون تجھ پر توڑ دیا جائیگا اور بعد میں ایسا ہی کر کے دکھا دیا کیا یہ انسان کا کام ہے؟ ایسی مرض کی حالت میں دعویٰ کرنا تو درکنار کون ہے جو عین تندرستی اور جوانی کی حالت میں بھی دعوے کر سکے کہ میری آنکھیں فلاں وقت تک محفوظ رہیں گی۔[1]	
پیشگوئی نمبر ۸۹	جون ۱۸۹۳ء	ہماری ایک لڑکی عصمت بی بی نام تھی ایک دفعہ اسکی نسبت الہام ہوا کہ کُلْ مِنَ الجنۃ دوحۃ الجنۃ۔ تفہیم یہ تھی کہ وہ زندہ نہیں رہیگی سو ایسا ہی ہوا ہم اس خیال سے کہ مبادا کسی ناعاقبت اندیش کے دل میں ایسے نشانات کی نسبت کچھ اعتراض پیدا ہو کہ عمر بڑھانے کیلئے دعا کیوں نہ کی گئی اور کی گئی ہو تو وہ قبول کیوں نہ ہوئی یہ امر واضح کر دیتے ہیں کہ ایسے الہامات کے بعد ملہم لوگوں کو فطرتاً دو قسم کی حالتیں پیش آتی ہیں کبھی تو دعا کی طرف غیب سے توجہ اور جوش دیا جاتا ہے اور وہ اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ دعا قبول کرے اور کبھی خدا دعا کو قبول نہیں کرنا چاہتا اور اپنی مرضی کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تب دعا کرنیوالے کی طبیعت پر قبض پیدا کر دیتا ہے اور دعا کے اسباب اور حضور اور جوش کو ظہور میں نہیں آنے دیتا۔[2]	جون ۱۸۹۳ء
زندہ گواہ رویت نمبر ۸۸ و ۸۹		[1] اس الہام کیلئے گواہوں کی ضرورت نہیں ذیابیطس کے مرض کا حال ڈاکٹر لوگوں سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ اور آنکھوں پر رحمت نازل ہے۔ [2] یہ الہام بہت سے مرد اور عورتوں کو سنایا گیا تھا اور اسوقت قادیان میں بہت ہونگے جو گواہی دے سکیں	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۹۰	۷ جنوری ۱۹۰۰ء	جب ہمارے شرکا مخالفین مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین نے ہماری مسجد کے دروازہ کے راہ میں ایک ایسی دیوار کھینچی جو کہ ہمارے واسطے اور ہمارے مہمانوں کے واسطے بہت ہی تکلیف کا موجب ہوئی اور اس امر کی چارہ جوئی کیلئے عدالت میں نالش کیگئی اور قریب ڈیڑھ سال تک مقدمہ ہوتا رہا۔ تو اس دیوار کے بنائے جانے سے چند دن پہلے ہمیں اس کے متعلق ایک الہام ہوا کہ جو دلالت کرتا تھا کہ ایسی تکلیف عنقریب پیش آئیگی اور آخر فتح ہوگی اور وہ الہام یہ ہے الرحیٰ تدور وینزل القضاء۔ ان فضل اللہ لآت ولیس لاحد ان یرد ما اتی ـــــ ظفر مبین وانما یؤخرھم لاجل مسمی۔ چکی پھریگی اور قضا نازل ہوگی یقیناً خدا کا فضل آنیوالا ہے اور کسی کی طاقت نہیں جو ردّ کرے اسکو جب آگیا۔ وہ فتح مبین ہوگی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ان لوگوں کو خدا نے ایک وقت تک ڈھیل دے رکھی ہے۔ یہ الہامات ۷ جنوری کے الحکم میں اور اربعین ۳ میں شائع ہوگئے اور عین اس وقت سب احباب کو سُنائے گئے۔ چنانچہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو وہ دیوار بنائی گئی جس سے ہمارا راستہ آمد و رفت بند ہوگیا اور ہمارے مہمان بہت تکلیف کے ساتھ دور کے کوچوں سے ہو کر مسجد تک پہنچتے لیکن آخر عدالت کے حکم سے وہ دیوار ۲۰ اگست ۱۹۰۱ء کو گرائی گئی اور مقدمہ کا خرچہ بھی ہمارے مخالفین پر پڑا۔ فالحمد للہ۔	۲۰ اگست ۱۹۰۱ء
زندہ گواہ رویت	ان الہامات کے گواہ سید فضل شاہ صاحب۔ مولوی عبد الکریم صاحب۔ مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب و دیگر بہت سے احباب ہیں۔ مثلاً شیخ یعقوب علی صاحب حکیم فضل الدین صاحب میر ناصر نواب صاحب سیّد عبد الحی عرب جو یمنی وغیرہ۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۹۲	۱۸۷۶ء آج سے اکیس برس پہلے	ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے بھائی غلام قادر صاحب سخت بیمار ہیں سو یہ خواب بہت سے آدمیوں کو سنایا گیا چنانچہ اس کے بعد وہ سخت بیمار ہو گئے تب میں نے اُن کیلئے دعا شروع کی تو دوبارہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے ایک بزرگ فوت شدہ انکو بلا رہے ہیں اس خواب کی تعبیر بھی موت ہوا کرتی ہے چنانچہ انکی بیماری بہت بڑھ گئی اور وہ ایک مشت استخواں سے رہ گئے اس پر مجھے سخت قلق ہوا اور میں نے انکی شفا کیلئے اللہ تعالیٰ کیطرف توجہ کی جس سے میری تین غرضیں تھیں (۱) میں دیکھنا چاہتا تھا کہ میری دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں (۲) میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے بیمار کو بھی تندرست کرتا ہے یا نہیں (۳) میں یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ ایسی منذر خواب جو انکی موت کے نسبت تھی رد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ سو جب میں دعا میں مشغول ہوا تو میں نے کچھ دنوں کے بعد خواب میں دیکھا کہ برادر مذکور پورے تندرست کیطرح بغیر سہارے کے مکان میں چل رہے ہیں چنانچہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے انکو شفا بخشی اور وہ اس واقعہ کے بعد پندرہ برس تک زندہ رہے۔ [1]	۱۸۷۶ء آج سے ۲۶ برس پہلے
پیشگوئی نمبر ۹۳	۱۸۸۶ء	مذکورہ بالا واقعہ کے پندرہ برس بعد میرے بھائی صاحب کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں امرتسر میں تھا اسی جگہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اب قطعی طور پر ان کی زندگی کا پیالہ پُر ہو چکا ہے چنانچہ میں نے یہ خواب حکیم محمد شریف امرتسری کو سُنایا اور اپنے بھائی صاحب کو بھی ایک خط	
زندہ گواہ رویت		[1] اس نشان کے گواہ قادیان کے بہت لوگ ہیں جو اب تک زندہ موجود ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
نشان پیشگوئی نمبر ۹۲		لکھا کہ آپ امور آخرت کیطرف متوجہ ہوں چنانچہ انہوں نے عام گھر والوں کو اس مضمون سے اطلاع دی اور پھر چند ہفتے میں وہ اس جہان سے گذر گئے۔ ؎۱	
پیشگوئی نمبر ۹۳		علی محمد خان صاحب نواب جھجر نے لدھیانہ میں ایک غلہ منڈی بنائی تھی کسی شخص کی شرارت کے سبب اُن کی منڈی بے رونق ہو گئی۔ اور بہت نقصان ہونے لگا تب انہوں نے دعا کے لئے میری طرف رجوع کیا لیکن پیشتر اس کے کہ نواب صاحب کی طرف سے میرے پاس کوئی خط اس خاص امر کے لئے دعا کے بارے میں آتا میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر پائی کہ اس مضمون کا خط نواب موصوف کی طرف سے آرہے گا۔ چنانچہ میں نے اس واقعہ کی خبر اپنے خط کے ذریعہ سے نواب محمد علیخان مرحوم کو قبل از وقت دیدی اور ایسا اتفاق ہوا کہ اس طرف سے تو میرا خط روانہ ہوا اور اُسی دن اُن کی طرف سے اُسی مضمون کا خط میری طرف روانہ ہو گیا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا جس کی روانگی کی میں نے اُسی وقت انکو خبر دیدی تھی کہ گویا ایک ہاتھ سے انہوں نے ڈاک میں چٹھی ڈالی اور دوسرے ہاتھ سے وہی خط میرا اُن کو مل گیا جسمیں اُس روانہ شدہ چٹھی کا مع مضمون اُس کے ذکر تھا تب تو نواب محمد علی خان خط کو پڑھ کر ایک عالم سکتہ میں آگئے اور تعجب کیا کہ یہ راز کا خط جس کو میں نے	پیشگوئی سے چند روز بعد

زیر عنوان پیشگوئی نمبر ۹۲	؎۱ قادیان کے کئی مرد اور عورتیں اس بات کے گواہ ہیں کہ انکی موت کے وقت میرا خط اُن کے صندوق سے نکل آیا تھا۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۹۳	آج سے بارہ برس پیشتر ۱۲	ابھی ڈاک میں روانہ کیا کیونکہ اس کا حال ظاہر کیا گیا اس علم غیب نے اُن کے ایمان کو بہت قوت دی چنانچہ انہوں نے بارہا مجھے جتلایا کہ اس خط سے خدا پر میرا ایمان بہت بڑھ گیا اُس خط کو وہ ہمیشہ اپنی کتاب جیبی میں بطور تبرک رکھا کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے خلیفہ محمد حسین کو بھی جو وزیر اعظم پٹیالہ تھے بڑی تعجب سے وہ خط دکھایا اور موت سے ایک دن پہلے پھر اس خط کو مجھے دکھلایا کہ میں نے اپنی جیبی کتاب میں رکھ لیا تھا اور اس نشان کے ساتھ دوسرا نشان یہ ہے کہ جب عالم کشف میں اُن کا دوسرا خط مجھ کو ملا جس میں بہت بیقراری ظاہر کی گئی تھی تو میں نے اس جواب کے خط کو پڑھکر اُن کیلئے دعا کی اور مجھ کو الہام ہوا کہ کچھ عرصہ کے لئے یہ روک اُٹھا دی جاویگی اور انکو اس غم سے نجات دی جائیگی۔ یہ الہام انکو اسی خط میں لکھ کر بھیجا گیا تھا جو زیادہ تر تعجب کا موجب ہوا۔ چنانچہ وہ الہام جلد تر پورا ہوا۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد انکی منڈی بہت عمدہ طور پر بارونق ہو گئی اور روک اُٹھ گئی۔ اس نشان میں دو نشان ظاہر ہوئے اوّل قبل از وقت اطلاع دینا کہ ایسا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ دوئم قبولیت دعا سے اطلاع ہونا کہ منڈی پھر بارونق ہو جائے گی [1]	آج سے بارہ برس پیشتر ۱۲
پیشگوئی نمبر ۹۴	۱۹۰۱ء	ایک دفعہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ مبارک احمد جو پسر چہارم میرا ہے چٹائی	

زندہ گواہ روئیت

[1] نواب صاحب نے اس واقعہ کو اپنی نوٹ بک میں درج کیا تھا اور محمد حسین خان صاحب وزیر پٹیالہ کو بھی میرے سامنے اپنی کتاب دکھائی تھی۔ وزیر صاحب کی مجلس میں بیٹھنے والے لوگ اور لدھانہ کے کئی آدمی اس واقعہ کے گواہ ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		کے پاس گر پڑا ہے اور سخت چوٹ آئی ہے اور کرتہ خون سے بھر گیا ہے خدا کی قدرت کہ ابھی اس کشف پر شاید تین منٹ سے زیادہ نہیں گذرے ہوں گے کہ میں دالان سے باہر آیا اور مبارک احمد کہ شاید اس وقت سوا دو سال کا ہو گا چٹائی کے پاس کھڑا تھا بچوں کی طرح کوئی حرکت کر کے پیر پھسل گیا اور زمین پر جا پڑا اور کپڑے خون سے بھر گئے اور جس طرح عالم کشف میں دیکھا تھا اُسی طرح ظہور میں آ گیا۔ اس واقعہ کی بہت سی عورتیں خادمہ وغیرہ جو ہمارے گھر میں ہیں گواہ ہیں۔	
پیشگوئی نمبر ۹۵	۱۹۰۱ء	ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مبارک احمد میرا چوتھا لڑکا فوت ہو گیا ہے اس سے چند دنوں کے بعد مبارک احمد کو سخت تپ ہوا اور آٹھ دفعہ غش ہو کر آخری غش میں ایسا معلوم ہوا کہ جان نکل گئی ہے آخر دعا شروع کی اور ابھی میں دعا میں تھا کہ سب نے کہا کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے تب میں نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو نہ دم تھا نہ نبض تھی آنکھیں میت کی طرح پتھرا گئی تھیں لیکن دُعا نے ایک خارق عادت اثر دکھلایا اور میرے ہاتھ رکھنے سے ہی جان محسوس ہونے لگی یہاں تک کہ لڑکا زندہ ہو گیا اور زندگی کے علامات پیدا ہو گئے۔ تب میں نے بلند آواز سے حاضرین کو کہا کہ اگر عیسیٰ بن مریم نے کوئی مردہ زندہ کیا ہے تو اس سے زیادہ ہرگز نہیں یعنی اسی طرح کا مُردہ زندہ ہوا ہو گا نہ کہ وہ جس کی جان آسمان پر پہنچ چکی ہو اور ملک الموت نے اُسکی روح کو قرار گاہ تک پہنچا دیا ہو [۱]	
[illegible]		[۱] اس واقعہ کے قادیان میں رہنے والے بہت سے مرد اور عورتیں گواہ ہیں۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۹۶		ایک دفعہ میں خود سخت بیمار ہو گیا اور حالت ایسی بگڑی کہ بیماری سے جانبر ہونا مشکل معلوم معلوم ہوتا تھا تب یہ الہام ہوا۔ ماکان لنفسٍ ان تموت الا باذن اللّٰہ و امّا ما ینفع الناس فیمکث فی الارض چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے وعدہ کے موافق عین ناامیدی کی حالت میں شفا بخشی اور یوں تو ہزارہا لوگ شفا پاتے ہیں مگر ایسی ناامیدی کی حالت میں سینکڑوں انسانوں میں دعویٰ سے یہ پیش کرنا کہ شفا ضرور حاصل ہو جائیگی یہ انسان کا کام نہیں۔	
پیشگوئی نمبر ۹۷	۱۸۹۶ء	شروع اکتوبر ۱۸۹۶ء میں مجھے دکھایا گیا کہ میں ایک گواہی کیلئے ایک انگریز حاکم کے پاس حاضر کیا گیا ہوں اور اس حاکم نے مجھ سے سوال کیا کہ آپکے والد کا کیا نام ہے لیکن جیسا کہ شہادت کیلئے دستور ہے مجھے قسم نہیں دی۔ پھر ۸ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ اس مقدمہ کا سپاہی سمن لیکر آیا ہے۔ یہ خواب مسجد میں عام جماعت کو سُنا دی گئی تھی آخر ایسا ہی ظہور میں آیا اور سپاہی سمن لیکر آ گیا اور معلوم ہوا کہ اڈیٹر اخبار ناظم الہند لاہور نے مجھے گواہ لکھا دیا ہے جس پر مولوی رحیم بخش پرائیویٹ سکرٹری نواب بہاولپور نے لائبل کا مقدمہ ملتان میں کیا تھا۔ سو جب میں ملتان میں پہنچکر عدالت میں گواہی کیلئے گیا تو ویسا ہی ظہور میں آیا حاکم کو ایسا سہو ہو گیا کہ قسم دینا بھول گیا اور اظہار شروع کر دئے۔ ؎۱	
زندہ گواہ رؤیت		؎۱ اس نشان کے گواہ ایک گروہ کثیر ہے جیسا خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور۔ مولوی نورالدین صاحب۔ مولوی عبد الکریم صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تبلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۹۸	۱۹۰۰ء	ہمارے دوست مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم ایک مدت سے بیمار چلے آتے تھے۔ آخر سنہ ۱۹۰۰ء میں انکی حالت بہت بگڑ گئی اور وہ فاضلکا میں اپنے بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کے پاس چلے گئے کچھ دنوں کے بعد دعا کیلئے اُن کا خط آیا ہم نے دعا کی تو خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک ایسی کہ گویا چاند کے ٹکڑے اکٹھے کر کے بنائی گئی ہے اور ایک شخص نہایت خوش شکل عزیز مرحوم کو اس سڑک پر لئے جا رہا ہے اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اس خواب کی تعبیر یہی تھی کہ اُن کا خاتمہ بخیر ہوگا اور وہ بہشتی ہے اور نورانی چہرہ والا شخص ایک فرشتہ تھا جو اس عزیز کو بہشت کیطرف لے جا رہا تھا۔ ہم نے یہ خواب مرزا یعقوب بیگ صاحب کو لکھ دیا اور اپنی جماعت میں بھی شائع کر دیا چنانچہ ۶ ماہ کے بعد اس عزیز نے وفات پائی اور جب ہمارے پاس تار پہنچا اور ہم نے تعزیت کا خط لکھنا شروع کیا اور ہماری توجہ اس عزیز کیطرف تھی کہ کس طرح وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ناپدید ہو گیا تو اس حالت میں الہام ہوا "مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ سے داخل ہوں" یہ اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ عزیز مرحوم کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ؎ مرحوم مذکور نیک بخت۔ جوان صالح اور اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا	پیشگوئی سے چھ ماہ بعد
زندہ گواہ رویت نمبر ۹۸	؎ اس کے گواہ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ مولوی حکیم نور الدین صاحب مولوی عبد الکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب حکیم فضل دین صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب شیخ عبد الرحمن قادیانی صاحب شیخ عبد الرحیم صاحب اور کثیر جماعت لاہور کپورتھلہ سیالکوٹ وغیرہ۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۹۹	جولائی ۱۸۹۷ء	جولائی ۱۸۹۷ء میں جب عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اسسٹنٹ سرجنی کا آخری امتحان دیا اور ہم نے ان کیلئے دعا کی تو الہام ہُوا "تم پاس ہو گئے ہو" یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ پاس ہو گیا ہے کیونکہ مخلصوں کے لئے جو یگانگت کی حد تک پہنچتے ہیں ایسے فقرے آجاتے ہیں چنانچہ بائیبل میں بھی اس طرز کی کئی پیشگوئیاں درج ہیں بالآخر عزیز مذکور اپنے امتحان میں بڑی خوبی سے کامیاب ہوا اور لاہور کے میڈیکل کالج میں ہوس سرجن مقرر ہوا ۔ [۱]	جولائی ۱۸۹۷ء
پیشگوئی نمبر ۱۰۰		ہمارے ایک مخلص دوست مرزا محمد یوسف بیگ صاحب ہیں جو سامانہ علاقہ ریاست پٹیالہ کے رہنے والے ہیں اور ایک مدت دراز سے ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ وہ اسی تعلق میں تمام عمر رہینگے اور اسی میں اس دنیا سے گذریں گے۔ ایک دفعہ اُن کا لڑکا مرزا ابراہیم بیگ مرحوم بیمار ہُوا تو انہوں نے میری طرف دعا کیلئے خط لکھا ہم نے دعا کی تو کشف میں دیکھا کہ ابراہیم ہمارے پاس بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بہشت سے سلام پہنچا دو۔ جس کے معنے یہی دل میں ڈالے گئے کہ اب اُنکی زندگی کا خاتمہ ہے۔ اگرچہ دل نہیں چاہتا تھا تاہم بہت سوچنے کے بعد میرزا محمد یوسف بیگ صاحب کو اس حادثہ سے اطلاع دی گئی اور تھوڑے دنوں کے بعد وہ جوان غریب مزاج فرمانبردار بیٹا انکی آنکھوں کے سامنے اس جہان فانی سے چل بسا۔ [۲]	چند روز پیشگوئی کے بعد

زندہ گواہ رؤیت

[۱] اس نشان کے گواہ ہماری جماعت کے بہت سے آدمی اور میرزا یعقوب بیگ کے ہم جماعت ہیں۔

[۲] مرزا محمد یوسف بیگ صاحب زندہ موجود ہیں جو اس واقعہ کے گواہ ہیں اور انکے سوا اور بہت سے آدمی بھی اس کے گواہ ہیں

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تلاش کریں دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۰۱	اپریل ۱۹۰۰ء سے آج تک	جب بالمقابل تفسیر نویسی میں مخالف مولوی عاجز آ گئے اور مہر علیشاہ گولڑی نے کئی طرح کی قابل شرم کارروائیاں کیں تو اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو یکطرفہ طور پر تفسیر القرآن کا معجزہ عطا فرمایا اور ستر روز کے عرصہ میں رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا اس عرصہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیش آئیں اور بہت سا وقت بیماری میں گذرا اس نشان سے زیادہ تر ہمارے قادیان میں رہنے والے احباب حصہ لے گئے کیونکہ وہ ہماری روزمرہ حالت سے واقف تھے حاصل کلام انہیں دنوں میں اس رسالہ کے متعلق یہ الہام ہوا کہ منعہ مانع من السماء یعنی روک دیا اُسکو روکنے والے نے آسمان سے سو یہ الہام اس صفائی سے پورا ہوا ہے کہ اب تک میاں مہر علی اس کا جواب نہیں دے سکا اور نہ ان کا کوئی حامی جواب دینے پر قادر ہو سکا۔ اگر کارروائی کی تو یہ کی کہ صرف اُردو میں ایک کتاب لکھی مگر آخر تحریری ثبوت سے ثابت ہوا کہ وہ بھی اپنی ذاتی لیاقت سے نہیں بلکہ مولوی محمد حسن متوفی کے نوٹوں کا بعینہٖ سرقہ تھا یہاں تک کہ اس نادان نے اُنکی قابل شرم غلطیوں کو بھی صحیح سمجھ لیا اور اس مال مسروقہ اور مجموعہ اغلاط کا نام سیف چشتیائی رکھا وہ ایسی سیف تھی جو انہیں پر چل گئی۔ [1]	اپریل ۱۹۰۰ء سے آج تک

مر گیا بدبخت اپنے وار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی

کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے
کم کرو اب ناز اس مردار سے

[1] اس نشان کا گواہ اول تو خود کتاب اعجاز المسیح ہے اور بہت سے مخلص جو اس جگہ موجود تھے مثلاً مولوی نورالدین صاحب مولوی عبدالکریم صاحب مفتی محمد صادق صاحب مولوی محمد علی صاحب حکیم فضل دین صاحب پیر منظور محمد صاحب پیر سراج الحق صاحب۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۰۲	قریباً ۱۸۹۲ء	خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم پٹیالہ کسی ابتلا اور فکر اور غم میں مبتلا تھے اُن کی طرف سے متواتر دعا کی درخواست ہوئی اتفاقاً ایک دن یہ الہام ہوا "چل رہی ہے نسیم رحمت کی ۔ جو دعا کیجئے قبول ہے آج" اُس وقت مجھے یاد آیا کہ آج انہیں کے لئے دعا کی جائے چنانچہ دعا کی گئی اور انکو بذریعہ خط اطلاع دی گئی اور تھوڑے عرصہ کے بعد انہوں نے ابتلا سے رہائی پائی اور بذریعہ خط اپنی رہائی سے اطلاع دی۔ اُن کا خط میرے کسی بستہ میں ابتک پڑا ہوگا اور وہی اس بات کا کامل گواہ ہے۔	قریباً ۱۸۹۲ء
پیشگوئی نمبر ۱۰۳	قریباً ۱۸۸۱ء	ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات سے ایک دن پہلے الہام ہوا "جنازہ" اور میں نے اس الہام کی بہت لوگوں کو خبر دیدی چنانچہ دوسرے روز بھائی صاحب فوت ہوئے۔ اس واقعہ کے بہت لوگ گواہ ہیں۔	پیشگوئی کے دوسرے روز
پیشگوئی نمبر ۱۰۴		منجملہ ان نشانوں کے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے ایک یہ ہے کہ جب کتاب اُمہات المومنین عیسائیوں کی طرف سے شائع ہوئی تو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ممبروں نے گورنمنٹ میں اس مضمون کا میموریل بھیجا کہ اس مضمون کی اشاعت بند کیجائے اور مصنف سے بازپرس ہو مگر میں انکے میموریل کے سخت مخالف تھا اور میں نے اپنی تحریر میں صاف طور پر شائع کیا تھا کہ یہ طریق اچھا نہیں مگر اُن لوگوں نے میری صلاح کو قبول نہ کیا بلکہ	
زندہ گواہ:	ان واقعات کے گواہ بہت سے آدمی ہیں مثلاً مفتی محمد صادق صاحب مولوی محمد علی مولوی شیر علی صاحبان		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۰۴	جون ۱۸۹۶ء	بدگوئی کی اسی اثنا میں مجھے الہام ہوا کہ ستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللّٰہ یعنی عنقریب جنہیں یہ بات میری یاد آئیگی یہ اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ تمہیں اپنے میموریل میں ناکامی رہیگی اور جس امر کو میں نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو رد کرنا اور انکو جواب دینا۔ اس امر کو میں خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ الہام قبل از وقت ایک گروہ کثیر کو سنایا گیا تھا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا یعنی انجمن کی وہ درخواست نامنظور ہوئی۔	پیشگوئی کے چند روز بعد
پیشگوئی نمبر ۱۰۵	۱۸۸۲ء	جبکہ دلیپ سنگھ کی پنجاب میں آنے کی خبر مشہور تھی تب مجھے دکھلایا گیا کہ دلیپ سنگھ اپنے اس ارادہ میں ناکام رہیگا اور وہ ہرگز ہندوستان میں قدم نہیں رکھیگا چنانچہ میں نے اس کشف کو لالہ شرمپت ساکن قادیان کو جو آریہ ہے اور کئی ہندو مسلمانوں کو بتلا دیا اور ایک اشتہار بھی شائع کر دیا جو فروری ۱۸۸۲ء میں چھپکر تقسیم کر دیا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دلیپ سنگھ عدن سے واپس ہوا اور اسکی عزت اور آسائش میں بہت خطرہ پڑا جیسا کہ میں نے صدہا آدمیوں کو خبر دی تھی [1]	۱۸۸۲ء
پیشگوئی نمبر ۱۰۶	قریباً ۱۸۸۶ء	ایک دفعہ ہمارے مخلص میاں عبداللہ سنوری پٹواری علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اول مجھے کشفی طور پر دکھایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا و قدر کے اہل دنیا کی نیکی و بدی کے	قریباً ۱۸۸۶ء

[1] اس نشان کے گواہ اکثر قادیان کے لوگ ہیں اور علاوہ ان کے اشتہار جو فروری ۱۸۸۲ء میں چھاپ کر شائع کیا تھا۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس خدا کی وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۰۱		متعلق اپنے لئے اور نیز اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور چاہتا ہوں کہ ایسا ہی ہو جائے پھر تمثل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ بے مثل و بے مانند کو دیکھا اور وہ کاغذ حضرت جلشانہ کے آگے رکھ دیا تا اس پر دستخط کر دے تا وہ سب باتیں جن کے لئے درخواست کی گئی ہے ہو جائیں خدا تعالیٰ نے اس پر سرخی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اُس کو جھاڑ دیا اور جھاڑنے کے ساتھ ہی اُس سرخی کے قطرے میرے اور میاں عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے اس لئے میں نے اُن قطروں کو بچشم خود دیکھا اور میں اسوقت اس خیال سے کہ خدا نے میرے تجویز کردہ احکام پر دستخط کر دئے چشم پُر آب تھا اور ایک رقّت میرے دل پر طاری تھی اتنے میں میاں عبداللہ نے یہ کہکر کہ یہ کہاں سے سرخ قطرے ہمارے پر پڑے مجھے اس حالت سے جگا دیا اور میں نے اپنے کرتہ اور اسکی ٹوپی پر سرخ اور تر قطرے دیکھے جو ابھی خشک نہیں ہوئے تھے اور تمام حال اس کشف کا سنایا اور اسوقت ہم دونوں نے اِدھر اُدھر خوب تلاش کر کے دیکھا مگر کوئی چیز ایسی نظر نہ پڑی جس سے اُن قطروں کے گرنے کا گمان ہو سکے تب میاں عبداللہ کو بھی یقین ہوا کہ یہ سرخ قطرے معجزے کے طور پر ہیں بعض کپڑے ابتک میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں اور وہ خدا کے فضل و کرم سے غوث گڈھ علاقہ پٹیالہ میں زندہ موجود ہیں اور اس کیفیت کو حلفاً بیان کر سکتے ہیں اور یہ بات کہ یہ سُرخ قطرے کس بات کیطرف اشارہ	
زندہ گواہ	اس کے گواہ میاں عبداللہ سنوری اور دیگر بہت سے لوگ ہیں جنھوں اس موقع پر اس کرتہ کو دیکھا۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں تبلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبل از وقت اس بات کیلئے نشان دیا گیا تھا کہ آسمان سے قہری نشان ظاہر ہونگے اور بعض ہیبت ناک موتیں نشان کی طرح ہونگی جیسا کہ لیکھرام پنڈت کی موت اور جیسا کہ طاعون دنیا کو کھا رہی ہے۔	
پیشگوئی نمبر ۱۰۷	قریباً ۱۸۸۷ء	پنڈت اگنی ہوتری نے جو برہمو سماج کا ایک منتخب معلّم ہے لاہور سے میری طرف ایک خط لکھا کہ میں حصہ سوم براہین احمدیہ کا رد لکھنا چاہتا ہوں ابھی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تھا کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے اس مضمون سے آگاہی دے دی تھی چنانچہ کئی ہندو آریوں کو بلا کر بتا دیا گیا تھا اور ایک آریہ کو ہی شام کے وقت ڈاک خانہ میں بھیجا گیا تا وہ گواہ بن سکے۔ چنانچہ جب وہ خط لایا تو اس خط کا وہی مضمون تھا جو الہام الٰہی سے خبر پا کر پہلے لوگوں پر ظاہر کر دیا گیا تھا اور وہ خط سب کو دکھایا گیا اور پنڈت اگنی ہوتری کو جواب لکھا گیا کہ جس الہام کے سلسلہ کا تم رد لکھنا چاہتے ہو اُسی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیش از وقت تمہارے خط کے مضمون سے اطلاع دیدی ہے اگر چاہو تو قادیان میں آکر اپنے ہندو بھائیوں سے تصدیق کر لو۔[1]	قریباً ۱۸۸۷ء
پیشگوئی نمبر ۱۰۸	تخمیناً ۱۸۹۹ء	جب بعض مخالفین کی مخبری سے میرے پر ٹیکس لگانے کے لئے سرکار کی طرف سے مقدمہ ہوا اور میری طرف سے عذر داری کی گئی تو میں ایک دن	پیشگوئی کے چھ مہینے بعد

[1] اس نشان کے گواہ قادیان کے بہت سے آریہ ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۰۸		چھوٹی مسجد میں چند احباب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور آمد و خرچ کا حساب کر رہے تھے کہ مجھ پر ایک کشفی حالت طاری ہوئی اور ایسا دکھایا گیا کہ ہندو تحصیلدار بٹالہ جس کے پاس مقدمہ تھا بدل گیا ہے اور اس کے عوض ایک اور شخص کرسی پر بیٹھا ہے جو مسلمان ہے اور اس کشف کے ساتھ بعض امور ایسے ظاہر ہوئے جو فتح کی بشارت دیتے تھے تب میں نے اُسی وقت یہ کشف حاضرین کو سُنا دیا جن میں سے ایک خواجہ جمال الدین صاحب بی اے انسپکٹر مدارس جموں و کشمیر تھے اور بہت سے جماعت کے لوگ تھے چنانچہ اس کے بعد ایسا ہوا کہ وہ ہندو تحصیلدار یکایک بدل گیا اور اس کی جگہ میاں تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ مقرر ہوئے جنہوں نے نیک نیتی کے ساتھ اصل حقیقت کو دریافت کر لیا اور جو کچھ تحقیقات سے معلوم ہوا اسکی رپورٹ ڈکسن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور میں بھیجدی اور نیک اتفاق یہ ہوا کہ صاحب موصوف بھی زیرک اور انصاف پسند تھے انہوں نے لکھ دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا ایک شہرت یافتہ فرقہ ہے جنکی نسبت ہم بدظنی نہیں کر سکتے یعنی جو کچھ عذر کیا گیا ہے وہ واقعی درست ہے اس لئے ٹیکس معاف اور مسل داخل دفتر ہوئی[1]	
پیشگوئی نمبر ۱۰۹	فروری ۱۸۸۶ء	ایک دفعہ ہمیں موضع کنجراں ضلع گورداسپور کو جانے کا اتفاق ہوا اور شیخ حامد علی ساکن تھہ غلام نبی ہمارے ساتھ تھا جب صبح کو ہم نے جانے کا	فروری ۱۸۸۶ء
زندہ گواہ رویت		۱؎ اس نشان کے گواہ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے مولوی محمد علی صاحب ایم اے مولوی عبدالکریم صاحب مولوی نورالدین صاحب مولوی شیر علی صاحب شیخ عبدالرحمن صاحب	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		قصد کیا تو الہام ہوا کہ اس سفر میں تمہارا اور تمہارے رفیق کا کچھ نقصان ہوگا چنانچہ راستہ میں شیخ حامد علی کی ایک چادر اور ہمارا ایک رومال گم ہو گیا اس وقت حامد علی کے پاس وہی چادر تھی۔	
پیشگوئی نمبر ۱۱۰	قریباً ۱۹۰۰ء	ایک دفعہ ڈاکٹر نور محمد صاحب مالک کارخانہ ہمدم صحت کا لڑکا سخت بیمار ہو گیا اس کی والدہ بہت بے تاب تھی اس کی حالت پر رحم آیا اور دعا کی تو الہام ہوا ''اچھا ہو جائے گا۔'' اُسی وقت یہ الہام سب کو سُنایا گیا جو پاس موجود تھے آخر ایسا ہی ہوا کہ وہ لڑکا خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہو گیا۔ [۵۱]	قریباً ۱۹۰۰ء
پیشگوئی نمبر ۱۱۱	قریباً ۱۸۹۸ء	ایک دفعہ ہمارے لڑکے بشیر احمد کی آنکھیں بہت خراب ہو گئی تھیں پلکیں گر گئی تھیں اور پانی بہتا رہتا تھا آخر ہم نے دعا کی تو الہام ہوا۔ ''برّق طفلی بشیر'' یعنی میرے لڑکے بشیر احمد کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ اس الہام کے ایک ہفتہ بعد اللہ تعالیٰ نے اسکو شفا دیدی اور آنکھیں بالکل تندرست ہو گئیں۔ اس سے پہلے کئی سال انگریزی اور یونانی علاج کیا گیا تھا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ حالت ابتر ہوتی جاتی تھی [۵۲]	پیشگوئی کے ایک ہفتے کے بعد

زندہ گواہ رویت کے

[۵۱] بہت سے مرد اور عورتیں اِس نشان کے گواہ ہیں مثلاً مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی عبد الکریم صاحب مولوی شیر علی صاحب شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی وغیرہ۔

[۵۲] اس الہام کے بہت سے مرد اور عورتیں قادیان میں گواہ ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۱۲	۱۸۹۷ء ایضاً	ایک دفعہ الہام ہوا "بے ہوشی پھر غشی پھر موت" تفہیم ہوئی کہ ہمارے بڑے مخلص مریدوں میں سے کسی کو ایسا واقعہ پیش آئیگا یعنی پہلے بے ہوشی ہوگی پھر غشی طاری ہوگی پھر مر جائیگا۔ یہ الہام یہاں رہنے والے احباب کو سنایا گیا اور خطوط کے ذریعہ سے باہر بھی لکھا گیا تھا آخر ایک دو ہفتہ کے اندر ہمارے مخلص مرید ڈاکٹر بوڑے خان صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور عین الہام کے الفاظ کے مطابق یکدفعہ بیہوش ہوکر اور پھر غش میں پڑ کر فوراً فوت ہو گئے اور انکی وفات کا تار آیا۔ ؎	۱۸۹۷ء ایضاً
پیشگوئی نمبر ۱۱۳	۱۸۸۸ء ایضاً	ایک دفعہ ہمیں لدھیانہ سے پٹیالہ جانیکا اتفاق ہوا روانہ ہونے سے پہلے الہام ہوا کہ "اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ ہم و غم پیش آئیگا اس پیشگوئی کی خبر ہم نے اپنے ہمراہیوں کو دیدی چنانچہ جبکہ ہم پٹیالہ سے واپس آنے لگے تو عصر کا وقت تھا ایک جگہ ہم نے نماز پڑھنے کے لئے اپنا چوغہ اُتار کر سید محمد حسن خانصاحب وزیر ریاست کے ایک نوکر کو دیا تاکہ وضو کریں پھر جب نماز سے فارغ ہو کر ٹکٹ لینے کیلئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ جس رومال میں روپے باندھے ہوئے تھے وہ رومال گر گیا ہے تب ہمیں وہ الہام یاد آیا کہ اس نقصان کا ہونا ضروری تھا پھر جب ہم گاڑی پر سوار ہوئے تو راستہ میں ایک اسٹیشن دور رہ کر ہمارے ایک رفیق کو کسی مسافر انگریز نے	۱۸۸۸ء ایضاً

زندہ گواہ رؤیت	؎ اس نشان کے گواہ بہت آدمی یہاں کے اور دیگر مقامات کے ہیں مثلاً مولوی عبدالکریم صاحب مولوی نورالدین صاحب مفتی محمد صادق صاحب مولوی محمد علی صاحب مولوی شیر علی صاحب

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۱۳		محض دھوکہ دہی سے اپنے فائدہ کیلئے کہہ دیا کہ لودیانہ آگیا ہے چنانچہ ہم اس جگہ سب اُتر پڑے اور جب ریل چل دی تب ہم کو معلوم ہوا کہ یہ کوئی اور اسٹیشن تھا اور ایک بیابان میں اُترنے سے سب جماعت کو تکلیف ہوئی اور اس طرح پر الہام مذکورہ کا دوسرا حصہ بھی پورا ہو گیا [1]	
پیشگوئی نمبر ۱۱۴	قریباً ۱۸۸۶ء	ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سید محمد اسمٰعیل کا (جن کی عمر اُسوقت دس برس کی تھی) پٹیالہ سے خط آیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اسحاق میرے چھوٹے بھائی کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے اور پھر خط کے آخیر میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اسحاق بھی فوت ہو گیا ہے اور بڑی جلدی سے بلایا کہ دیکھتے ہی چلے آویں اس خط کے پڑھنے سے بڑی تشویش ہوئی کیونکہ اُسوقت میرے گھر کے لوگ بھی سخت تپ سے بیمار تھے۔ ایسی ناگہانی دو موتوں کی خبر میں انکو سُنا نہ سکا اور میں سخت بیقراری میں پڑ گیا کہ جن کو بلاتے ہیں وہ خود خطرناک تپ میں مبتلا ہے اور میں ڈرتا تھا کہ اگر میں اس خط کا مضمون اس بیماری کی حالت میں اُن کو سُناؤں تو جان کا اندیشہ ہے رات کو اس فکر سے نیند بھی جاتی رہی کہ کیا کروں اور میں اس خط کو پوشیدہ بھی نہیں رکھ سکتا تھا جب ایک حصہ رات کا گذر گیا تو فکر کرتے کرتے میرا دل نہایت بیقرار ہو گیا جس کا میں اندازہ نہیں کر سکتا تب مجھے اسی تشویش میں یکدفعہ غنودگی ہوئی اور یہ الہام	قریباً ۱۸۸۶ء

[1] اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی صاحب شیخ عبدالرحیم صاحب ساکن انبالہ چھاؤنی۔ اور فتح خاں ایک افغان ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۱۲		ہوا۔ ان کیدکن عظیم یعنی اے عورتو تمہارے فریب بہت بڑے ہیں اور اس حالت میں ہم انکو خط کا مضمون بھی نہیں سنا سکتے تھے اس مصیبت کو سُنکر انکی جان کا اندیشہ تھا اس لئے ساتھ ہی تفہیم ہوئی کہ یہ ایک خلاف واقعہ بہانہ بنایا گیا ہے۔ تب میں نے اخویم مولوی عبد الکریم صاحب کے آگے جو اُس وقت قادیان میں موجود تھے یہ واقعہ بیان کیا اور ساتھ ہی پوشیدہ طور پر شیخ حامد علی کو جو میرا نوکر تھا پٹیالہ روانہ کیا جس نے واپس آکر بیان کیا کہ اسحاق اور اسکی والدہ ہر دو زندہ موجود ہیں اور چند روز کی بیماری کی گھبراہٹ اور اشتیاق ملاقات کے سبب یہ خلاف واقعہ خط لکھا کر بھیجا گیا تھا۔ ۱؎	
پیشگوئی نمبر ۱۱۳	ابتدا ۱۸۹۸ء	ایک دفعہ ہمارے ایک مخلص دوست سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب تاجر مدراس کسی اپنی تشویش میں دعا کے خواستگار ہوئے جب دعا کیگئی تو الہام ہوا "قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے۔" یہ ایک بشارت اُن کا غم دُور کرنے کے بارے میں تھی۔ چنانچہ چند ہفتہ کے بعد ہی خدا تعالٰے نے اُن کو اس پیش آمد غم سے رہائی بخشی۔ پھر ایک مدت کے بعد اس شعر کے دوسرے مصرع کے مطابق ایک اور سخت ابتلا پیش آیا جس سے امید ہے کہ کسی وقت خدا رہائی دیگا جس طرح چاہیگا۔ ۲؎	ابتدا ۱۸۹۸ء

زندہ گواہ رؤیت	
	۱؎ اس نشان کے گواہ مولوی عبد الکریم صاحب شیخ حامد علی میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ انکی والدہ و دیگر کئی مرد اور عورتیں
	۲؎ اس نشان کے گواہ خود سیٹھ صاحب مولوی عبد الکریم صاحب مولوی نور الدین صاحب مفتی محمد صادق صاحب مولوی محمد علی صاحب مولوی شیر علی صاحب و دیگر بہت سے احباب ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۱۶	۱۸۸۵ء	میاں عبداللہ سنوری جو علاقہ پٹیالہ میں پٹواری ہیں ایک مرتبہ ان کو ایک کام پیش آیا جس کے ہونے کے لئے انہوں نے ہر طرح سے کوشش کی اور بعض وجوہ سے انکو اس کام کے ہو جانے کی امید بھی ہو گئی تھی پھر انہوں نے دُعا کے لئے ہماری طرف التجا کی۔ ہم نے جب دُعا کی تو بلا توقف الہام ہوا۔ ’’ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ‘‘ تب میں نے انکو کہہ دیا کہ یہ کام ہرگز نہیں ہوگا اور وہ الہام سُنا دیا اور آخر کار ایسا ظہور میں آیا اور کچھ ایسے موانع پیش آئے کہ وہ کام ہوتا ہوتا رہ گیا۔ ؎۱	۱۸۸۵ء
پیشگوئی نمبر ۱۱۷	۱۸۸۴ء	ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس۵۰ روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل فقر اور توکل پر کبھی کبھی ایسی حالت گذرتی ہے اِس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے تو اس ضرورت کے خیال نے ہم کو یہ جوش دیا کہ اس جنگل میں دعا کریں پس ہم نے ایک پوشیدہ جگہ میں جا کر اس نہر کے کنارہ پر دُعا کی جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بٹالہ کی طرف واقع ہے جب ہم دعا کر چکے تو دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ’’ دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں‘‘ تب ہم خوش ہو کر قادیان کی طرف واپس آئے اور بازار کا رُخ کیا تا کہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں چنانچہ ہمیں ایک خط ملا جسمیں لکھا تھا کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں اور غالباً وہ روپیہ اُسی دن یا دوسرے دن ہمیں مل گیا۔ ؎۲	۱۸۸۴ء

نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸

؎۱ اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی اور عبداللہ سنوری ہیں۔

؎۲ اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی صاحب ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۱۸	۱۹۰۰ء	ایک دفعہ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی کئی دفعہ سو سو مرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا۔ دونوں شانوں میں ایسے آثار نمودار ہو گئے جن سے کاربنکل کا اندیشہ تھا تب میں دعا میں مصروف ہوا تو یہ الہام ہوا "والموت اذا عسعس" یعنی قسم ہے موت کی جبکہ ہٹائی جائے چنانچہ یہ الہام بھی ایسا پورا ہوا کہ اُس وقت سے لے کر ہمیشہ ہماری زندگی کا ہر ایک سیکنڈ ایک نشان ہے۔	۱۹۰۰ء
پیشگوئی نمبر ۱۱۹	۱۷/ اپریل ۱۸۹۹ء	میرے چوتھے لڑکے مبارک احمد کی پیدائش سے دو ماہ پہلے یہ الہام ہوا تھا "رَبِّ اصحّ زوجتی ھذہ" یعنی اے میرے رب میری اس زوجہ کو بیمار ہونے سے بچا اور بیماری سے شفا دے جس وقت یہ الہام ہوا اُس وقت میری بیوی بالکل تندرست تھی گویا اس الہام میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ کسی بیماری کا اندیشہ ہے لیکن بعد میں شفا ہو جائیگی چنانچہ دو ماہ کے بعد یہ الہام ہر دو پہلو سے پورا ہوا یعنی میری بیوی کو ایک سخت مرض نگلیر اور خطرناک حالت ہوئی لیکن آخر اللہ تعالےٰ نے شفا دی۔ ؎	۱۷/ جون ۱۸۹۹ء
پیشگوئی نمبر ۱۲۰	۱۹۰۱ء	ایک دفعہ مجھے الہام ہوا "رب ارنی کیف تحی الموتٰی رب اغفر وارحم من السماء"۔ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردہ	۱۹۰۰ء

؎ اس کے گواہ مولوی عبدالکریم صاحب مولوی نورالدین صاحب مولوی محمد علی صاحب مفتی محمد علی* صاحب مولوی شیر علی صاحب وغیرہ احباب ہیں اور دوسرے شہروں میں بذریعہ خطوط کے یہ الہام لکھے گئے۔

* مفتی محمد صادق صاحب

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۲۰		کیونکر زندہ کرتا ہے اور آسمان سے اپنی بخشش اور رحمت نازل فرما۔ اس الہام میں یہ خبر دی گئی کہ کبھی ایسا موقع آنیوالا ہے کہ ہمیں یہ دعا کرنی پڑیگی اور وہ قبول ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ ایک دفعہ ہمارا لڑکا مبارک احمد ایسا سخت بیمار ہوا کہ سب نے کہا وہ مرگیا ہے ہم اُٹھے اور دعا کرتے ہوئے لڑکے پر ہاتھ پھیرتے تھے تو لڑکے کو سانس آنا شروع ہوگیا تھا علاوہ ازیں یہ الہام اس طرح سے بھی پورا ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اب تک ہمارے ہاتھ سے ہزارہا روحانی مردہ زندہ کئے ہیں اور کر رہا ہے[1]	
پیشگوئی نمبر ۱۲۱	تخمیناً ۱۸۷۷ء	عرصہ قریباً پچیس برس کا گذرا ہے کہ مجھے گورداسپور میں ایک رویا ہوا کہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں اور اسی چارپائی پر بائیں طرف مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم بیٹھے ہیں اتنے میں میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ میں مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اُتار دوں۔ چنانچہ میں نے اُن کی طرف کھسکنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ چارپائی سے اُتر کر زمین پر بیٹھ گئے اتنے میں تین فرشتے آسمان کی طرف سے ظاہر ہوگئے جن میں سے ایک کا نام خیراتی تھا وہ تینوں بھی زمین پر بیٹھ گئے اور مولوی عبداللہ بھی زمین پر تھے اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا تب میں نے اُن سب سے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم سب آمین کہو تب میں نے یہ دعا کی رب اذھب عنی الرجس و طھرنی	پیشگوئی کے چند سال بعد

زیر نمبر ۱۲۰ //

[1] اس نشان کے گواہ بہت سے مرد اور عورتیں ہیں منجملہ ان کے مولوی نور الدین صاحب مرزا خدابخش صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب شیخ عبدالرحمٰن قادیانی صاحب اور

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کے منہ سے نکلی ہوئی ذیل پیشگوئیاں ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۴۱		تطہیراً۔ اس دعا پر تینوں فرشتوں اور مولوی عبد اللہ نے آمین کہی اس کے بعد وہ تینوں فرشتے اور مولوی عبد اللہ آسمان کی طرف اُڑ گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ مولوی عبد اللہ کی وفات قریب ہے اور میرے لئے آسمان پر ایک خاص فضل کا ارادہ ہے اور پھر میں ہر وقت محسوس کرتا رہا کہ ایک آسمانی کشش میرے اندر کام کر رہی ہے یہاں تک کہ وحی الٰہی کا سلسلہ جاری ہو گیا وہی ایک ہی رات تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے بہ تمام وکمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہو گئی جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں ہو سکتی تھی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبد اللہ غزنوی اس نور کی گواہی کے لئے پنجاب کی طرف کھنچا تھا اور اس نے میری نسبت گواہی دی اور اس گواہی کو حافظ محمد یوسف اور اُن کے بھائی محمد یعقوب نے بیان بھی کیا مگر پھر دنیا کی محبت اُن پر غالب آگئی اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ مولوی عبد اللہ نے میرے خواب میں میرے دعوے کی تصدیق کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اگر یہ قسم جھوٹی ہے تو اے قادر خدا مجھے ان لوگوں کی ہی زندگی میں جو مولوی عبد اللہ صاحب کی اولاد یا اُن کے مرید یا شاگرد ہیں سخت عذاب سے مار ورنہ مجھے غالب کر اور اُن کو شرمندہ یا ہدایت یافتہ۔ مولوی عبد اللہ صاحب کے اپنے منہ کے یہ لفظ تھے کہ	

مفتی محمد صادق صاحب۔ شیخ حامد علی صاحب۔ مولوی عبد الکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ منشی ظفر احمد صاحب میر ناصر نواب صاحب

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		آپکو آسمانی نشانوں اور دوسرے دلائل کی تلوار دی گئی ہے اور جب میں دنیا پر نہا تو اُمید رکھتا تھا کہ ایسا انسان خدا کی طرف سے دنیا میں بھیجا جائے گا۔ یہ میری خواب ہے الّعن من کذب و ایّد من صدق۔	
پیشگوئی نمبر ۱۴۲		جب مولوی صاحب غزنوی ہماری مذکورہ بالا خواب کے مطابق فوت ہو گئے تو جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے تھوڑے دنوں کے بعد میں نے انکو خواب میں دیکھا کہ میں اپنا ایک خواب اُن کے آگے بیان کر رہا ہوں اور وہ ایک بازار میں کھڑے ہیں جو ایک بڑے شہر کا بازار ہے اور پھر میں انکے ساتھ ایک مسجد میں آگیا ہوں اور اُنکے ساتھ ایک گروہ کثیر ہے اور سب سپاہیانہ شکل پر نہایت جسیم مضبوط وردیاں کسے ہوئے اور مسلح ہیں اور انہیں میں سے ایک مولوی عبداللہ صاحب ہیں کہ جو ایک قوی اور جسیم جوان نظر آتے ہیں۔ وردی کسے ہوئے ہتھیار پہنے ہوئے اور تلوار میان میں لٹک رہی ہے اور میں دل میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ لوگ ایک عظیم الشان حکم کیلئے تیار بیٹھے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ باقی سب فرشتے ہیں مگر تیاری ہولناک ہے تب میں نے مولوی عبداللہ صاحب کو اپنا ایک خواب سنایا میں نے انہیں کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک نہایت چمکیلی اور روشن تلوار میرے ہاتھ میں ہے جسکی نوک آسمان میں ہے اور قبضہ میرے پنجہ میں اور اس تلوار میں سے ایک نہایت تیز چمک نکلتی ہے جیسا کہ	پیشگوئی بعظمت پوری ہو رہی ہے
زندہ گواہ رویت		خلیفہ نور الدین صاحب۔ منشی تاج الدین صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ میر حامد شاہ صاحب۔ حکیم حسام الدین صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر الحکم	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۲۲		آفتاب کی چمک ہوتی ہے اور میں اُسے کبھی اپنے دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف چلاتا ہوں اور ہر ایک وار سے ہزارہا آدمی کٹ جاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ تلوار اپنی لنبائی کی وجہ سے دنیا کے کناروں تک کام کرتی ہے اور وہ ایک بجلی کی طرح ہے جو ایک دم میں ہزاروں کوس چلی جاتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ہاتھ تو میرا ہی ہے مگر قوت آسمان سے اور میں ہر ایک دفعہ اپنے دائیں اور بائیں طرف اس تلوار کو چلاتا ہوں اور ایک مخلوق ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتی جاتی ہے۔ یہ خواب تھی جو میں نے مولوی عبد اللہ کے پاس بیان کی اور جب میں خواب کو بیان کر چکا اور اُن سے تعبیر پوچھی تب مولوی عبد اللہ نے اُس کی تعبیر یہ بتلائی کہ تلوار سے مراد اتمام حجت اور تکمیل تبلیغ ہے اور میرے دلائل قاطعہ کی تلوار ہے اور جو دیکھا کہ وہ تلوار دائیں طرف زمین کے کناروں تک مار کرتی ہے اس سے مراد دلائل روحانیہ ہیں جو از قسم خوارق اور آسمانی نشانوں کے ہونگے اور یہ جو دیکھا کہ وہ بائیں طرف زمین کے کناروں تک مار کرتی ہے اس سے مراد دلائل عقلیہ وغیرہ ہیں جن سے ہر ایک فرقہ پر اتمام حجت ہوگا۔ پھر انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جب میں دنیا میں تھا تو امیدوار تھا کہ ایسا انسان خدا کی طرف سے دنیا میں بھیجا جائیگا۔ اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی اس خواب کے ایک حصہ کے حافظ محمد یوسف صاحب اور اُنکے	
زندہ گواہ رویت	میاں محمد جان صاحب کپورتھلہ۔ میاں فتح دین صاحب۔ میاں عبد اللہ صاحب پشاوری خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ وغیرہ احباب ہیں۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی سے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		بھائی محمد یعقوب نے بھی تصدیق کی ہے شاید میں نے اس خواب کو سو سے زیادہ لوگوں کو سنایا ہوگا۔ چنانچہ وہ پیشگوئی آج پوری ہو رہی ہے اور روحانی تلوار نے ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کو فتح کر لیا ہے اور کرتی جاتی ہے۔	
پیشگوئی نمبر ۱۴۳	۱۴/ فروری ۱۸۸۳ء و جنوری ۱۸۸۴ء	سید عباس علی لدھیانوی کو ہم نے اپنے ابتدائی خطوط میں اپنے کشوف کے ذریعہ سے اس بات سے پیش از وقت اطلاع دیدی تھی کہ آپ کا انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ اس وقت اپنے تئیں اسی راہ میں فنا شدہ ظاہر کرتے تھے چنانچہ بعض کلمات ان خطوط کے مفصلہ ذیل ہیں۔ ”بنظر کشفی آپ کے دل میں انقباض معلوم ہوا۔“ ”آپ کسی نئے امر کے پیش آنے پر مضطرب نہ ہوں آپ ابتلاء سے بچ نہیں سکتے۔“ ”نیک ظن بننا آسان ہے مگر نبھانا مشکل۔“ ”نہایت بدنصیب وہ انسان ہے جس کا انجام آغاز کا سا جوش نہیں رکھتا۔“ ان سے صاف ظاہر تھا کہ اُس کا انجام اچھا نہیں۔ چنانچہ چند سالوں کے بعد وہ مرتد ہو گیا مکتوب میر اُن کی خاص دستخطی موجود ہے جس میں اس پیشگوئی سے کئی سال بعد اس کا انجام بد ہوا یہ مکتوب انکی وفات کے بعد اُن کے کتب خانہ سے ملا اس مکتوب کے دیکھنے سے ہر ایک کو معلوم ہوگا کہ دنیا کیسا عبرت کا مقام ہے جب انسان پر شقاوت کے دن آتے ہیں تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا جس شخص کو پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ تو برگشتہ ہو جائیگا اور ٹھوکر کھائیگا وہ برگشتہ ہو کر اس پیشگوئی سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکا	خطوط کے قریباً دو سال بعد
زندہ گواہ رویت		ان نشانوں کے گواہ منشی ظفر احمد صاحب۔ حافظ محمد یوسف صاحب محمد یعقوب صاحب منشی محمد خاں صاحب۔ عبداللہ سنوری وغیرہ احباب ہیں۔	

اشاعت

یہ کتاب نزول المسیح زیر طبع تھی کہ مولوی کرم دین ساکن بھین نے جس کے خطوط اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں ایک مقدمہ دائر عدالت کیا کہ مجھ کو کذّاب اور لئیم مواہب الرحمٰن میں (جو حضرت اقدس کی عربی تالیفات سے ہے) لکھا گیا ہے اور اس کتاب میں میرے جو خطوط لکھے گئے ہیں وہ جعلی ہیں اور ایک نسخہ اس کا کسی ذریعہ سے حاصل کر کے اسکو عدالت میں پیش کیا جسکی وجہ سے کتاب کے طبع ہونے میں روک پیش آگئی یہ مقدمہ مع دیگر مقدمات کے دو ڈھائی سال تک جاری رہا اور آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں (نسبت انجام مقدمات) کے مطابق یہ مقدمات فیصل ہوئے اور حضرت اقدس والطہر نے اُن کے فیصلہ کے بعد ایک کتاب اور لکھنی شروع کی جس کا نام نصرۃ الحق رکھا اور جو بعد میں براہین احمدیہ حصہ پنجم کے جلیل القدر نام سے موسوم ہوئی اور اس کے اندر مقدمات میں جو جو تائیدات الٰہیہ آپ کے شامل حال رہیں اُن کا ذکر کرتے ہوئے اوائل کتاب میں ہی کرم دین مدعی کے متعلق یہ شعر تحریر فرمایا کہ ؎ کذاب اُس کا نام دفاتر میں رہ گیا ٭ چالاکیوں کا فخر جو رکھتا تھا یہ گیا +

کتاب نصرۃ الحق ابھی زیر طبع ہی تھی کہ ایک فتنہ ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی کے ارتداد کا اُٹھا جس کے دفع کرنے کیواسطے آپ نے حقیقۃ الوحی ایک ضخیم کتاب جو سات سو صفحہ کی ہے تصنیف فرمائی اور اُس میں دو سو آٹھ ۲۰۸ نشانات کا ذکر بھی آپ نے فرمایا جو آپکی تصدیق میں خدا تعالیٰ کیطرف سے فعلی شہادت کے طور پر ظہور پذیر ہوئے اس کے ختم کرنے پر ارادہ تھا کہ یہ کتاب اور نیز نصرۃ الحق کو مکمل کیا جاوے کہ انہیں ایام میں آپکا ایک مضمون آریوں کے جلسہ میں پڑھا گیا جس کے بالمقابل آریوں کیطرف سے گالیوں سے بھرا ہوا لیکچر حضرت کے خدام کی حاضری میں سُنایا گیا اسکے جواب میں کتاب چشمہ معرفت جو ساڑھے تین سو صفحہ کی پُر معارف کتاب ہے آپ نے شائع فرمائی - ابھی اُسکو شائع کئے دو تین روز گذرے تھے کہ پیغام صلح کے لکھنے پر ضرورت وقت نے حضور کو توجہ دلائی وہ لکھ ہی رہے تھے اور ختم کیا ہی تھا کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے آپکی طلبی کا پیغام آپہنچا اور رسالہ الوصیت مجریہ سنہ ۱۹۰۶ء کی پیشگوئیوں کے مطابق الرحیل ثم الرحیل کا نقارہ بج گیا -

اِن حالات کے ماتحت اِس کتاب کا شائع ہونا معرضِ التوا میں رہا چونکہ اس کے شروع میں نسخہ کشتی نوح میں آپ نے اس کے اندر ڈیڑھ سو ۱۵۰ پیشگوئیوں کے لکھنے کا اور شامل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے یہ بات بتا دینے کے لائق ہے کہ حقیقۃ الوحی متذکرہ صدر کتاب حضرتؑ نے اس کے بعد لکھی تھی۔ جس میں دو سو آٹھ ۲۰۸ نشانات آپ نے قلمبند فرمائے ہیں اور بعض کے گواہان رویت بھی تحریر فرمائے ہیں۔ اس لئے جو شخص حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کریگا وہ بخوبی سمجھ لیگا کہ ڈیڑھ سو نشانات کی تکمیل کی بجائے دو سو آٹھ ۲۰۸ نشان آپ نے اس کتاب میں لکھکر وعدہ کو پورا فرمادیا ہے اور حقیقۃ الوحی نزول المسیح کا تکملہ کیا بلکہ نأتِ بخیر منہا کے مطابق بڑھ چڑھ کر معاوضہ ہے۔ اس لئے اب ضرورت نہیں کہ اُن نشانات کو لکھکر اس جگہ ایک سو پچاس ۱۵۰ پورے کئے جاویں کیونکہ حضرت موعودؑ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کتاب حقیقۃ الوحی میں وہ ضرورت سے بہت کچھ زیادہ موجود ہیں۔ نظر براں جس قدر کتاب ہذا حضرت اقدسؑ کے رُوبرو طبع ہوئی تھی اُسی کو پبلک کے پیش نظر کیا جاتا ہے اور قیمت بہت ہی کم اِس خیال سے رکھی گئی ہے کہ ہر مستطیع وغیر مستطیع اس کو خرید کر پڑھ سکے۔ اللہ تعالیٰ پڑھنے والوں کو فہم و فراست اپنی طرف سے عطا فرماوے۔ اور چونکہ مسیحؑ جس کے نزول کا اس میں تذکرہ ہے وہ دنیا سے چلا گیا ہے اور بہت سے علوم و فیوض کے خزانے چھوڑ گیا ہے پڑھنے والوں کے دلوں کو اُن علوم و فیوض کی طرف رغبت بخشے۔ آمین

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین

المــــــذکّر

کمترین خادمان مسیح موعودؑ مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت ممدوح

از قادیان دار الامان

ضلع گورداسپور پنجاب

۲۵ اگست ۱۹۰۹ء — ۸ شعبان المعظم ۱۳۲۷ ہجری